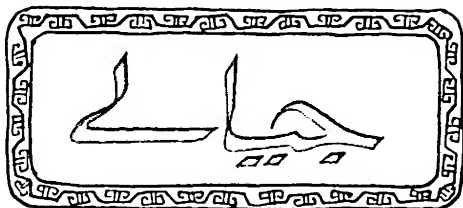

شرف رشیدوف
جیالے



شرف رشیدوف









بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر

ماسکو





ترجمہ : حبیب الرحمن
نظموں کا ترجمہ : ظ۔ انصاری
ڈیزائن : ویسوتسکایا

مصنف سے تعارف

ازبک ادیب شرف رشیدوف کی جیون کہانی بھی موجودہ زمانے کے بیشتر ازبک دانش وروں کی آپ بیتی سے بہت کچھ ملتی جلتی ہے — وہ ایک غریب کسان کے گھر پیدا ہوئے اور گیارہ سال کی عمر سے محنت مزدوری کرکے اپنی کمائی سے باپ کی مدد کرنے لگے —

شرف رشیدوف ٦ نومبر ١٩١٧ء کو جیزک کے چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئے جہاں لوگ سخت غربت و افلاس کا شکار تھے —

رشیدوف کو وہ یادیں بہت عزیز ہیں جو ان کے والدین سے وابستہ ہیں — وہ لوگ کمرتوڑ محنت سے چور ہو جاتے تھے اور گیتوں سے اپنی تھکن مٹاتے تھے اور غم غلط کرتے تھے —

شرف رشیدوف اس زمانے کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں: ''کافی بچپن ہی سے باپ نے مجھے کام سے اور ماں نے گیتوں سے محبت کرنا سکھایا —''

رشیدوف نے اپنے اسکول کے زمانے سے لوک گیت جمع کرنا اور پرانی داستانوں اور قصوں کو لکھنا شروع کیا — اس کے بعد جلد ہی شعر و شاعری سے شوق کرنے لگے —

۱۹۳۷ء میں ان کی نظم ''سرحدی پہرےدار'' شائع ہوئی جو ان کی پہلی بڑی تصنیف تھی —

شرف رشیدوف نے دوسری عالمی جنگ سے ذرا پہلے ازبک یونیورسٹی کے شعبۂ لسانیات سے گریجویٹ کیا اور اخبار ''لینن یولی'' کے ایڈیٹر مقرر ہوئے —

جنگ شروع ہوتے ہی وہ فوج میں بھرتی ہو گئے — وہ سخت زخمی ہوئے اور ۱۹۴۲ء میں فوجی خدمات سے سبکدوش ہو کر اپنی پرانی ملازمت پر سمرقند واپس آ گئے —

ان کی جنگ کے دور کی نظموں کا مجموعہ ''نفرت'' ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا —

رشیدوف کے مضامین جن میں نایاب صحافیانہ رنگ جھلکتا تھا رسالوں اور اخباروں میں اکثر چھپتے تھے —

۱۹۴۹ ء میں ان مضامین کا ایک مجموعہ ''تاریخ کا فیصلہ،، کے نام سے چھاپا گیا —

شرف رشیدوف کی زندگی میں ادب و سیاست کا چولی دامن کا ساتھ ہے — مئی ۱۹۵۰ ء میں وہ ازبکستان کی اعلی سوویت کی مجلس صدارت کے صدر اور سوویت یونین کی اعلی سوویت کی مجلس صدارت کے نائب صدر منتخب ہوئے — مارچ ۱۹۵۹ ء میں ان کا انتخاب ازبکستان کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹری اول کی حیثیت سے ہوا —

شرف رشیدوف کی کتاب ''جیالے،، نے ان کو ادیب کے حیثیت سے خاص طور پر مقبول بنایا — یہ کتاب ۱۹۵۱ ء میں شائع ہوئی —

شرف رشیدوف امن کے سرگرم مجاہد کے حیثیت سے بھی کافی مشہور ہیں — وہ مختلف وفدوں میں فن‌لینڈ، چین، ہندستان، انڈونیشیا، متحدہ عرب ریپبلک، پاکستان، برما، ویت‌نام، افغانستان اور منگولیہ بھی جا چکے ہیں—

مختلف ملکوں کے سفر کے دوران انہوں نے وہاں کے بہت سے ادیبوں سے ملاقات کی اور ان ملکوں کی لوک داستانوں، کہاوتوں اور کہانیوں میں بڑی دلچسپی لی —

ان کی کہانی ''نغمۂ کشمیر'' (۱۹۵۷ء) کی بنیاد کشمیری عوام کی ایک پرانی داستان پر ہے۔

حال ہی میں ان کی ایک نئی ناول ''طوفان سے زیادہ طاقتور'' شائع ہوئی ہے۔ یہ ان لوگوں کی جوشیلی کہانی ہے جو اچھوتی زمین کو زرخیز بنا رہے ہیں۔

شرف رشیدوف کو دو مرتبہ لینن آرڈر مل چکا ہے۔ اس کے علاوہ وہ محنت کے لال جھنڈے، سرخ ستارے، اعزاز کی پٹی کے آرڈر اور دوسرے انعامات اور تمغے پا چکے ہیں۔

"کالخوزوں (پنچائتی فارموں) کے
قائم ہونے سے زراعت کی تاریخ میں ایک
بالکل ہی نئے قسم کا کسان پیدا ہوا
ہے جو اب' تک نہ کسی زمانے میں
وجود رکھتا تھا اور نہ کسی قوم میں —
وہ قدرت کو از سر نو سنوارنا چاہتا ہے
اور حیرت انگیز ٹکنیک کے ہتھیاروں
سے مسلح ہو کر قدرتی عناصر سے
جنگ کرنے کے لئے میدان میں آ گیا
ہے —"

میچورین

۱

پہاڑوں کے اوپر ایک سنہری لکیر پھیلی اور تاریک آسمان کو آرپار چیرتی چلی گئی — سورج کا طباق پہاڑ کی چوٹیوں پر تیزی سے بلند ہونے لگا اور دیکھتے دیکھتے ہر چیز دھوپ میں نہا گئی — چٹانیں اور گھاٹیاں، پہاڑی

ڈھلانوں کی جھاڑیاں اور اس
چھریرے درخت، غرض سب دھوپ میں نہاے ۔

درختوں نے جو ابھی تک رات کی خنکی میں محو خواب تھے، سورج کو دیکھ کر انگڑائی لی اور اپنی پتیوں کو اس کی روشنی اور حرارت سے لطف اندوز کرنے لگے — پہاڑوں میں نقرئی چشمے جھلملا رہے تھے اور سنگ خارا کی چٹانوں کے درمیان اچھلتے کودتے بہہ رہے تھے —

دن شروع ہو گیا —

ہر منٹ سورج بلند ہوتا گیا — ہوا کافی گرم ہو گئی — گھاس پر پڑے ہوئے شبنم کے موتی ٹوٹ گئے — صبح کاذب کا اندھیرا کہیں کہیں تنگ گھاٹیوں میں اب بھی چھپا تھا لیکن وہ بھی چھنٹ رہا تھا اور دن کی روشنی سے مات کھا کر بھاگنے لگا تھا — پہاڑ نت نئے رنگ بدل رہے تھے —

آلتین سائی کا گاؤں کوک تاغ پہاڑ کے دامن میں واقع تھا — گرمیوں کے زمانے میں پہاڑ کی چوٹی سے یہ گاؤں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دور دور تک کوئی باغ پھیلا ہو — فارم کے تمام مکانات چھتوں تک ہریالی سے ڈھکے ہوئے تھے اور اس گہرے سبز سمندر کے درمیان

کہیں کہیں لمبے چوٹی دار حور کے درخت جھانک رہے تھے —

گاؤں کے کنارے سے پہاڑ کے پورے دامن میں لال بھبھوکا گل لالہ کا چوڑا قالین بچھا ہوا تھا — پہاڑ کے پہلو میں پہنچ کر گل لالہ کی جگہ بنفشے کے پھولوں نے لےلی تھی — پھر جنگلی انگور کی بیلوں اور پستے کے درختوں کا جنگل شروع ہو گیا تھا — پہاڑ کا دامن میوے دار درختوں کے گھنے جھنڈوں سے ڈھکا تھا —

کوک تاغ کے دوسری طرف استالن کالخوز کی زمین تھی جہاں آبپاشی کا کوئی انتظام نہ تھا —

اس کالخوز میں زمین تو کافی تھی لیکن پانی سے محروم ہونے کی وجہ سے بنجر اور بیکار پڑی تھی — انسان کو اس سے کوئی فائدہ نہیں تھا — بہار میں یہ زمین ایک سے دوسرے سرے تک شعلہ رخ گل لالہ اور نیلے بنفشے کے پھولوں سے ڈھک جاتی اور ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی لق و دق سمندر کی سرخ نیلی موجیں ہوا کے تھپیڑے کھا کھا کر اٹھہ رہی ہیں — لیکن بہار گزر جاتی، پھول مرجھا جاتے، تیز دھوپ گھاس کا رس تک چوس لیتی اور زمین پھر ننگی، زرد اور اجاڑ ہو جاتی —

آنکھوں کو دھوپ سے بچانے کے لئے ہاتھ کی چھاؤں کرکے کسان لق و دق ویرانے کو دیکھتا اور تلخ آہ بھر کہتا ''ہماری بنجر زمین،،—

ایک تنگ پگڈنڈی سانپ کی طرح بل کھاتی گاؤں سے نکلتی اور گل لالہ کے میدان سے پیچ در پیچ گزرتی، پھر کوک تاغ کی چڑھائی پر لہراتی ہوئی چڑھتی اور اس کی چوٹی کے آرپار گزر جاتی —

پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنے کا ایک اور راستہ بھی تھا — آلتین سائی سے ایک ہموار، اچھی سڑک گزرتی تھی جس پر پہاڑی چشموں کو پار کرنے کے لئے مضبوط پل بنے ہوئے تھے — لیکن اس سے وقت بہت لگتا تھا اس لئے گاؤں والے یہی پرانی اور تنگ پگڈنڈی بہتر سمجھتے تھے، حالانکہ اس پگڈنڈی پر چڑھنے اور اترنے کے لئے بڑی سبک رفتاری اور مہارت کی ضرورت تھی —

آغاز بہار میں کوک تاغ کے درے سے پورا منظر بہت رنگا رنگ، دلکش اور دھوپ سے دمکتا نظر آتا تھا — مسکراتے ہوئے سورج کی کرنوں میں نہایا ہوا اسٹیپی میدان افق تک پھیلا ہوا تھا، اس میں رنگوں کا حسین امتزاج تھا— دھوپ ابھی خوشگوار تھی اور آسمان بھی شفاف تھا—

اس گلزار اسٹیپی میدان میں گاؤں کے باغوں کے سرسبز قطعے صاف نظر آ رہے تھے —

ابھی سورج کی پہلی کرنوں نے پہاڑ کی چوٹیوں کو سنہرے رنگ میں نہلایا ھی تھا کہ ایک لڑکی گھوڑے پر سوار درے کے پاس دکھائی دی — خوبصورت بھورا گھوڑا پہاڑ کی چڑھائی کی وجہ سے ذرا بدک رہا تھا اور باربار اپنا سر جھٹک کر لگام کو کھینچ رہا تھا —

لڑکی نے سختی سے اس کی لگام کھینچی اور گھوڑا فرماں برداری سے قدم قدم چلنے لگا — اس کے منہ سے جھاگ نکل نکل کر راستے پر گر رہا تھا —

ڈھلوان پر پہنچ کر لڑکی ذرا دیر کے لئے رکی — اس بلندی سے جہاں عقاب بسیرا کرتے تھے، نیچے اپنے گاؤں پر نظر ڈالی جس کے سفید مکان ہریالی سے جھانک رہے تھے — اسے گاؤں کا چوراھا اور اسکول کی سفید عمارت دکھائی دے رہی تھی جہاں اس نے آٹھ سال تک تعلیم حاصل کی تھی، لینن کا مجسمہ اور کلب گھر پر لہراتا ہوا لال جھنڈا بھی دکھائی دے رہا تھا — یہ وہ کلب تھا جہاں ایک زمانے میں پہلے درجے کی لمبی ٹانگوں والی لڑکی کی حیثیت سے اس نے نظم پڑھ کر

سنائی تھی— اس وقت اس کی جان ھی تو نکل گئی تھی، اسٹیج پر آکر بڑا ڈر لگا تھا — بعد کو اسی کلب میں اس نے رپورٹیں پیش کیں اور جلسوں کی صدارت کی— یہیں اس کا گھر بھی تھا، چھوٹا سا مکان جس میں کسی زمانے میں بڑی چہل پہل رہتی تھی اور مہمانوں کی خاطر تواضع ھوتی تھی اب بہت خاموش اور سنسان تھا — پرانے زمانے میں یہاں زندگی کے چشمے ابلتے رہتے تھے — اپنے پروان چڑھتے ھوئے بھائیوں کے ساتھه وہ خوب ادھم مچاتی تھی — وہ چھوٹی سی تھی اور اس کا نام آئی قیز تھا — اس کی ماں جوانوں کی طرح کمروں میں، صحن میں اور ترکاریوں کی باڑی میں دوڑتی دھوپتی رہتی — زندگی ھنسی خوشی گزر رھی تھی جیسے کوئی کارواں بڑی خوش انتظامی اور شعور کے ساتھه ھموار سڑک پر جا رہا ھو— اور اب اس گھر میں کوئی نه تھا، بس عمرزاق آتا رہ گیا تھا جس کو غم کے بوجھه نے دھرا کر دیا تھا —

اس گھر کو مشکل ھی سے آئی قیز کا مستقل گھر کہا جا سکتا تھا کیونکه وہ زیادہ‌تر باھر رہتی تھی، یا تو اپنی ملازمت پر یا طویل کاروباری دوروں پر— اس

پہاڑی علاقے میں اس سے پہلے کبھی بھی کسی تجربے کار اور باوقار مرد پر ترجیح دے کر ایک ایسی نوعمر لڑکی کو دیہی سوویت کا صدر نہیں چنا گیا تھا جس نے حال ہی میں ماہر زراعت کی ڈگری حاصل کی ہو — عمرزاق آتا تنہائی کی زندگی سے پریشان رہتا تھا لیکن گاؤں والوں نے اس کی بیٹی پر جس اعتماد کا اظہار کیا تھا، اس پر باپ کی خوشی قدرتی تھی — اس کی عمر پچھتر سال کی ہو چکی تھی — صدی کا تین چوتھائی حصہ! واقعی یہ سفر طویل تھا —

حالانکہ وہ اپنی زندگی کی آخر منزل تک پہنچ چکا تھا پھر بھی، اس کی بیٹی آئی‌قیز اس کی نگاہوں میں چھوٹی ہی تھی — اب بھی وہ آئی‌قیز کو وہی چھوٹی سن موجی بچی سمجھتا تھا جس کو والدین کی دیکھہ بھال اور نگرانی کی برابر ضرورت رہتی ہے —

بے چارہ بڈھا عمرزاق آتا تن‌تنہا تھا...

تھان قریب ہونے کے احساس سے گھوڑا نچلا نہیں کھڑا ہوتا تھا اور بے چینی سے سر جھٹک رہا تھا —

''سنبھال کے، ذرا سنبھال کے، بائی چبار!''

آئی‌قیز تیزی سے درے کی طرف مڑی اور گھوڑے سے زمین پر کود پڑی، گھوڑے کی کاٹھی کا تسمہ ڈھیلا کر دیا، لگام نکال لی اور بائی چبار کی مخملیں گردن سہلائی —

''جاؤ، مزے کرو —''

بائی‌چبار کے نرم ہونٹ اس کی ہتھیلیوں سے چھو گئے — گھوڑے کے دانتوں تلے شکر کڑکڑانے لگی — وہ ان چٹانوں کی طرف سرپٹ بھاگ کھڑا ہوا جہاں پتھروں کے درمیان نئی نئی گھاس اگی تھی — اس کی ایال ہوا میں اڑ رہی تھی —

آئی‌قیز کی نگاہیں گھوڑے کا تعاقب کرتی رہیں — پھر وہ مڑی اور آہستہ آہستہ نیچے کی طرف چلی — وہ اپنے سواری کے کسے ہوئے بوٹوں پر ہلکے ہلکے کوڑے مارتی جاتی تھی — اس نے نگاہ اٹھائی اور راستے پر دائیں طرف دیکھا — وہاں کائی سے ڈھکی ہوئی سنگ سماق کی ایک بڑی چٹان کھڑی تھی، مکان کے برابر اونچی ہو گی — آئی‌قیز اس پر چڑھ گئی — جب کبھی وہ ادھر سے گھوڑے پر گزرتی تو ذرا دیر کے لئے اس چٹان پر آرام کرنے کے لئے ضرور ٹھہرتی — وہاں بیٹھ کر بہت

سی باتوں پر غور کرتی — کبھی کبھی اس کے خیال پر مسرت ہوتے جو اس کی ہستی کو امنگوں سے بھر دیتے اور اگر اس کے کام میں کوئی بادھا پڑتا یا اپنی کسی بات سے غیرمطمئن ہوتی یا کسی دوست سے بگڑ جاتی تو فکرمند نظر آتی — کبھی وہ زندگی کی عام باتوں پر غور کرتی، اپنے وطن اور عوام کے مستقبل پر — کبھی وہ چھوٹے چھوٹے ذاتی جھگڑوں کے متعلق سوچتی، کسی سہیلی سے معمولی تو تو میں میں یا کسی ایسے نئے لباس کے متعلق جو بہت خراب نکلا تھا — وہ ماہر زراعت اور دیہی سوویت کی صدر ضرور تھی لیکن ساتھ ہی جوان بھی تھی اور جوانی کی تمام امنگیں اس کے اندر انگڑائیاں لے رہی تھیں —

آج آئی‌قیز اداس تھی —

وہ پچھم کی طرف گھورنے لگی — وہاں، افق کے پاس زمین ہلکی زرد دکھائی دے رہی تھی — یہ تھی بنجر زمین —

قزل قوم —

ریگستان —

گرمیوں میں وہاں سے تیز اور خشک بادسموم چلتی، فارم کے کھیتوں کو تباہ کر دیتی اور اپنی شعلہ‌خو صحرائی سانسوں سے ہر چیز کو جھلس ڈالتی ــ

تاریخ میں پہلی مرتبہ اس سال کسانوں کے اس ابدی دشمن کے مقابلے میں درختوں کی ایک حفاظتی پٹی صف‌آرا کی گئی تھی ــ لیکن اس کے لئے کئی سال درکار ہونگے کہ قراغاچ اور ببول کے درخت بڑھ کر کافی تناور ہوں اور اپنی مضبوط شاخیں خشک ہوا کے حملوں کو روکنے اور ان کو قزل‌قوم کے صحرا میں واپس ڈھکیلنے کے لئے بڑھا سکیں ــ

آئی‌قیز نے اپنا شوخ ریشمی رومال سر سے اتارا اور بال کھول دئے ــ اس کی انگلیاں بے خبری کے عالم میں سیاہ زلفوں میں شانہ کرنے لگیں جو کمر تک لٹک رہی تھیں ــ پھر اس نے ان کی دو بھاری چوٹیاں گوندھ لیں ــ آئی‌قیز اپنے پریشان‌کن خیالات کو دور نہ کر سکی ــ اس اونچائی سے کمسن درختوں کی پٹی معمولی گھاس کی پٹی معلوم ہوتی تھی جس کو کوئی گلہ آسانی سے روند کر تباہ کر سکتا تھا ــ ارے، ان درختوں کے قدآور اور مضبوط ہونے کے لئے برسوں انتظار کرنا ہوگا!

''کاش ہم یہ پٹی دس پندرہ سال پہلے لگا دیتے،،
آئی‌قیز سوچنے لگی —

اس نے بھاری چوٹیاں پیٹھ پر پھینکیں اور حسب معمول ان کی چوٹ محسوس کی —

آئی‌قیز نے دونوں چوٹیوں کا جوڑا بنایا اور پھر اپنا ریشمی رومال باندھ لیا —

اس کو وضع قطع اور دوسری تمام چیزوں میں گندگی اور لاپروائی سے نفرت تھی — تمام دن کھیتوں میں گھوڑے پر سوار مارے مارے پھرنے کے بعد جب وہ گھر واپس ہونے لگتی تو پہلے اپنے سواری کے بوٹ ضرور جھاڑکر صاف کرتی — اس کا خیال تھا کہ آدمی کو دوسروں کی موجودگی یا تنہائی میں کسی وقت بھی بےلگام نہ ہونا چاہئے —

اس نے جیبی آئینے میں چہرہ دیکھا —

''عالم جان...،، اس نے سوچا اور جلدی سے آئینہ اس طرح جیب میں رکھ لیا اور شرما گئی جیسے عالم‌جان اس کو اس وقت تاک ہی تو رہا تھا —

''بائی چبار!،، اس نے چٹان کے نیچے اترتے ہوئے پکارا —

اپنی مالکن کی آواز سن کر گھوڑے نے سر اٹھایا، زور سے ھن ھنایا اور دوڑ کر آئی‌قیز کے پاس آ گیا —

آئی‌قیز نے بائی‌چبار کی لگام پکڑ لی اور درے سے نیچے اترنا شروع کیا —

یہ راستہ پہاڑ کے نیچے چلا گیا تھا اور اس پر خوب گھنی گھاس اگی ھوئی تھی — راستہ میوے کے درختوں کے جھنڈ میں جا کر غائب ھو گیا تھا — یہاں ینغاق سائی نامی ایک تیز پہاڑی چشمہ تنگ وادی میں گرجتا اور پتھروں کے درمیان اچھلتا کودتا گزرتا تھا —

بائی‌چبار پیاسا تھا اس لئے وہ پانی کی طرف چل پڑا —

جب گھوڑے کو پانی پلا چکی تو آئی‌قیز نے اس کے پھر دھانہ چڑھا دیا، کاٹھی کا تسمہ کسا اور اچک کر گھوڑے پر بیٹھ گئی — پانی بائی‌چبار کے پیروں کے پاس بہہ رھا تھا اور اس سے جھاگ نکل رھا تھا —

یہ چھوٹا پہاڑی چشمہ نیچے وادی میں پہنچ کر پورب کی طرف مڑ جاتا تھا اور اسی طرح تیزی سے بہتا رھتا تھا — بس یہی تھوڑا بہت پانی تھا جو استالن کالخوز اور اس کے باغوں اور ترکاری کی باڑیوں کو نصیب ھوتا تھا — کھیتوں کے لئے پانی نہیں تھا —

ینغاق سائی کو پار کرنے کے بعد آئی‌قیز نے طے کیا کہ وہ سڑک پر نہیں جائیگی جو چشمے سے ذرا دور تھی — اس کے بجائے وہ تھوڑا سا چکر کاٹ کر اس چوڑی اور معمولی ڈھلان سے اترنے لگی جو پہاڑ کے دامن میں تھی اور اسٹیپی میدان میں دور تک چلی گئی تھی —

بائی‌چبار کی ٹاپیں اس زمین پر گونج رہی تھیں جس کو ازل سے ہل نہیں لگا تھا — زمین زرخیز تھی — ان گنت صدیوں سے پودوں نے سڑ سڑ کر اس کو اپجاؤ بنایا تھا — بس زمین کو پانی مل جائے، پھر تو ہر فصل اس پر لہک اٹھیگی —

بس، پانی چاهئے —

آلتین سائی گاؤں سے کوئی چھه سات کلومیٹر کے فاصلے پر دو پہاڑی چشمے ینغاق سائی اور اوزون سائی ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں اور پھر بہتے ہوئے نیچے چلے جاتے ہیں — یہی دریائے آلتین سائی ہے جس کے نام پر گاؤں کا نام رکھا گیا ہے — لیکن یه دریا اپنے ہم نام کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتا — اور دنیا میں کوئی ایسی طاقت ہے بھی نہیں جو دریائے آلتین سائی کا بہاؤ چڑھائی کی طرف پلٹ سکے —

پانی، پانی!

''چند دن پہلے تک میرزاچول میں ریگستان کے سوا کچھ بھی نہ تھا،، آئی‌قیز سوچنے لگی — ''لیکن لوگوں نے نہریں کھودیں، زمین کو سیراب کیا، کھیتوں کے لئے مشینیں لائے اور بھوکے اسٹیپی میدان کو زرخیز بنا دیا —،،

آئی‌قیز اپنے بے چین گھوڑے کو تھامے ہوئے آھستہ آھستہ جا رھی تھی— اچانک اس نے لگام کھینچ لی — بالکل اس کے سامنے، ایک نیچے ٹیلے کے پاس، پہاڑ کے دامن سے بہت قریب ھری بھری گھاس کا چھوٹا سا جزیرہ نظر آیا —

آئی‌قیز اس طرف چل پڑی — اس کو حیرت تھی — اس نے بارش کے پانی سے بھرا ھوا ایک چھوٹا تالاب دیکھا جو اس جگہ واقع تھا جہاں سے چڑھائی شروع ھوتی ھے — لیکن اس میں حیرت کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ بہار کے موسم میں بارش کے بعد پہاڑ کے دامن میں ایسے سیکڑوں تالاب پیدا ھو جاتے تھے — آئی‌قیز کو حیرت اس بات پر تھی کہ یہ تالاب اتھلا ھونے کے باوجود اب بھی پانی سے لبریز تھا —

کچھ دنوں سے تو بارش بھی نہیں ہوئی تھی — آخر پانی آیا کہاں سے؟ تالاب سے ایک چھوٹا سا نالہ نکل کر دس میٹر کے فاصلے پر غائب ہو گیا تھا — پھر بھی اس میں پانی برابر بہہ رہا تھا اور تالاب خالی نہیں ہو رہا تھا —

اس علاقے میں پانی کے سوتے کبھی نہ تھے — آئی‌قیز کو حیرت تھی کہ آخر اس تالاب میں پانی آتا کہاں سے ہے؟

وہ گھوڑے سے کود پڑی اور کائی جمی دلدلی زمین پر چلنے لگی —

تالاب کی تہہ میں چھوٹے چھوٹے گول پتھر بچھے تھے — ان کو پانی نے دھوکر صاف کر دیا تھا اور چکنی، ہری کیچڑ کے درمیان سے وہ جھانک رہے تھے —

آئی‌قیز نے اور جھک کر دیکھا — اس کو معلوم ہوا کہ ان پتھروں کی تہہ کے نیچے کسی سوتے کے بلبلے اٹھ رہے ہیں — کیا یہ سوتا تھا؟

وہ اکڑوں بیٹھ گئی اور تالاب کی چکنی تہہ میں ہاتھ ڈال کر ان پتھروں کو ہٹایا اور پتہ لگانا شروع

کیا — اس کو ایسا معلوم ہوا جیسے یہ چھوٹا سا تالاب اور گہرا ہے —

اس نے اپنی پیشانی پر پسینے کی گرم گرم بوندیں محسوس کیں — دل زور زور سے دھڑک رہا تھا —

اب ذرا بھی شبہ نہیں رہا تھا کہ اس نے ایک پہاڑی سوتے کا پتہ لگا لیا ہے جو کافی بڑا ہے —

آخرکار وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور اپنے ذہن پر زور دے کر تمام باتیں یاد کرنے لگی جو اس جگہ کے متعلق معلوم تھیں — لوگ اس جگہ کو قول تپہ (غلاموں کا ٹیلہ) کہتے تھے — بہر حال اس کو پہلے کبھی یہ خیال نہیں پیدا ہوا تھا کہ اس معمولی سے ٹیلے کا نام آخر اتنا سنسنی خیز کیوں ہے؟ ظاہر ہے کہ اس جگہ کا تعلق زمانۂ قدیم کے کسی قصے کہانی سے ہوگا جو آئی‌قیز کے کانوں تک نہیں پہنچی تھی —

اس نے اپنے قدموں کے پاس کوئی چیز زمین سے ابھری دیکھی اور ٹھوکریں مارمارکر سخت مٹی کی تہہ اکھاڑ دی —

اس جگہ کسی پرانے چنار کے درخت کا ٹھنٹھہ نکلا —
آئی‌قیز کو حیرت ہوئی کیونکہ اس کے خیال میں یہاں درخت کبھی نہیں اگتے تھے — اب اس نے غور سے چاروں طرف دیکھنا شروع کیا اور اس کی حیرت میں اضافہ ہوا — تالاب کے دوسری طرف اس نے ایک اور درخت کے ٹھنٹھہ کی بڑی بڑی جڑیں دیکھیں، سیاہ اور گرہ‌دار جڑیں جو زمین سے ابھرے تھیں — ٹھنٹھہ کو مٹی کی تہہ نے ڈھک لیا تھا جس کو بارش کا پانی نہیں بہا سکا تھا —

آئی‌قیز کا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا — اس کا چہرہ جل اٹھا، ذہن میں سوالات کا ایک ہجوم تھا — کتنا زمانہ گزرا کہ یہاں درخت اگتے تھے؟ کوئی سو سال پہلے یا اس سے زیادہ؟ کب یہ کاٹے گئے اور کس نے ان کو کاٹا؟ اب اس کو یہ بالکل یقین ہو گیا کہ درخت ایک ایسے سوتے کے قریب اگتے تھے جہاں پانی افراط سے تھا لیکن سوتا خشک کیوں ہو گیا؟

آئی‌قیز نے بائی‌چبار کی لگام پکڑی اور ٹیلے پر چڑھ گئی —

چوٹی پر پہنچتے ہی سارا مسئلہ حل ہو گیا اور

اس کو حیرت ہوئی کہ وہ پہلے ہی اس کو کیوں نہ سمجھی —

تالاب صرف اس رقبے تک محدود نہیں تھا جس کی مٹی حالیہ بارش بہا لے گئی تھی — ٹیلے کی چوٹی سے آئی‌قیز کو ایک لمبی، تنگ گھاٹی سی نظر آئی جو پہاڑ کے نیچے تک چلی گئی تھی — کسی زمانے وہ گہری اور سیدھی رہی ہوگی لیکن زمانے اور ہوا کے جھکڑوں نے اسے پاٹ دیا تھا اور اب وہ مشکل سے دکھائی دیتی تھی —

آئی‌قیز نے بڑے غور سے اس پرانی نہر کی تہہ کو دیکھا کیونکہ ابھی سورج نیچا تھا اور وہ اس کے نشیب‌و فراز اچھی طرح دیکھہ سکتی تھی —

یہ آبپاشی کی نہر تھی —

آئی‌قیز ایکدم اچک کر گھوڑے پر بیٹھہ گئی اور ڈھلان پر گھوڑا سرپٹ چھوڑ دیا — وہ سیدھی گاؤں کی طرف جا رہی تھی — اس کے کانوں میں ہوا سیٹیاں بجا رہی تھی اور چیخ رہی تھی — معلوم ہوتا تھا جیسے گھوڑے کی ٹاپوں تلے کھیتوں کے تمام رنگوں کا ایک رنگارنگ فیتہ سا پھیلا ہوا ہے —

۲

آج عمرزاق آتا سویرے جاگ اٹھا — بڈھوں کو نیند ھی کم آتی ھے — اس نے ایک سفید قمیص پہن لی جو اس کے گھٹنوں تک تھی، اس کے اوپر نیلے ریشمی رومال سے پٹکا باندھا اور برآمدے میں آ گیا — قمیص کا گریبان کافی کھلا تھا اور اس کا دھوپ سے تپا ھوا سینہ دکھائی دے رھا تھا —

وہ لمبا تڑنگا تھا لیکن ذرا جھک گیا تھا — اس کے شانے چوڑے چکلے تھے اور سن رسیدہ ھونے کے باوجود اس کے پورے قد و قامت سے طاقت کا اظہار ھوتا تھا — اس نے بے خیالی میں اپنے لمبے نرم بوٹ پہنے اور صبح کی خنکی میں کندھے سکیڑے برساتی کے زینوں سے اترتا ھوا صحن میں جا پہنچا اور اپنا بڑا سا ھاتھ آنکھوں کے اوپر رکھ کر آسمان دیکھنے لگا —

صبح کی خنک ھوا یہ بتا رھی تھی کہ دن اچھا ھوگا —

بڈھے نے نئے چم‌چماتے ھوئے سماور میں آھستہ آھستہ پانی ڈالا اور مٹھی بھر جلتی ھوئی چھپٹیاں سماور کی

چمنی میں ڈال دیں جس سے جلد ہی شعلہ بھڑکنے کی آواز آنے لگی —

وہ ذرا دیر تک یہ سنتا رہا کہ سماور میں آگ اچھی طرح دھک گئی ہے یا نہیں اور پھر صحن میں جھاڑو دینے لگا — عمرزاق آتا صحن کو بہت ہی صاف ستھرا رکھتا تھا جو اس کے پڑوسیوں کے لئے قابل رشک تھا کیونکہ وہ گھریلو کاموں کی طرف زیادہ توجہ نہیں کرتے تھے — شروع بہار کے پھول سر اٹھائے سورج کی طرف دیکھ رہے تھے، ان کی شوخ پنکھڑیوں پر شبنم کے قطرے چمک رہے تھے — سخت اور ہموار صحن خوشگوار روشنی سے معمور تھا —

بڈھا خوش خوش جھاڑو دے رہا تھا —

اس نے محسوس کیا جیسے جوانی کا کس بل اس کے اعصاب میں جوش مار رہا ہے — عمرزاق آتا باربار کوک تاغ کی طرف دیکھ رہا تھا — تین دن ہوئے آئی‌قیز گئی تھی — اس کے بغیر وقت کاٹنا دوبھر ہو جاتا تھا — لیکن درے پر اسے کوئی نہیں دکھائی دے رہا تھا — پہاڑی راستے پر نہ تو ٹاپوں کی آواز سنائی دے رہی تھی اور نہ صبح کے دھندلکے میں کسی لڑکی کے

لباس کی جھلک — کیا اس کی آنکھیں دھوکا دے رہی تھیں؟ کیا ان کی پرانی تیزی جاتی رہی تھی؟

''میرا خیال ہے کہ وہ آج بھی نہیں آئیگی،، بڈھے نے سوچا — ''معلوم نہیں کیا ہوا؟ شائد گیہوں بونے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں — آئی‌قیز کھیتوں میں دوڑتی پھرتی ہوگی، بہت مصروف ہوگی — اسے اتنی فرصت کہاں کہ ذرا دیر کے لئے گھر آ کر اپنے بڈھے باپ کی حالت دیکھ جائے — ،،

سماور اپنا گیت گنگنانے لگا — شفاف صبح کی خاموشی میں اس کی مچھروں جیسی بھن بھناہٹ پورے صحن میں گونج رہی تھی — بھاپ کے شوخ مرغولے سماور کے ڈھکن کو اچھال رہے تھے —

بڈھا چینی کی بڑی کیتلی لانے کے لئے دوڑا دوڑا اندر گیا — تھوڑی سی سبز چائے کیتلی میں ڈالی، سماور کے سامنے اکڑوں بیٹھ گیا اور کیتلی ابلتے ہوئے پانی سے بھرلی —

سماور کی حرارت عمرزاق کی انگلیوں کے لئے بہت خوشگوار تھی — اسی وقت اس نے پھاٹک بند ہونے کی آواز سنی — ایک نوجوان فوجی لباس میں اندر آیا — اس

کی وردی کا گلا جس میں سفید اور صاف فیتہ ٹنکا تھا، گہرے رنگ کی سنولائی گردن پر خوبصورتی سے فٹ تھا — حالانکہ وردی پرانی ہو چکی تھی، متعدد بار دھل چکی تھی اور دھوپ کی وجہ سے پیٹھہ اور شانوں کا رنگ اڑ گیا تھا پھر بھی وہ نوجوان پر بہت زیب دیتی تھی — افسروں کی چوڑی پیٹی اس طرح کسی تھی کہ پتلی کمر کے تمام خطوط نمایاں تھے — ان سب چیزوں سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ فوجی لباس نوجوان کی زندگی کا لازمی جز بن گیا ہے اور اب وہ آسانی سے غیر فوجی کوٹ نہیں پہنیگا —

ملاقاتی پھاٹک کے اندر آکر رک گیا اور اس نے کھٹ سے اپنے جوتوں کی ایڑیاں جوڑیں — اس کے بال گھنے اور سیاہ تھے اور رنگ اڑی فوجی ٹوپی سے نکلے پڑ رہے تھے، اس کی بھویں سیدھی اور اوپر اٹھی تھیں، ناک پتلی اور تقریباً عقابی تھی اور جہاں وہ بھوؤں سے ملی تھی وہاں ایک صاف اور سیدھی شکن پڑ گئی تھی — سر سے پاؤں تک تندرست و توانا اور جری معلوم ہوتا تھا — اس کی آنکھیں یہ کہتی معلوم ہوتی تھیں ''میں اپنا کام بخوبی جانتا ہوں اور میں اس میں ہمیشہ کامیاب رہونگا —''

کیتلی نیچے رکھے بغیر عمرزاق آتا مڑا — مسکراہٹ کی وجہ سے اس کی سونچھوں کی نوکیں اوپر اٹھ گئیں —

''عالمجان، تم ہو؟،، اس نے کہا — ''آؤ، بیٹے آؤ — اتنے سویرے کیسے آ گئے؟ کہیں جا رہے ہو؟ گھر پر سب خیریت ہے نا؟ سب اچھے ہیں؟ تمہاری بہن لالہ مزے میں ہے نا؟،،

''صبح بخیر، عزیز عمرزاق آتا،، عالمجان نے جواب دیا — ''سب اچھے ہیں، لالہ بھی خیریت سے ہے — میں یہ پوچھنے آیا تھا کہ آئیقیز آئی یا نہیں —،،

''پتہ نہیں آئیقیز ہے کہاں؟ سمجھ میں نہیں آتا کیا بات ہے؟،،

''عمرزاق آتا، گھبرانے کی کوئی بات نہیں — آج میں پہاڑوں کی طرف جانے والا ہوں — غالباً وہیں کھیتوں میں ہوگی — واقعی مجھے جانا چاہئے — میں چار دن سے ادھر نہیں گیا ہوں —،،

بڈھے نے اپنی سفید بھوؤں کے نیچے سے عالمجان کو گھورا اور پھر سماور کی طرف مڑ گیا —

''تمہیں پہاڑوں پر ضرور جانا چاہئے — لیکن آؤ پہلے ہم چائے پی لیں —،،

عالم‌جان انکار ھی کرنے والا تھا کہ میزبان نے زور دے کر کہا:

"تمہارے پاس کافی وقت ہے — تم جوان ہو، تیز و طرار — اور ابھی تو سویرا ہے — تم چاہے جو کہو میں چائے پئے بغیر نہ جانے دونگا —"

چائے ابلنے کے لئے کیتلی سماور کی چمنی پر رکھہ کر وہ کھانے کے لئے کچھہ لانے اندر کی طرف چلا، پھر اچانک رک گیا اور سر اٹھا کر سننے لگا —

ذرا دیر تک دونوں بڑے اشتیاق سے سنتے رہے، ھر چیز پر مکمل خاموشی طاری تھی — اچانک دور پر سرپٹ دوڑتے ہوئے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز صاف سنائی دینے لگی —

بڈھے نے جلدی جلدی صحن پار کیا اور پھاٹک کھول دیا —

ٹاپوں کی آواز ھر لمحے قریب آتی گئی —

آئی‌قیز نے گھوڑے کی رفتار دھیمی کر دی اور تنگ پھاٹک کے اوپر کی سلاخ سے بچنے کے لئے گھوڑے کی گردن پر جھک گئی — جب وہ رکی تو عالم‌جان اور عمرزاق آتا دونوں گھوڑا پکڑنے لپکے —

وہ گھوڑا دوڑانے کی وجہ سے ھانپ رہی تھی — ھوا نے اس کے بال پریشان کر دئیے تھے — اس کی چوڑی پیشانی پسینے سے تر اور ھونٹ خشک تھے جن پر وہ زبان پھیرے جا رہی تھی — اس کی ذات میں اتنی زندگی اور ایسی امنگ تھی کہ پورا صحن جاگ سا اٹھا —

عالم جان کی آنکھیں خوشی اور محبت سے چمک اٹھیں — اپنے دل کی ھلچل چھپانے کے لئے وہ بائی‌چبار کا ساز جلدی جلدی کھولنے لگا — اس نے کاٹھی کا تسمہ ڈھیلا کیا اور رکابیں کاٹھی کے اوپر اچھال دیں — پھر صحن کے دوروالے کونے میں جہاں اصطبل تھا گھوڑے کو لے گیا، اس کو ناند کے پاس باندھ دیا اور ھاتھوں میں بھر کر خوشبودار تپتیا گھاس لے آیا —

آئی قیز کی واپسی کی خوشی میں عمرزاق آتا کی تو زبان ھی بند ھو گئی — واقعی وہ پورے تین دن کے بعد واپس ھوئی تھی — اپنے پیاروں کا انتظار کرنے والوں کے لئے تو اتنے دن کاٹنا پہاڑ ھو جاتا ہے — اس نے بیٹی کا سر سینے سے لگایا، فراخ پیشانی چومی اور بال سہلائے —

اس نے اپنی طویل زندگی میں بڑے نرم گرم سہے تھے — رنج و غم اور سخت تکالیف سے بھی سابقہ پڑا تھا

اور بے نظیر مسرتیں اور خوشیاں بھی نصیب ہوئی تھیں — اب تو آئی قیز ہی اس کے بوڑھاپے کا سکھه چین تھی — اس کے بغیر ایک دن سال بھر کے برابر معلوم ہوتا تھا — عمرزاق آتا کی جوانی کے زمانے اور نئی نسل کے دور میں بڑا فرق تھا — یه نوجوان تو کبھی گھر پر ٹھہرنے کا نام ہی نہیں لیتے — بس ہمیشه کام، کانفرنسیں اور دورے ہوتے رہتے ہیں — آئی‌قیز رات کو دیر میں گھر واپس ہوتی اور تکیه پر سر رکھتے ہی بے خبر سو جاتی لیکن پو پھٹتے ہی اس کی آواز پورے گھر میں گونجنے لگتی — ہر نیا دن نئی فکریں ساتھه لے کر آتا —— کھیتوں پر کوئی کام ہوتا یا ضلع کے ڈیری فارموں کا معائنه کرنا ہوتا، نئے اسکول کی جائے تعمیر پر جانا ہوتا اور ضلع پارٹی کمیٹی کے دفتر پہنچنا ہوتا —

''آرام کے بغیر آدمی زندہ نہیں رہ سکتا،، عمرزاق آتا آئی‌قیز کو ڈانٹتا — ''چڑیوں تک کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے — ''

وہ کھڑا ہوا آئی‌قیز کا شانه تھپ تھپا رہا تھا که اس کو اچانک یاد آیا :

''ارے، چائے بہت دیر سے تیار ہے — اب تو ناشتہ کرنے کا وقت ہے — بےچاری آئیقیز، تیرا تو بھوک کے مارے برا حال ہوگا —،،

وہ گھر کے اندر دوڑ کر اس تیزی سے گیا کہ برآمدے کے چوبی زینے فریاد کرنے لگے —

گھوڑے کی دیکھ بھال ختم کرنے کے بعد عالم‌جان آئیقیز کے پاس آیا — آئیقیز نے اس سے کہا کہ تم تو گھر کے اندر جاؤ اور میں اتنے میں منہ ہاتھ دھوکر کپڑے بدلے لیتی ہوں — وہ جھکی اور انگلی سے بوٹ کی ٹھوکر پر پڑی ہوئی شکن کو دیکھنے لگی — اس کی ایک چوٹی پھسل کر آگے آگئی اور اس کی نوک زمین چومنے لگی — آئیقیز نے نگاہ اٹھا کر عالم‌جان کو دیکھا —

''ارے، تم نے تو مجھ سے صاحب سلامت تک نہیں کی،، عالم‌جان نے کہا —

آئیقیز جلدی سے سیدھی ہوگئی — اس نے اپنی چوٹی پیٹھ پر ڈال لی، عالم‌جان کی نگاہوں کے سامنے بجلی سی کوند گئی —

''ہیلو،، آئیقیز نے دبے دبے کہا — اس کی نگاہوں میں ایک چمک تھی —

عالم‌جان نے اس عزم کے ساتھ جس میں مایوسی جھلک رہی تھی اپنی بات جاری رکھی:

''اور سنو، مجھے کل ایک خط ملا ہے — اس کا تعلق ہم دونوں سے ہے — میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس کو پڑھ لو اور یہاں میری موجودگی میں پڑھو —''

اس نے اوپروالی جیب سے احتیاط سے تہہ کیا ہوا لفافہ نکالا —

آئی‌قیز نے آہستہ سے ہاتھ بڑھاکر لفافہ لے لیا —

لیکن اسی وقت گھر کا دروازہ کھلا اور عمرزاق آتا نے زور سے پکارکر کہا:

''بچو، اندر آجاؤ — ناشتہ تیار ہے —''

۳

''ابا، ابھی آئی'' آئی‌قیز یہ کہہ‌کر اپنے کمرے میں گھس گئی —

عالم‌جان بڑے میاں کے ساتھ گھر کے اندر چلا گیا اور نیچی سی میز کے سامنے قالین پر بیٹھ گیا — میز پر میزپوش پڑا تھا اور بہت سی قابیں رکھی ہوئی تھیں —

عالم‌جان پریشان تھا — وہ محسوس کر رہا تھا جیسے کسی منزل کی طرف گھوڑا دوڑائے سرپٹ جا رہا ہے اور منزل کے بالکل قریب پہنچ کر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا — وہ گرکر چکرا گیا اور اس کی منزل پہلے کی طرح دور رہ گئی —

پریشانی کے عالم میں وہ برابر جیب ٹٹول رہا تھا کہ جو لفافہ اس نے جیب میں ڈال لیا تھا وہ اب بھی موجود ہے یا نہیں —

آئی قیز آئی اور بڑی پھرتی کے ساتھ عالم‌جان سے ذرا ہٹ کر قالین پر بیٹھ گئی —

"ہاں میری اچھی بیٹی، لو، جو کچھ تمہارے بوڑھے باپ سے پک سکا تیار کرکے سامنے رکھ دیا" عمرزاق آتا نے دلار سے کہا — "واقعی جب تمہاری ماں تھی تو ہمارا کھانا اس سے کہیں اچھا، مزیدار اور پیٹ بھر کے کھانے قابل ہوتا تھا — لیکن وہ ہمارے پاس زیادہ دن نہیں ٹھہری اور ایسے دوردراز ملک کو چلی گئی جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا" اس نے غمگین ہوکر اپنی آنکھیں ہاتھ سے ڈھک لیں —

ماں کے ذکر سے آئی‌قیز کے دل پر سخت چوٹ لگی

اور وہ تڑپ کر رہ گئی — لیکن ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ جب بوڑھا مرنے والی کا ذکر چھیڑتا تو بیٹی صبر و ضبط سے کام لیتی — اس نے عالمجان اور باپ کے قریب قابیں کھسکا دیں، پیالے چائے سے بھرے اور بڑے میاں کا غم غلط کرنے کے لئے بڑی ہنسی‌خوشی اور دلچسپی سے باتیں کرنے لگی —

''ابا، معلوم ہے آپ کو،، اس نے کہا ''پہاڑوں پر بوائی بڑے مزے میں ہو رہی ہے — لوگ بڑے جوش کے ساتھ کام کر رہے ہیں، خصوصاً ٹریکٹروں کا دستہ — ایوان بوریسووچ ۰ پگودین نے آج مجھ سے کہا 'میں ڈینگ مارنا نہیں چاہتا لیکن بوائی جلد ہی ختم کر دونگا — میرے ٹریکٹروں کے لئے کوئی نیا کام ڈھونڈھ رکھو، وہ بیکار نہیں کھڑے رہ سکتے —، میں سوچ رہی ہوں کہ کالخوز کے بورڈ کو مشورہ دوں کہ وہ ایوان بوریسووچ کو نوتوڑ کھیتوں پر بھجوا دے —،،

''جاڑے کی فصل اچھی ہے؟،، عمرزاق آتا نے پوچھا — اس کے چہرے پر ابھی تک غم کے آثار تھے —

''اچھی ہے،، آئی‌قیز نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا — ''ہمیں اچھی فصل کاٹنے کی توقع ہے —،،

”بیٹی، خیالی پلاؤ نہ پکاؤ— ابھی سے اچھی فصل کاٹنے کی بات کرنا قبل از وقت ہے— پہاڑوں پر تو فصل کا سارا دار و مدار موسم پر ہوتا ہے—“

”ابا، موسم تو ضرور ہے لیکن ایک بات اور بھی ہے— ہم اس کمی کو پورا کرنے کی بہت کچھ کوشش کر رہے ہیں— آپ تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم نے حال ہی میں اچھوتی زمین قابل کاشت بنائی ہے— دو تین مرتبہ بارش ہو جائے بس پھر تو فصل ضرور اچھی ہوگی— اب صرف مجھے پریشانی اس کی ہے کہ وقت سے ہینگا پھیرنے دیا جائے اور گھاس پھوس کی صفائی ہو جائے—“

”ہینگا پھیرنے اور گھاس پھوس کی صفائی کرنے سے موسم تو بدلیگا نہیں“ بڑے میاں بولے— ”شائد تم پار سال کی بات بھول گئیں؟ بارش کافی ہوئی تھی، پالے نے بھی نئی فصل کو نقصان نہیں پہنچایا تھا اور ہمارا گیہوں بڑا قدآور ہو گیا تھا— اس میں بالیاں نکلنے ہی والی تھیں کہ باد سموم چل گئی اور بارش کی ایک بوند بھی نہیں پڑی— ہوا تو اتنی زہریلی تھی کہ ہمارے دیکھتے دیکھتے ہر چیز جھلس گئی— اور

پار سال سے پہلے کیا ہوا تھا؟ خیر ان باتوں کے ذکر سے فائدہ کیا؟ میں تو دیکھتا ہوں کہ ہر سال ہماری فصل کا آدھا حصہ تباہ ہو جاتا ہے —،،

بڑے میاں کی بات تو سچ تھی لیکن پانی کہاں سے آتا؟ تڑخی ہوئی سوکھی زمین ''پانی! پانی!،، پکار رہی تھی — یہ زمین پتھر کی طرح سخت تھی اور قدموں کی آواز اس پر کھٹ کھٹ بولتی تھی — فصلوں کو پانی کی ضرورت تھی —

پانی! آئی‌قیز نے عالم جان کی طرف دیکھا اور پھر عمرزاق آتا کو — اس کو قول تپه کے دامن کا تالاب یاد آ گیا — وہ اس تالاب کے ہر پیچ و خم کا ہر زاوئے سے تفصیلی حال بیان کر سکتی تھی —

آئی‌قیز نے آهسته آهسته کہنا شروع کیا:

''ابا، بتاؤں آج میں نے کیا دیکھا — میں گھوڑے پر سوار پہاڑ سے نیچے آ رہی تھی اور جب اس جگه پہنچی، آپ تو وہ جگه جانتے ہیں... قول تپه — آپ جانتے ہیں میں نے کیا دیکھا؟ بارش کے پانی نے ایک گڈھه بنا دیا ہے جس سے ایک نئے چشمے کا راسته بن گیا ہے — لیکن مجھے گڈھه دیکھه کر حیرت نہیں ہوئی — بلکه

یہ دیکھہ کر حیرانی ھوئی کہ اس گڈھہ سے دو پرانے درختوں کے ٹھنٹھہ نکلے ھوئے تھے — جب میں پہاڑی کی چوٹی پر پہنچی تو وھاں سے دیکھہ کر مجھے یقین ھوگیا کہ کسی زمانے میں یہاں آبپاشی کے تالابوں کا کوئی سلسلہ تھا جس کو اس چشمے سے پانی ملتا تھا — ابا، یہ کس زمانے کی بات ہے؟ آبپاشی کا یہ سلسلہ غالباً ایک صدی سے زیادہ قائم رھا ھوگا کیونکہ درختوں کے ٹھنٹھہ کافی موٹے تھے — وہ میرے گوپھے میں بھی نہیں آتے تھے — آپ کو کچھہ اس کے متعلق معلوم ہے، ابا؟''

''آپ تو ھمارے کالخوز کے سب سے معمر ممبر ھیں، آپ کو قول تپہ کی تاریخ ضرور معلوم ھوگی'' عالم جان نے ذرا سنجیدگی سے کہا — ''ابا، ھمیں ضرور بتائیے —''

عالم جان نے اخلاق سے عمرزاق آتا کے قریب ایک تکیہ کھسکا دیا جس پر اس نے اپنی کہنی ٹیک لی — وہ ماضی کی یادوں میں ڈوب گیا جیسے اپنی یادوں کی گہرائی میں اسے کسی چیز کی تلاش ھو —

آخرکار اس نے اپنی طویل کہانی آھستہ آھستہ اس مہارت کے ساتھہ بیان کرنا شروع کی جیسا کہ بڈھوں کا دستور ہے —

''پیارے بچو، میری عمر پچھتر سال ہے — کوئی چالیس سال پہلے میں نے اپنی آنکھوں سے بعض ہولناک واقعات دیکھے ھیں جن کا ذکر میں ابھی کرونگا — قول تپہ کا نام ھمیشہ سے یہی تھا — یہاں ایک زبردست جرم ہوا ہے — عوام سے پانی چھین لیا گیا ہے — ان پر ظلم و ستم ڈھایا گیا ہے —،،

''لیکن یہ کیسے ہو سکتا تھا؟،، آئی‌قیز نے پوچھا — وہ بہت غور سے سن رہی تھی —

''ھو سکتا تھا — دیکھو، یہ انقلاب سے پہلے کی بات ہے — اس زمانے میں قول تپہ مقدس جگہ سمجھی جاتی تھی — اس کے دامن میں ایک چشمہ تھا جس میں پانی کی کثرت تھی — اس میں اتنا پانی تھا کہ زمین کے ایک بڑے قطعے کی آبپاشی ھو سکتی تھی — چشمہ اور وہ کھیت جن کی آبپاشی اس چشمے سے ھوتی تھی، ایسے آدمی کی ملکیت تھے جس کو اس کی زندگی ھی میں لوگ بزرگ سمجھنے لگے تھے — اس کا نام ملا قبول خواجہ تھا —

''ملا کے غلام پہاڑی کے اوپر چھوٹی چھوٹی مٹی کی جھونپڑیوں میں رہتے تھے جہاں پانی نہیں جا سکتا

تھا — بعد کو یہ لوگ وہاں سے منتقل ہوکر یہاں آباد ہو گئے جہاں اب ہمارا گاؤں ہے — ان لوگوں کے پاس کھیت نہیں تھے — وہ سب ملا کے یہاں کام کرتے تھے —

"چشمے کے قریب دو بڑے بڑے چنار کے درخت تھے — لوگ کہتے تھے کہ وہ کم از کم تین سو سال پرانے ہیں — ملا کے دادا یا شائد پردادا نے اس چشمے اور درختوں کو مقدس قرار دیا تھا — اس زمانے میں لوگ جاہل تھے — ان کا عقیدہ تھا کہ اگر کوئی بانجھ عورت ملا کو بیش قیمت تحفہ پیش کرے اور پھر ان مقدس درختوں کے سائے میں چھوٹی کٹیا کے اندر چند راتیں بسر کرے تو سال بھر کے اندر اندر وہ صاحب اولاد ہو جائیگی — جاہل لوگوں کا خیال تھا کہ یہ جگہ معجز نما ہے —

"میرے پیارے بچو، میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ملا قبول خواجہ کے صرف ایک بیٹا تھا جس کا نام عظیم بے تھا — ملا اس کو دل و جان سے چاہتا تھا — وہ یہی سوچتا رہتا تھا کہ اپنے پیارے بیٹے کے لئے دولت کس طرح سمیٹتا جائے — اس طرح یہ دونوں جونکیں——

ایک پرانی اور دوسری نئی — غریب اور مظلوم لوگوں کا خون چوستی رهیں —

''اور جونکیں جتنا هی خون چوستی هیں اتنا هی ان کی پیاس بڑھتی ہے —

''عظیم بے اور قبول خواجه کے پاس جو دولت تھی اس سے ان کی لالچ کی آگ نه بجھه سکی — انہوں نے طے کرلیا که تھوڑی مدت کے اندر اس میں دس گنا اضافه هونا چاهئے اور اس کے حصول کے لئے انہوں نے چشمے کے پانی کا رخ وادی کی طرف پھیرنے کا فیصله کیا — پته نہیں که وہ کیسے یه کام کرنا چاهتے تھے لیکن هر بات سے یه ظاهر هوتا تھا که انہوں نے کوئی طریقه ضرور سوچ رکھا تھا —

''بہار کی ابتدا میں عظیم بے اور قبول خواجه نے اس ضلع کے سب لوگوں کو کام کرنے کے لئے مجبور کیا کیونکه وہ ان کے قرض دار تھے — پہلے تو انہیں یه حکم ملا که جہاں چشمه پہاڑوں سے نکلتا ہے وهاں اس کی تہه کو صاف اور گہرا بنایا جائے — اب بھی دیکھنے سے معلوم هوتا ہے که چوڑی گھاٹی قدرت کا کرشمه نہیں بلکه انسانی محنت کا نتیجه ہے —

''ملا قبول خواجہ نے اعلان کر دیا کہ اس کام سے اللہ بہت خوش ہوگا اور اپنے معتقدین سے وعدہ کیا کہ جو لوگ خوب محنت سے اپنی ایڑی چوٹی کا پسینہ ایک کرکے کام کرینگے وہ سیدھے جنت کو جائینگے — عظیم بے نے اپنی طرف سے نہ کوئی تبلیغ کی اور نہ کسی بات کا وعدہ کیا — بس اس نے کام شروع ہونے سے پہلے یہ اعلان کر دیا کہ ہر ایک کو خوب کھانا ملیگا لیکن یہ وعدہ محض خالی خولی تھا —

''بھوکے، چیتھڑے لگے آدمی بارش اور برفباری میں صبح سے رات تک گھاٹی کے اندر کام کرتے، سرد ہوا ان کے جسموں کو برماتی رہتی — بہت سے تو تھکن اور بیماری کا شکار ہو گئے — حالانکہ کام کی وجہ سے ان لوگوں کے ہڈی چمڑا رہ گیا تھا لیکن کام کچھوے کی سست رفتاری سے آگے بڑھ رہا تھا — بہت دن تک تو لوگ یہ باتیں خاموشی سے جھیلتے رہے لیکن پھر ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا — انہوں نے کام سے انکار کر دیا — قبول خواجہ پھر اٹھا اور اس نے عظیم بے کو سارا قصہ طے کرنے کے لئے بھیجا — اس نے ان لوگوں کو بہلایا، پھسلایا، دھمکایا لیکن لوگوں نے ملا کے بیٹے

کی بات پر کان نہیں دھرا — ان کی نفرت کے بند ایک مرتبہ ٹوٹ گئے تو پھر کوئی حد نہیں رہی — موٹا عظیم‌بے وہاں سے بھاگا لیکن اسے ذرا دیر ہو گئی — لوگوں نے اسے پتھر مار مار کر ختم کر دیا اور اس کی لاش چشمے میں پھینک دی جس میں پانی کی کثرت تھی —

''لوگوں کو عظیم‌بے کے قتل اور ہنگامے کا خمیازہ بھگتنا پڑا — بہتوں کے سر قلم کر دئیے گئے — ملا بہت ڈر گیا اور اس نے کھدائی کے کام کا خیال ہی ترک کردیا — لیکن اس کی خبیث روح کو چین نہیں آیا — حالانکہ اس نے ان تمام غریب کسانوں کے سر قلم کرکے بیٹے کا قصاص لے لیا تھا جنہوں نے عاجز ہوکر اس بدمعاش کو ختم کیا تھا، پھر بھی اس کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا —

''ملا نے قسم کھائی کہ وہ اس سے بھی سخت بدلہ لیگا — اس کی ظالمانہ چالوں کی کوئی انتہا نہ تھی —

''لیکن عظیم بے کے قتل اور کسانوں کے تہہ تیغ ہونے کے تھوڑے دنوں بعد انقلاب ہو گیا — بڈھے شیطان کو معلوم تھا کہ اب اس کا آخری وقت آن پہنچا اور وہ لوگوں کے انتقام سے نہیں بچ سکتا — وہ جانتا

تھا کہ اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو بیٹے کا ہوا ہے اور لوگ اس کو پاگل کتے کی طرح پتھر مار مار کر ختم کر دینگے — اس نے ملک سے بھاگنے کا انتظام کر لیا — لیکن کچلا ہوا سانپ مرتے مرتے ڈسنے کی کوشش کرتا ہے — قبول خواجہ واقعی ناگ تھا — بھاگنے سے پہلے اس نے عوام سے بدلہ لیا — ان کی سب سے عزیز چیز ختم کردی — چشمہ خشک ہوگیا — اب پانی نہیں بہتا — کسی کو پتہ نہیں کہ اس نے یہ سب کیسے کیا —

"پہلے تو بڑی پریشانی اور ہنگامہ رہا، پھر لوگوں میں غصے کی لہر دوڑ گئی جو بالکل حق بجانب تھی اور انہوں نے اس مکار کے گھر کی ایک ایک اینٹ کھود کر اس کو زمین کے برابر کر دیا — اسی وقت لوگوں نے یہ دونوں درخت بھی کاٹ ڈالے جو کافی پرانے ہو گئے تھے اور سوکھ رہے تھے — شاخوں پر پتیوں سے زیادہ وہ علم نظر آتے تھے جو معتقدین نے دھوکے باز ملا کے کہنے سے درختوں پر چڑھائے تھے — انہوں نے وہ درخت کاٹ ڈالے جن کو صدیوں سے مقدس سمجھا جاتا تھا تاکہ اس ظالم ملا کی ایک ایک نشانی اس دنیا سے ختم ہو جائے — میرے پیارے بچو، یہی قول تپہ کی کہانی ہے —"

عمرزاق آتا کا گلا خشک ہو گیا تھا — اس نے ہاتھ بڑھا کر چائے کا پیالہ اٹھایا جو اب تک ٹھنڈا ہو چکا تھا، اور ایک سانس میں پی گیا —

"لیکن بعد میں لوگوں نے چشمے کو بحال کرنے کی کوشش نہیں کی؟" آئی‌قیز نے بے چینی سے پوچھا —

اس کی بھویں سکڑ گئیں اور ان کے درمیان ایک موٹی شکن ابھر آئی —

عمرزاق آتا اپنی بیٹی کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا:

"میری جان، لوگوں نے کوشش ضرور کی — لوگ ہمیشہ اپنی حالت بہتر بنانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں — آدمی تو بس قبر ہی میں جا کر چین لیتا ہے — کوشش کی گئی اور میں نے بھی خفیہ طریقے سے اس جگہ کا پتہ لگانے کی کوشش کی جہاں پانی کا سوتا بند کیا گیا تھا — میں یہ ہرگز یقین نہیں کرتا تھا کہ اس مردود قبول خواجہ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پانی روک دیا ہوگا — اس مکار کے نام پر سب بھلے آدمیوں کی لعنت ہو اور اس کا نام بھی خاک میں مل جائے! لیکن یہ کوششیں بیکار ثابت ہوئیں، نہ تو مجھے اور نہ کسی اور کو یہ پتہ چلا

کہ اس ظالم نے سوتے کو کس ترکیب سے بند کیا
تھا — خیر، ان باتوں سے کیا فائدہ؟ صرف قول تپہ ھی
میں لوگوں سے پانی نہیں چھینا گیا — ھر جگہ یہی
حالت ھوئی — مثال کے طور پر کوک بولاق ھی کو
لے لو —"

"میں نے لوگوں کو کہتے سنا ھے کہ کسی زمانے
میں کوک بولاق بڑا زبردست سوتا تھا اور پانی کا زور
کبھی نہیں گھٹتا تھا" عالمجان نے کچھہ سوچتے
ھوئے کہا —

"کوک بولاق کا سوتا تو حال ھی میں غائب ھوا
ھے" عمرزاق آتا نے کہا — "مجھے تو ابھی تک اس
کے پانی کا مزہ نہیں بھولا ھے — یہ تمہاری پیدائش
سے ذرا پہلے کی بات ھے، آئی قیز" اس نے اپنی بیٹی کی
طرف مڑتے ھوئے کہا — "باسماچیوں * کی ٹولیاں ھم سے
بہت خار کھائے ھوئے تھیں کیونکہ ھم اپنی حفاظت بڑی
مضبوطی کے ساتھہ کر رھے تھے — وہ ھم کو ایک مرتبہ

---

* وسط ایشیا میں انقلاب دشمن تحریک کے حامی،
لوٹ مار کرنے والے گروہ — (ایڈیٹر —)

بھی نہیں لوٹ سکے — جہاں تک سرخ فوج کا سوال ہے ہمارا گاؤں اس کے ساتھہ ہمیشہ مہمان نوازی سے پیش آیا اور اس کو رسد و کمک فراہم کی — ہم سے بدلہ لینے کے لئے باسماچیوں نے کوک بولاق تباہ کر دیا — انہوں نے نہ جانے کس طرح پانی کا سوتا روک دیا اور وہ دیوار اڑا دی جو تنگ گھاٹی کے اوپر تھی — اس کا ملبہ اس جگہ ادھر ادھر ڈھیر ہے — باوجود اس کے کہ میری عمر کافی آئی ہے میں بھی محض اندازے سے بتا سکتا ہوں کہ سوتا کہاں تھا — اب تو دریائے ینغاق سائی کی پوری موڑ جو تقریباً آدھا کلومیٹر لمبی ہے کوک بولاق کہلاتی ہے — ،،

ذرا دیر کے لئے کمرے میں خاموشی ہوگئی — سماور نے بھی گنگنانا بند کر دیا — چائے کے پیالے کسی نے چھوئے تک نہیں تھے — کیک اور کشمش بھی ویسے ہی رکھے تھے — ایک پروانہ چھت کے پاس پھڑپھڑا رہا تھا، اس کے سفید مخملیں پر سرسرا رہے تھے —

اچانک آئی‌قیز نے سر اٹھایا اور عالم جان کی طرف گھورنے لگی — اس کی آنکھیں کانسے کے گہرے رنگ کی تھیں — عالم جان نے ہمیشہ ان نگاہوں میں نرمی یا

گرم جوشی دیکھی تھی، کبھی سرد مہری کی جھلک نہیں پائی تھی — مگر اس وقت اس کو آئی قیز کی نگاھوں میں بے التفاتی محسوس ھوئی —

لیکن وہ غلطی پر تھا — آئی قیز نے بولنا شروع کیا، اس کی آواز میں جوش اور ھیجان تھا —

"ھمیں ان سب سوتوں کو بحال کرنا ھے، دریائے ینغاق سائی کے پانی سے پورا فائدہ اٹھانا ھے، دریا کو استعمال کرنا ھے اور اس کا رخ آلتین سائی کے کھیتوں کی طرف پھیرنا ھے — ھمیں یہ کام کرنا ھے اور یہ ناممکن بھی نہیں ھے — ذرا سوچنے والی بات ھے کہ یہ زمین صدیوں سے انسان کے لئے بیکار ھے — ایسی اچھوتی زمین جس نے کبھی ایک دانہ اناج بھی نہیں پیدا کیا! ھم ان سوتوں کو دریافت کرکے پانی نکالینگے، ینغاق سائی کا رخ موڑ دینگے اور آلتین سائی کی کھیتیاں سیراب کرینگے —"

عمرزاق آتا بھی جو اپنی بیٹی کے روئیں روئیں سے واقف تھا، آئی‌قیز کا جری عزم دیکھ کر دنگ رہ گیا — اس نے رائے دینے میں تامل کیا کیونکہ اس کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ ذھن سے زیادہ زبان تیز ھو —

عمرزاق آتا کا یہ فلسفہ تھا کہ ''زمین میں بیج کی طرح خیالات کو اپنے اکھوے نکالنے سے پہلے اچھی طرح تیار ہوجانا چاہئے تاکہ سب لوگ ان کو اچھی طرح دیکھہ اور سمجھہ سکیں —''

عالم جان سب سے پہلے بولا:

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو آئی‌قیز'' اس نے جوش میں کہا اور قالین پر مکہ مارا — ''ہمیں اسی راستے پر چلنا چاہئے جو گریگوری نے ہمیں دکھایا ہے، روسی عوام کا راستہ —''

''کون گریگوری؟ بیٹا، میرے خیال میں پہلی مرتبہ میں یہ نام سن رہا ہوں'' عمرزاق آتا نے دریافت کیا —

''میں اپنے فوجی دوست کا ذکر کر رہا ہوں — وہ بہت دور دریائے والگا کے کسی دیہات میں اب ماہرزراعت ہے — لیکن ہماری دوستی پہلے کی طرح اب بھی گہری ہے — ابھی کل مجھے اس کا خط ملا ہے — اس نے لکھا ہے کہ وہاں کے لوگوں نے خشک سالی کے خلاف جنگ شروع کر دی ہے — جو کام لوگ وہاں کر رہے ہیں آخر ہم یہاں کیوں نہیں کرتے؟ ہمارے لئے پیچھے رہ جانا اچھا نہیں ہے — ہاں دوستو، میں اس بات کے

حق میں ہوں کہ سب لوگ مل کر کوشش کریں —
آئی‌قیز اپنا ھاتھہ لانا، میں تمہارا شکر گذار ہوں —،،

عالم جان نے اپنا ھاتھہ آئی‌قیز کی طرف بڑھا دیا
لیکن آئی‌قیز نے اس کو دیکھا ہی نہیں اور جوش کے
ساتھہ کہنے لگی :

،،اس زبردست کوشش میں ہم سب کو اپنے اپنے
حصے کا کام کرنا ہے — ہمیں ہمت کی ضرورت ہے، لیکن
عالم جان اکہ، کیا ہم میں ہمت کی کمی ہے؟ ہماری
دھرتی پیاسی ہے اور ہم اس کو سیراب کرینگے —،،

عمرزاق آتا نے سر جھکا لیا — اس کی لمبی سفید
داڑھی پھولدار میزپوش کو چھو رہی تھی — وہ جھنجھلا کر
کبھی کبھی سر ہلا دیتا جس سے ایسا معلوم ہوتا جیسے
اس کی داڑھی میز صاف کر رہی ہے —

،،جلد باز آدمی اندھے کی مانند ہوتا ہے، دونوں
ٹھوکر کھاتے ہیں،، بڈھے نے غصے سے کہا — ،،ان
باتوں کے لئے سوچ بچار کی ضرورت ہے — کہاوت ہے
'سات مرتبہ کپڑا ناپو اور ایک مرتبہ کاٹو'— یہ ایسا
کام ہے جس سے بوائی میں خلل پڑیگا اور سب آدمیوں
کو سوتے کھودنے کے کام میں لگانا پڑیگا — کالخوز کا

صدر قادروف اس کے لئے کبھی تیار نہ ہوگا — وہ کہیگا 'یہ بےنتیجہ بات ہے، اگر ہم سوتوں کا پتہ نہ لگا سکے تو کیا ہوگا؟،،

''ہم ان کا پتہ ضرور لگا لینگے!،، آئیقیز نے جوش میں آکر کہا — ''قادروف کے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ دراصل لوگوں سے اس کے متعلق مشورہ کرنا چاہئے —،،

''تم کہتی ہو کہ ینغاق سائی کا رخ اس طرح موڑ دیا جائے کہ اس کا پانی ہمیں ملے — اچھا، اگر یہ محض ہوائی قلعہ نہ ہوتا تو لوگ کب کے ینغاق سائی پر قابو حاصل کر چکے ہوتے — پانی کے لئے صدیوں سے جدوجہد ہو رہی ہے —،،

''تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ یہ کوشش بےکار ہے؟،، عالم جان نے پوچھا —

''بیکار، ارے خطرناک ہے — یہ تو انسانی طاقت کو ضائع کرنا ہے جب کہ دوسرے بہت سے کام پڑے ہیں —،،

بڈھے کا غصہ بڑھتا گیا لیکن آئی قیز نے اپنے جوش میں اس کے لہجے کی درشتی پر غور نہیں کیا — بہر حال عمرزاق آتا بھی ایک مہمان کی موجودگی میں اپنی

بیٹی کے منہ لگنا نہیں چاھتا تھا اس لئے وہ مڑا اور دروازے کی طرف چل دیا — دروازہ زور سے کھولا اور صحن میں چلا گیا —

"ان کو کیا ھو گیا؟"، عالم جان نے پریشان ھوکر پوچھا —

"وہ میرے لئے پریشان ھیں"، آئی‌قیز نے بات سمجھ کر مسکراتے ھوئے کہا — "ان کو ڈر ہے کہ میں اپنی ناتجربےکاری میں کوئی ایسی بڑی غلطی نہ کر بیٹھوں جس کو پھر ھم کبھی دور نہ کر سکیں —"، وہ جلدی جلدی میز صاف کر رھی تھی — "اچھا، میں دیہی سوویت جا رھی ھوں"، اس نے ذرا تیز آواز میں کہا — "تم فارم کے دفتر جا رہے ھو، ہے نا؟ ھمارا راستہ ایک ھی ہے — آؤ چلیں —"

"اچھا، اور میں راستے میں تمہیں یہ خط دکھاؤنگا —"

وہ برآمدے میں آگئے — عمرزاق آتا صحن کے دور والے کونے میں پھولتی ھوئی گلاب کی جھاڑیوں میں کچھ کر رھا تھا —

"خدا حافظ، ابا"، آئی‌قیز نے پکار کر کہا —

''خدا حافظ اور آپ کا شکریہ، عمرزاق آتا،، عالم‌جان نے بھی کہا —

بڈھے نے مڑکر دیکھا بھی نہیں، جواب میں صرف کچھ بڑبڑایا —

سڑک پر آکر عالم جان نے اپنی جیب سے خط نکال کر آئی‌قیز کو دیا —

آئی‌تیز نے پڑھا ''پیارے عالم‌جان، سلام — مجھے تمہارا خط ملا جس نے جنگ کے زمانے اور ان تمام واقعات کی یاد دلا دی جن سے ہم دونوں کا سابقہ پڑا تھا — دوست، میں بیان نہیں کر سکتا تم کتنا یاد آتے ہو — میں کام میں بے‌حد مصروف ہوں — اب یہاں خشک سالی کی دال نہیں گل سکتی — ہم نے اس کے خلاف یہاں ایک زبردست محاذ کھول دیا ہے —

''ایک خوش خبری ہے — میری بیوی والیا نے ہمیں ایک بیٹا دیا ہے — ننھا سا لیکن مضبوط — چار کلوگرام وزن تھا اور اس کی پہلی چیخ میں کمانڈر کا سا لہجہ تھا — اس کی چیخ ہوتی بھی بڑی زوردار ہے — میں اپنا بیٹا اور وارث پاکر بہت خوش ہوں — پورے کالخوز

نے جشن منایا — اور تمہارا کیا حال ہے؟ کیا تمہاری اور آئی قیز کی شادی ہو گئی؟..،،

آئی‌قیز جس ہاتھہ میں خط پکڑے تھی اسے گرا دیا اور ٹھٹھک کر عالمجان سے ایک قدم پیچھے ہو رہی — عالمجان نے ایکدم مڑکر اس کی طرف دیکھا اور آئی‌قیز پھر خط اوپر اٹھاکر ان سطروں کو پڑھنے لگی جو اس کی نگاہوں کے سامنے ناچ رہی تھیں — دونوں چلتے رہے —

”والیا اور میری طرف سے آئی قیز اور تم کو سلام،، آئی‌قیز پڑھہ رہی تھی — ”تم لوگ ہم سے ملنے آؤ — ہمیں بڑی خوشی ہوگی اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہاری آمد کو تہوار کی طرح منائینگے — واقعی میں سچ کہہ رہا ہوں: خزاں میں فصل کی کٹائی ختم کرنے کے بعد ہمارے یہاں ایک دو مہینے کے لئے آ جاؤ نا؟ ضرور آؤ — ہم منتظر رہینگے — تمہارے دوست گریگوری اور والیا —،،

ذرا دیر تک دونوں خاموشی سے چلتے رہے — اور پھر ایک چنار کے درخت کے سائے میں پہنچ کر رک گئے — یہاں سے ان کے راستے الگ الگ جاتے تھے —

عالم جان نے خط اپنی جیب میں ٹھونسنے کی کوشش کی — اس کی مضبوط انگلیاں کانپ رہی تھیں اور خط جیب کے اندر نہیں جا رہا تھا —

''اس طرح نہیں،، آئی‌قیز نے نرمی سے کہا اور خط ٹھیک سے اس کی جیب میں رکھه دیا —

''وہ ہر خط میں ہم لوگوں کے بارے میں پوچھتا ہے،، عالم جان کی آواز بھرائی ہوئی تھی — ''میں اپنے دوست کو کیا بتاؤں، آئی‌قیز؟ میں اسے کیا بتاؤں، مجھے تو اپنی پیاری کا جواب ہی نہیں معلوم —،،

آئی‌قیز کی نگاہیں درخت پر جمی تھیں — وہ چیونٹیوں کی قطار کو درخت کی کھردری چھال پر چڑھتے دیکھه رہی تھی —

''آئی‌قیز!،، عالمجان نے آہستہ سے پکارا —

''ہاں، عالمجان؟،،

''ہماری شادی کب ہوگی؟،،

آئی‌قیز نے درخت کو چھوا اور فوراً ہی دو چیونٹیاں اس کی انگلی پر چڑھه آئیں — وہ بدحواس اور سراسیمہ ہوکر جلدی سے اس کے بازو پر چڑھه گئیں —

اس نے عالم‌جان کی طرف دیکھا — اس کی نگاہوں میں شرارت آمیز چمک تھی —

''ذرا سوچو تو، شادی کا قصہ بیچ سڑک پر لے بیٹھے،، اس نے کہا — ''تم جانتے ہو کہ یہ کام اس طرح نہیں ہوتا اور پھر دیکھو، سب لوگ دیہی سوویت میں میرا انتظار کر رہے ہیں —،،

۴

اس دور میں جب امیر جاگیردار کھیت مزدوروں کے مالک و مختار تھے عمرزاق آلتین سائی کا سب سے غریب آدمی تھا — اس کی ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی میں مفلسی نے مستقل ڈیرا ڈال رکھا تھا اور اکثر اس کے باسی فاقے کرتے تھے — اس کے بچے پیدا ہوتے ہی مرجاتے تھے اور بیوی جس کا نام خالبووی تھا اتنے دنوں سے مسکرائی نہ تھی کہ مسکرانا ہی بھول گئی تھی — اس میں اتنی بھی سکت نہیں تھی کہ وہ زور سے اپنی مصیبت کا رونا رو سکے — رنج نے اس کی چمکدار آنکھوں کی چمک اور حسین چہرے کا رنگ لوٹ لیا تھا — وہ راتوں کو اکثر

سوتے سوتے اچھل پڑتی اور گھبرا کر یہ سننے لگتی کہ اس کے دونوں ننھے منے بچوں کی سانس بھی چل رہی ہے یا نہیں — وہ دیکھتی کہ کیا اس کی آنکھوں کے تارے علی‌شیر اور تیمور اب بھی زندہ ہیں؟

لیکن جب سوویت حکومت نے عمرزاق کو بارہ طناب زمین دے دی تو خاندان کے دن پھرے — حالانکہ یہ خاندان اب بھی ضرورت‌مند تھا لیکن اب مفلسی کا دور دورہ نہ تھا — عمرزاق کے بدن پر ذرا گوشت چڑھا، چہرے پر شادابی آئی اور شانے چوڑے ہو گئے — علی شیر اور تیمور بھی ذرا تگڑے پڑنے لگے —

جب بڑا لڑکا دس سال کا تھا تو آئی‌قیز پیدا ہوئی —

پرانے زمانے میں کسان کے گھر لڑکی کی پیدائش خوشی کا باعث نہیں ہوتی تھی — اس کو اپنے مددگار یعنی بیٹے کی ضرورت ہوتی تھی — لیکن عام رواج کے خلاف عمرزاق نے لڑکی کی پیدائش پر ایسی خوشی منائی جیسے اس پر خدا کی رحمت نازل ہوئی ہو — خالبووی پھر سے جوان ہو گئی — جوانی سے زیادہ اب اس کی ہنسی مسرت پھوٹی پڑتی تھی — بس، وہ بچی پر فریفتہ تھی —

نئی زندگی پروان چڑھ رہی تھی — آلتین سائی کے گاؤں والوں نے کالخوز قائم کر لیا تھا — انہوں نے گاؤں کے امیر کسانوں کے خلاف اپنا مورچہ قائم کر لیا تھا — جاگیردار سہمے دبکے پڑے تھے — باسماچیوں کی ٹولیاں سرحد پار سے ان کی مدد کو آئیں لیکن ان کو سرخ فوج کے ہزاروں مضبوط، سچے اور باعزم جوانوں کا سامنا کرنا پڑا —

اس طرح خوش حالی کے دن آئے — خالبووی محسوس کرتی جیسے تمام چیزیں — اس کے بچوں کی اسکولی کتابیں، اس کے دوستوں کے گھر جن میں ہر چیز کی افراط تھی، عمرزاق کی پرسکون بات چیت — سب خوشی سے دمک اٹھی ہیں — اس کے بچوں کی پرورش بھی اچھی طرح ہونے لگی — اب وہ بھوکے نہیں رہتے تھے اور نہ ان کو وہ ذلیل جھگڑے بکھیڑے سننے کا اتفاق ہوتا تھا جو بدحالی اور مفلسی کے مارے لوگ آپس میں کرتے رہتے ہیں —

خالبووی کو علی‌شیر پر خاص طور سے فخر تھا کیونکہ وہ ہمیشہ درجے میں اول آتا — اس نے ثانوی اسکول امتیاز کے ساتھ پاس کیا — جب وہ اپنا سرٹیفکٹ لے کر گھر

آیا تو ماں باپ سے بولا کہ میں طے کر چکا ہوں کہ اکتوبر انقلاب کی جنم‌بھومی لینن گراد جاؤنگا اور وہاں کسی انسٹی‌ٹیوٹ میں داخلہ لونگا — یہ خبر سن کر خالبووی سناٹے میں آگئی — اس بڑے شہر تک پہنچنے میں پورے پانچ دن لگتے تھے — اور وہ بھی گھوڑے سے نہیں ٹرین سے — خدانخواستہ اگر اس لمبے سفر میں وہ بیمار ہوگیا یا کوئی اور حادثہ پیش آ گیا تو کیا ہوگا — لیکن علی شیر اپنے فیصلے پر اٹل رہا — اس نے طے کر لیا تھا کہ لینن گراد جائیگا اور اچھا انجنیر بن کر واپس ہوگا — خالبووی سوچنے لگی ''علی‌شیر اچھا لڑکا ہے — وہ کبھی خراب نہ ہوگا — جب پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بن‌جائیگا اور گھر واپس آئیگا تب بھی اپنی ماں کی عزت کریگا — لیکن...''

''اس کو جانے دو'' عمرزاق نے سنجیدگی سے کہا — ''آلتین سائی میں انجنیر کا ہونا پورے گاؤں کے لئے بڑے فخر و عزت کی بات ہوگی —''

دوسرے سال تیمور بھی چلا گیا — وہ ماہر زراعت بننا چاہتا تھا — زرعی انسٹی‌ٹیوٹ تاشقند میں تھا لیکن تاشقند بھی کوئی ایسا نزدیک نہ تھا —

اس سال کالخوز نے ضلع بھر میں اول جگہ حاصل کی — خالبووی کو، جو کالخوز کے بہترین کارکنوں میں سے تھی، اپنے لڑکوں کے متعلق سوچنے کا موقع کم ملتا — وہ کافی مصروف رہتی لیکن اپنی پیاری بیٹی آئی‌قیز کو اچھے اچھے کپڑے پہنانے اور اس کے لئے تربتر مزیدار قورمہ اور بوغیرساق پکانے کے لئے ضرور وقت نکال لیتی — جب وہ اپنی بیٹی کے سیاہ بال جو کمر تک آجاتے تھے، سنوارتی اور ان کی تیس چالیس مینڈھیاں گوندھتی تو اس کا دل باغ باغ ہوجاتا —

''ارے کیسے گھنے خوبصورت بال ھیں!،، وہ کہتی اور پھر ایکدم گھبرا کر پوچھتی ''یہ بہت بھاری ھیں، میری جان، ان کے بوجھہ سے تیرا سر تو نہیں درد کرنے لگتا؟،،

''ذرا اس کی پلکیں تو دیکھو،، وہ اپنے شوھر سے کہتی ''کتنی لمبی ھیں، بھلا ان سے اس کی نگاہ میں تو فرق نہیں پڑیگا؟،،

آئی‌قیز بڑھہ کر صحت‌مند اور خوش‌مزاج لڑکی نکلی — خالبووی کو اپنا بچپن یاد آتا جو بہت مختلف تھا — آئی‌قیز کی طبیعت بڑی منچلی تھی — وہ ھر چیز کو کھوجتی،

ہر چیز کے متعلق جاننا چاہتی اور ہر چیز سے دلچسپی لیتی — چھہ سال کی عمر میں وہ باپ سے ایسے پیچیدہ سوال کرنے لگی کہ اس کو جواب میں سر ھلانے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آتا —

"بھلا سورج دن میں کیوں چمکتا ہے جب کافی روشنی ھوتی ہے اور اس کی یہ کیا کاھلی ہے. کہ رات میں نہیں چمکتا جب اندھیرا ھوتا ہے اور کوئی باھر کھیل نہیں سکتا؟ سارس ایک پیر سے اپنے گھونسلوں میں کیوں کھڑے رہتے ھیں؟ کیا ان کے دوسرے پیر میں چوٹ لگ گئی ہے؟"

وہ اس سے بھی زیادہ پیچیدہ سوالات کرتی :

"کیا ملا لالچی آدمی ہے؟ وہ اپنے سر پر اتنی بڑی پگڑی کیوں باندھتا ہے؟ اس سے تو دس ننھی منی لڑکیوں کے آٹھہ کپڑے بن جائیں —"

ان باتوں کا جواب دینے کے لئے ضرورت تھی کہ آدمی دنیا بھر کے حالات سے واقف ہو اور کتابیں پڑھہ سکتا ہو — علی‌شیر آئی‌قیز کو گود میں بٹھا لیتا اور دس لڑکیوں کی جگہ پر دس دیاسلائی کی تیلیاں میز پر رکھتا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک کدو کا

بیچ دیتا جیسے وہ ان کے کپڑے ہوں — اس طرح وہ آئی‌قیز کو سکھاتا کہ دس اور آٹھہ کی گنتی میں کیا فرق ہوتا ہے —

اسکول کی عمر تک پہنچنے سے ایک سال پہلے ہی آئی‌قیز کو معلوم ہو گیا تھا کہ آٹھہ لباس دس لڑکیوں کو نہیں دئے جا سکتے اور دنیا میں جوڑ، باقی اور ضرب ایسی چیزیں بھی ہوتی ہیں — جہاں تک ملا کی پگڑی کا سوال تھا علی‌شیر کو اس کے متعلق بتانے میں کوئی زحمت نہیں ہوئی — اس نے آئی‌قیز کو بتایا کہ ملا پرانی وضع کا آدمی ہے — وہ مذہبی واہموں کی تعلیم دیتا ہے اور آئی‌قیز اس طرح سر ہلاتی جیسے وہ سب سمجھہ گئی ہے اور اس سے متفق ہے —

سچی بات تو یہ ہے کہ آئی‌قیز گھر بھر کے آنکھوں کا تارا تھی — عمرزاق دن بھر کے کام سے چاہے جتنا تھکاھارا ہوتا لیکن لڑکی معلومات حاصل کرنے کے لئے اپنے سوالوں سے اس کو چین نہ لینے دیتی:

”باسماچیوں کو کام کے دن کی اجرت کون دیتا ہے؟ یہ کتابیں کس چیز کی ہوتی ہیں؟،، اور اسی طرح کے پچاسوں سوالات —

تیمور اپنی طبقات الارض کی کتابوں میں جٹا ہوتا اور یہ یاد کرنے کی کوشش کرتا کہ کس سہم نے کیا کیا دریافتیں کی تھیں لیکن آئی‌قیز اس کو یاد نہ کرنے دیتی — وہ سوال کر دیتی کہ اوگ پہاڑوں میں کیا ڈھونڈھتے ھیں اور آخر یہ چٹانیں اور کچی دھاتیں کیا ھوتی ھیں —

آخرکار وہ دن بھی آیا جب آئی‌قیز اسکول بھیج دی گئی —

جب وہ اسکول سے واپس ھوئی تو بہت چپ چپ تھی — خالبووی سہم گئی کہ بچی کہیں بیمار تو نہیں ھو گئی — دوسرے دن آئی‌قیز بہت اداس تھی اور تیسرے دن اس نے اپنے آنسو روکنے کے لئے ھونٹ کاٹتے ھوئے یہ بتایا کہ اسکول اس کے لئے بڑی مصیبت ھے —

''تمہارے لئے اسکول بڑی مصیبت؟'' بھائیوں نے حیران ھوکر ایک دوسرے کی طرف دیکھا —

عمرزاق آتا بہت ناامید نظر آتا تھا اور بیٹھا ھوا اپنی داڑھی کرید رہا تھا — خالبووی نے لڑکی کو دلاسا دینے کی کوشش کی:

''کوئی بات نہیں، بیٹی — کوئی بات نہیں... روؤ نہیں، سب ٹھیک ھو جائیگا — ''

اور پھر آئی‌قیز کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امنڈ پڑا — اس نے بتایا کہ پورے دو تین گھنٹے خاموشی سے بیٹھ کر استانی سے وہ باتیں سننا جو اسے علی‌شیر اور تیمور سال بھر پہلے بتا چکے ہیں کتنی مصیبت ہے — اور ایک ایک لفظ کرکے اس کتاب کو پڑھنا کتنا مشکل کام ہے جو اس نے اسی دن پوری پڑھ ڈالی تھی جب باپ خرید کر لائے تھے —

آئی‌قیز نے سات سالہ اسکول امتیاز کے ساتھ پاس کیا — اس نے مقامی لائبریری کی تمام کتابیں پڑھ ڈالی تھیں — اس کے سامنے مستقبل بالکل صاف اور آسان تھا — تین سال میں ثانوی اسکول پاس کر لیگی اور پھر اس زرعی انسٹی‌ٹیوٹ میں چلی جائیگی جہاں تیمور پڑھتا تھا — پھر ماہر زراعت کی حیثیت سے اپنے کالخوز واپس آئیگی اور سماج کے لئے کارآمد ہو سکیگی —

آئی‌قیز اسی سال موسم بہار میں اپنے جوہر دکھا چکی تھی کہ موقع پڑنے میں بہت کچھ کر سکتی ہے —

بڑا اچھا، صاف اور روشن دن تھا، ایسا دن جس میں بڑی خوشگوار باتیں ہونے کی امید ہوتی ہے اور بچپن کی یادیں آتی ہیں — آئی‌قیز اور ساتویں درجے کی دوسری

لڑکیاں اوپر پہاڑی کھیتوں میں کسانوں کی مدد کے لئے جا رہی تھیں — حسب معمول نچلے درجوں کی دو لڑکیاں لاله اور مہری بھی آئی‌قیز کے ساتھہ ہو گئیں —

ان دونوں لڑکیوں کو لوگ آئی‌قیز کا ہمزاد کہتے تھے — وہ ہر جگه اس کے ساتھہ جاتی تھیں — ان تینوں کی آپس میں بڑی دوستی تھی حالانکه وہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھیں — مہری شرمیلی اور کم گو تھی — اس کی ٹانگیں لمبی تھیں — اس کا باپ مرادعلی پہاڑ پر رهتا تھا اور صرف اسی زمانے میں اوپر سے آلتین‌سائی آتا جب فصل کی بوائی یا کٹائی زوروں پر ہوتی اور کام کے لئے سب کی ضرورت ہوتی — لاله عالم جان کی چنچل، چھوٹی موٹی بہن تھی — عالم‌جان اس زمانے میں مقامی کمسومول (نوجوان کمیونسٹ لیگ) کا سکریٹری تھا — ان کے مزاج، مذاق اور صورت شکل سب میں اختلاف تھا — لیکن دوستی کی وجه صرف یه تھی که دونوں آئی‌قیز کو بہت چاہتی تھیں اور اس سے اندھا دھند اور پر خلوص محبت کرتی تھیں —

وہ درے تک جانے والی ڈھلوان اور تنگ پگڈنڈی پر چڑھه رہی تھیں — بہار کی دھوپ لڑکیوں کے چہروں

سے کھیل رہی تھی — ہوا بالکل صاف تھی — نیچے سیب کے درخت پھول رہے تھے اور ذرا اوپر ڈھال پر ابھی درختوں میں کلیاں آئی تھیں — درے کی چوٹی پر گھاس کی نرم و نازک کونپلیں ابھی زمین سے جھانکنے لگی تھیں —

لڑکیاں چوٹی پر پہنچ کر آرام کے لئے بیٹھ گئیں — آئیقیز نے دیکھا کہ درے کے بائیں طرف کا بڑا پتھر زمین پر لیٹا تھا حالانکہ اس کو اچھی طرح یاد تھا کہ پہلے یہ پتھر کھڑا تھا اور اس کا پتلا اور نوکدار سرا آسمان کی طرف تھا — آئیقیز اپنی سہیلیوں کو چھوڑ کر تحقیقات کرنے پہنچ گئی — پتھر کو ہٹانا آسان نہ تھا لیکن کسی نے یہ زحمت گوارا کی تھی — برفانی طوفانوں کی وجہ سے اوپر سے چٹانیں گرنے کا زمانہ بھی نہ تھا — آخر اس کو کس نے ڈھکیلا اور کیوں؟ اچانک چھوٹی چھوٹی چڑیوں کا ایک غول اس کے پیروں کے پاس سے اڑا — آئیقیز پتھر کے پاس اکڑوں بیٹھ گئی اور اس نے دیکھا کہ گیہوں کے کچھ دانے گھاس پر پڑے ہوئے ہیں —

پہلے وہ ڈری حالانکہ وہ جرم کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھی بھی نہ تھی — اس نے دیکھا کہ پتھر کے

نیچے سے ایک بورے کا کونہ باہر نکلا ہوا ہے — اب وہ سمجھ گئی کہ پتھر کیوں نیچے ڈھکیلا گیا تھا اور کافی پریشان ہوئی —

اس کی سہیلیوں نے اس کو پکارا — اس نے لالہ کے قہقہے سنے — لیکن وہ دوڑتی ہوئی نیچے گئی اور راستے سے ہٹ کر میوے کے درختوں میں چھپ گئی —

اس نے سوچنا شروع کیا کہ کس نے فارم کا گیہوں چرا کر یہاں چھپایا تھا — لیکن سوچنے والی کیا بات تھی — گیہوں گاڑی پر لاد کر لے جانے کا کام اس کے اپنے ماموں غفور کے سپرد تھا — صرف وہی گیہوں لادتا تھا اور وہی گیہوں کے بورے چرا سکتا تھا —

آئی‌قیز ینگ پائنیر کی سرگرم کارکن تھی اور اس کی لیڈر اسکول کی استانی زہرہ آئی‌قیز کے متعلق بڑی اچھی رائے رکھتی تھی — آئی‌قیز سوچ رہی تھی ”ہمارے کالخوز کو لوٹنے والا کون ہے؟ وہ تو پوری برادری کا دشمن اور پیٹھ میں چھرا بھونکنے والا ہے — ہمارے پورے سوویت ملک کے محنت کشوں کا دشمن ہے — ایسا آدمی تو کیڑے مکوڑوں سے بھی بدتر ہے...“

لیکن اب سوچنے کی کوئی بات نہ تھی — غفور ماموں کالخوز کا دشمن نکلا —

جب ماں کو یہ معلوم ہوگا تو اسے بڑا رنج ہوگا —

آئی‌قیز تن کر کھڑی ہو گئی اور اپنے بال برابر کرکے چوٹی باندھی — پھر آہستہ آہستہ نیچے گاؤں کی طرف چلی — وہ بہت پیاسی تھی — راستے کے دونوں طرف سیب کے درخت پھولے ہوئے تھے — آئی‌قیز کو ایسا لگا کہ جب پچھلی بار اس نے یہ درخت دیکھے تھے تو وہ چھوٹی سی لڑکی تھی حالانکہ یہ صرف ایک گھنٹہ پہلے کی بات تھی — اسکول کے چوکیدار نے بتایا کہ ضلع پارٹی کمیٹی کے دفتر سے ٹیلی‌فون کے ذریعے زھرہ کو بلایا گیا تھا اور وہ شام سے پہلے واپس نہ آئیگی —

"میں شام تک انتظار نہیں کر سکتی" آئی‌قیز نے کہا اور وہاں سے چل پڑی —

وہ شام تک انتظار نہیں کر سکتی تھی — درے میں سناٹا تھا — ہر شخص کھیتوں پر کام کرنے چلا گیا تھا — اندھیرا ہوتے ہی غفور ماموں اناج گاڑی پر ضرور لاد لے جائیگا یا کہیں اور چھپا دیگا —

وہ خوش قسمت تھی کیونکہ کمسومول کا سکریٹری دفتر میں تنہا تھا حالانکہ سب ممبر کھیتوں میں کام پر چلے گئے تھے — وہ بڑی مصروفیت کے ساتھ کچھ لکھ رہا تھا —

''صبح بخیر، عالمجان اکہ،، آئی‌قیز نے زور سے کہا — ''میں ایک ضروری کام سے آئی ہوں —،،

سکریٹری اس کے سنجیدہ لہجے پر مسکرایا اور اٹھ کھڑا ہوا — وہ بہت لمبا اور دبلا پتلا جوان تھا — اس کا سینہ اور بازو ابھی بھر رہے تھے — اس کے اور اس کی بہن لالہ کے درمیان کوئی مشابہت نہ تھی —

اس نے آئی‌قیز کے سر پر ہاتھ پھیرا —

''ہاں، لڑکی — اپنا ضروری کام بتاؤ — تم عمرزاق آتا کی بیٹی ہو نا؟،،

آئی‌قیز نے اپنا سر جھٹکا اور عالمجان کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا —

''بیٹھ جائیے،، اس نے اکھڑپن سے کہا اور خود بیٹھ گئی —

جیسے ہی اس نے قصہ بتانا شروع کیا عالمجان کے چہرے کی ساری مسکراہٹ ہوا ہو گئی اور اس نے

بڑی توجہ سے سننا شروع کیا — آئی‌قیز کو یہ بات پسند آئی کہ وہ اس کی ساری باتیں بڑی توجہ سے ٹکٹکی لگائے سنتا رہا اور بیچ میں ذرا بھی نہ بولا — وہ ان تمام باتوں کو فوراً سمجھ گیا جو آئی‌قیز اسے نہیں بتاسکتی تھی یا بتانا نہیں چاہتی تھی— اس نے محسوس کیا کہ یہ جرم آئی قیز کے لئے ناقابل برداشت ہے اور اس کو پیسے ڈال رہا ہے—

جب آئی‌قیز اپنی بات ختم کر چکی تو اس نے کہا

''شکریہ، عزیزم —،،

''شکریہ،، اس نے پھر کہا اور اس سے ھاتھ ملایا —

''ہم چور کو یہ اناج لے جانے نہیں دینگے —،،

آئی‌قیز کو عالم جان کا مضبوط ھاتھ اپنے نازک ھاتھ میں بڑا بھلا لگا — اس کو عالم‌جان پر پورا بھروسہ تھا — وہ جھکی اور اس کی پرخلوص آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہنے لگی:

''میں خزاں میں پھر اسکول جانے والی تھی، آٹھویں جماعت میں اور ثانوی اسکول پاس کرنے کے بعد میرا ارادہ زرعی انسٹی‌ٹیوٹ میں داخلہ لینے کا تھا لیکن اب میرا خیال ہے کہ میری پڑھائی تھوڑے دن روکی جا سکتی ہے — آپ کا کیا مشورہ ہے، عالم‌جان اکہ؟ میرے

خیال میں یہ بہتر ہوگا کہ میں گیہوں اپنے ہاتھہ سے بوؤں اور کاٹوں تاکہ وہ کمی پوری ہو جائے جو میرے ماموں کی چوری کی وجہ سے ہوئی ہے —"

جو طوفان لڑکی کے دل میں برپا تھا عالم‌جان نے اس کی تعریف کی — اس کے دل میں آئی‌قیز کے لئے برادرانہ محبت پیدا ہو گئی — اپنے جذبات پر قابو پانے کے لئے وہ کمرے میں ٹہلنے لگا —

"ہمارا کالخوز اتنا ذلیل اور گیا گزرا نہیں ہے کہ بچوں سے بھی کام لینے لگے" اس نے کہا — "تم نے غلط فیصلہ کیا ہے — تمہیں پڑھہ لکھہ کر اچھی ماہر زراعت بننا چاہئے — اس لئے عزیزمن، اسکول مت چھوڑو — جتنا محنت سے تم پڑھوگی کالخوز کے لئے اتنا ہی کارآمد ہوگا — اور جہاں تک ان لوگوں کا سوال ہے، جو کالخوز کو لوٹ کر اپنا گھر بھرنا چاہتے ہیں، ان کو اپنے کئے کی سزا بھگتنا پڑیگی —"

ایک سال بعد جب آئی‌قیز کمسومول میں آ گئی تو عالم‌جان کہا کرتا تھا "ہم اپنی ماہر زراعت کو پال پوس کر بڑا کر رہے ہیں — ہم نے زرخیز زمین میں بڑا اچھا بیج بویا ہے —"

۵

۱۹۴۳ء میں گرمیوں کا زمانہ ہے — عالم جان کو کافی دن ہوئے لام پر بلا لیا گیا ہے —

کبھی کبھی تیمور اور علی‌شیر کے خطوط بھی آ جاتے تھے — وہ محاذ کی ہراول فوج میں لڑ رہے تھے — معلوم ہوتا تھا کہ یہ خط بہت عجلت میں لکھے جاتے تھے لیکن اختصار کے باوجود ان میں بہت سی کارآمد باتیں ہوتی تھیں جو آئی‌قیز کے لئے طویل ناولوں کی طرح دلچسپ تھیں —

جنگ سے کچھ ہی دن پہلے کالخوز نے عمرزاق آتا کے لئے نیا گھر بنوا دیا تھا جس میں پانچ کمرے تھے — اپنے بیٹوں کو لڑائی پر بھیجنے کے بعد خالبووی کافی غمگین رہنے لگی اور بوڑھی معلوم ہونے لگی — وہ اپنے بیٹوں کے خط ان کمروں میں رکھتی جو ان کے لئے مخصوص کر دئے گئے تھے — اس نے ان کی شادی کے لئے دو لڑکیاں بھی منتخب کر لی تھیں...

آئی‌قیز بھی اپنی فکروں اور الجھنوں میں گرفتار تھی — ابھی اسکول میں ایک سال اور گزارنا تھا — پھر انسٹی‌ٹیوٹ

جانا تھا — لیکن کیا یہ اپنے اور اپنی تعلیم کے متعلق سوچنے کا وقت تھا؟ وطن کو جنگ میں فتح یاب دیکھنے کے لئے ہر امکانی کوشش کرنی تھی — اس کا مطلب یہ تھا کہ کالخوز سے جو لوگ میدان جنگ چلے گئے تھے ان کی جگہ کام کیا جائے — پہلے تو کام اور پڑھائی ساتھہ ساتھہ مشکل معلوم ہوئی لیکن بعد کو آئی‌قیز نے اپنے آپ سے کہا ''بھلا محاذ جنگ پر سپاہیوں کی کیا حالت ہوگی؟ کیا عالم‌جان کا کام مجھہ سے آسان ہے؟ مجھے پڑھائی اور کام دونوں جاری رکھنا چاہئے — جہاں تک انسٹی‌ٹیوٹ کا سوال ہے میں مراسلتی کورس کے ذریعے پڑھونگی — ''

کالخوز کے کھیتوں پر عورتیں، لڑکے، لڑکیاں اور بڈھے کام کرنے لگے — آئی‌قیز کالخوز کی نائب صدر اور کمسومول کی سکریٹری دونوں کے فرائض ایک ساتھہ ادا کرنے لگی — اس کے پاس حد سے زیادہ کام تھا لیکن اس نے پڑھائی نہیں چھوڑی —

آخرکار اسے عالم‌جان کا پہلا خط ملا جس کا اسے بہت دن سے انتظار تھا — اس کا دل کہتا تھا کہ عالم‌جان خط ضرور لکھیگا — اس نے ساری رات بیٹھہ کر خط کا

جواب لکھا — شروع میں کالخوز کے کارناموں کے متعلق تفصیل سے لکھا اور بتایا کہ اس کا فوری پروگرام کیا ہے — پھر اس نے بہت سی باتیں عالم‌جان سے پوچھیں اور التجا کی کہ جواب کے ذریعے دوستانہ مشورہ دے — اس نے خط میں اپنے تمام شبہات، شکائتیں اور امیدیں لکھیں —

اس کے بعد ان دونوں کی خط و کتابت اس وقت تک باقاعدگی سے ہوتی رہی جب تک عالم‌جان کو فوجی خدمات سے سبکدوش نہیں کیا گیا — ان کے خط دوستانہ اور بےتکلف تھے — نہ تو آئی‌قیز کو اور نہ عالم‌جان کو اس کا پتہ تھا کہ پہلی مرتبہ ان کے خطوں میں محبت کا اظہار کب ہوا —

پھر بہار آئی — آئی‌قیز اپنے امتحان کی تیاری میں مصروف تھی اور عالم‌جان بران کے نواح میں لڑ رہا تھا — عمرزاق آتا کے گھر پر بجلی گری —— پہلے تیمور لڑائی میں مارا گیا اور اس کے بعد جلد ہی علی‌شیر بھی کام آیا —

جب یہ خبر آئی تو عمرزاق آتا ریپبلک کی کانگرس میں شرکت کے لئے تاشقند گیا تھا — گھر لوٹا تو جوان

محسوس کر رہا تھا اور بہت خوش تھا — اپنی بیوی
اور بیٹی کے لئے تحفے تحائف لایا تھا — لیکن چوکھٹ
پر قدم رکھتے ہی اسے پتہ چل گیا کہ ان پر مصیبت
کا پہاڑ پھٹ پڑا ہے — خالبووی بت کی طرح کھانے کی
میز کے پاس بیٹھی تھی — میز پر ایسا سفید براق میزپوش
پڑا تھا کہ عمرزاق آتا کی آنکھیں چوندھیا گئیں — میز
پر دو کاغذ تھے اور ان میں سے ہر ایک کے پاس کئی
تمغے رکھے تھے —

عمرزاق آتا بس تھوڑا سا حرف شناس تھا — اس کے
لئے پڑھنا مشکل تھا — لیکن اس کے دل نے وہ دل‌شکن
پیغام پڑھ لیا جو یہ تمغے دے رہے تھے —

''سچ مچ کیا یہ بات ٹھیک ہے؟،، اس نے مردہ
آواز میں کہا —

''ہاں،، آئی‌قیز نے کہا اور اپنا سر جھکا لیا —

عمرزاق آتا نے تمغوں کو آنکھوں کے قریب لا کر
دیکھا اور بڑی دیر تک ٹکٹکی لگائے دیکھتا رہا — ایک
تمغے کا کنارا ذرا کٹا سا تھا — اس جگہ گولی یا گولے
کا کوئی ٹکڑا لگا تھا — عمرزاق آتا زمین پر بیٹھ گیا
اور بہت دل‌شکستہ ہو کر چپکے چپکے روتا رہا —

شائد اس انتہائی غمناک لمحے میں لڑکی کی پیشانی پر پہلی مرتبہ شکن آئی —

جب سے اس کے لڑکے محاذ جنگ پر گئے تھے خالبووی کالخوز میں دو آدمیوں کا کام کرنے لگی تھی— وہ کبھی چھٹی نہیں لیتی تھی اور کہا کرتی تھی جب اس کے بچے لڑائی سے صحیح سلامت لوٹ آئینگے تو وہ عید منائے گی— اب وہ کھڑکی کے پاس دن رات اداس بیٹھی رہتی — اس کا دل ہر چیز سے ہٹ گیا تھا — وہ کچھہ سنتی بھی نہ تھی حتی کہ اپنی بیٹی کے رونے دھونے کی طرف بھی توجہ نہ کرتی — اس جان لیوا غم پر قابو پانے کی طاقت اس میں نہیں رہی تھی اور وہ جلد ہی چل بسی — نئے اور بھرے پرے گھر پر غم و رنج کے بادل چھا گئے —

بڈھا اس نئی مصیبت سے اور جھک گیا لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری —

اپنی بیوی کی تجہیز و تکفین کے بعد اس نے آئی‌قیز سے کہا :

”بیٹی، علی‌شیر اور تیمور تو سدھار گئے لیکن ان کے ساتھی ابھی لڑ رہے ہیں — وہ دشمنوں کو شکست پر شکست دے رہے ہیں لیکن برلن ابھی تک فتح نہیں

ہوا — میرے بیٹوں کے ساتھیوں کو روٹی کی ضرورت ہوگی — اب تم میری واحد اولاد ہو — تمہیں بتاؤ کہ کیا ہم پہلے سے زیادہ ان کی مدد کرنے کی کوشش نہیں کر سکتے؟ کیا ہمیں زیادہ کام نہیں کرنا چاہئے؟،،

اور عمرزاق آتا کام پر پل پڑا — آئی‌قیز سمجھ گئی کہ وہ اس طرح اپنا غم بھلانا چاہتا ہے — کام سب درد کھینچ لیتا ہے — لیکن کبھی کبھی غم کی چنگاری سلگ اٹھتی اور عمرزاق آتا اپنے لڑکوں کے کمروں میں جا کر آہ و زاری کرتا — جوان بیٹوں کے کپڑے اسے جان سے زیادہ عزیز تھے — ان پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روتا —

وہ سمجھتا تھا کہ آئی‌قیز کو اس کا علم نہیں ہے — لیکن وہ سب جانتی تھی — باپ سے اسے بڑی محبت تھی، دل و جان سے چاہتی تھی اور اسی لئے اپنے آنسو پی جاتی تھی — جب رنج کا یہ سیلاب گھٹتا، آئی‌قیز بناوٹی سکون کے ساتھ کمرے میں آتی اور باپ کو وہاں سے لے جاتی —

بڈھے کے دل کا زخم مندمل ہونے میں کافی دن لگے — رفتہ رفتہ شدید غم کی جگہ خاموش رنج نے لے لی — اس زبردست لڑائی میں اس نے غم پر قابو پا لیا —

عمرزاق آتا کی ایمانداری، صاف دلی اور محنت کی وجہ سے صرف اس کے گاؤں ہی میں نہیں بلکہ سارے ضلع میں اس کی عزت ہوتی تھی — اب لوگ اس کے عزم و استقلال اور نیکی کو دیکھ کر اور بھی اس کی عزت کرنے لگے — سب لوگ اس کو ''ہمارے دو افسروں کا باپ،، کہہ کر مخاطب کرتے — اس نے کارہائے نمایاں کئے تھے اس لئے ضلع کے افسران اکثر اس کے پاس آتے، صرف اخلاقاً نہیں بلکہ انتظامی معاملات میں اس سے رائے مشورہ بھی لیتے —

آئی‌قیز نے محسوس کیا کہ اب اس کی مصیبتوں کا زمانہ ختم ہوگیا ہے کیونکہ باپ کو اب ڈھارس بندھانے کی ضرورت نہیں تھی — جب عمرزاق آتا کی حالت ذرا سنبھل چلی اس وقت آئی‌قیز کو رنج کی ٹیس محسوس ہوئی، اس کو ایسا معلوم ہوا جیسے اس نقصان کا ازالہ ممکن نہیں ہے اور غم نے پوری طاقت سے اس پر چھاپہ مارا — اس کی ماں اور بھائی سب جدا ہو چکے تھے — صرف عالم جان کے خط اس کے لئے تسکین کا باعث تھے — ان سے بڑی ہمدردی اور محبت کی بو آتی تھی جس کا اظہار

کبھی الفاظ میں نہیں کیا گیا تھا — ایسا معلوم ھوتا جیسے عالم جان اس کے تمام دکھه درد، دشواریاں اور مشکلات سمجھتا ہے —

ایک خط میں عالم جان نے اس کو اپنے دوست کے متعلق لکھا جو محاذ جنگ پر اس کے ساتھه تھا —

''ہم اور وہ دونوں جنگ کی ابتدا سے تقریباً شانہ‌بشانہ لڑتے رہے اور جرمنی میں بھی ساتھه ھی جنگی خدمات انجام دیں — اس کا نام گریگوری ایوانووچ پیتروف ہے — اب وہ جنگی خدمات سے سبکدوش کر دیا گیا ہے — آئی‌قیز، میں تم کو ایک راز کی بات بتا رہا ھوں جس نے ھم کو لڑائی لڑنے اور جیتنے میں مدد دی — یہ ایسی کہانی ہے جسے گریگوری اور میں ایک دوسرے سے باری باری کہتے تھے اور جتنی کہانی ھم کہتے جاتے تھے اتنی ھی وہ بڑھتی جاتی تھی —

''یہ کہانی ان دو لڑکیوں کے متعلق تھی جو گھر پر رہ گئی تھیں، ایسی لڑکیاں جنھوں نے ان دو سپاھیوں کے تمام کام سنبھال لئے تھے جو لڑائی پر چلے گئے تھے... اور شائد ان لڑکیوں کو سپاھیوں سے کچھه محبت بھی تھی — یہ لڑکیاں ان سپاھیوں کو اچھے اچھے خط لکھتیں

اور ہر خط کے ساتھ ہماری کہانیاں طویل ہوتی جاتیں — ایک لڑکی کا نام تھا والیا — گریگوری اپنی کہانیوں میں اس کے خط کے حصے پڑھ پڑھ کر سناتا — دوسری لڑکی کا نام آئی‌قیز تھا — اس کے خطوں کے ٹکڑے میں پڑھ کر سناتا اور میری بات کا یقین مانو کہ اس زمانے میں جب ہم مصیبتوں سے گھرے ہوئے تھے یہ کہانیاں ایک دوسرے سے کہہ کر ہمیں اپنا غم ہلکا کرنے میں بڑی مدد ملتی تھی —

''لڑائی ختم ہوئے تو مدت ہو چکی — لیکن کہانیاں ابھی نہیں ختم ہوئی ہیں، ان کے لئے ایک پرمسرت انجام کی ضرورت ہے — گریگوری تو اپنی کہانی کو سرانجام تک پہنچانے کے لئے والگا چلا گیا ہے لیکن میں... آئی‌قیز، دیکھو، خفا نہ ہونا کیونکہ میرا خط ذرا بےتکا ہے — اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ تم ناراض نہیں ہو خط کا جواب ضرور دینا اور میری چھوٹی بہن لاله کا تفصیلی حال لکھنا —''

وہ ناراض کیسے ہو سکتی تھی؟ یہ سچ ہے کہ اس کو یہ ''بےتکا خط'' زیادہ اچھا نہیں لگا کیونکہ یہ تو صرف خط تھا عالم‌جان کی آواز نہیں تھی —

جنگ میں فتح ہوئی — سب سپاہی گھر آ گئے لیکن
عالم جان کو فوج کے ساتھہ جرمنی میں روک لیا گیا —
آئی‌قیز مراسلتی کورس کا تیسرا سال ختم کر چکی
تھی اور باقی دو برسوں کے لئے بہت محنت کی ضرورت
تھی، پورے وقت تعلیم حاصل کرنے کے لئے تاشقند کے
انسٹی‌ٹیوٹ جانا ضروری تھا — دوسری طرف آئی قیز سوچتی
تھی کہ جنگ کے بعد قومی معیشت کو بحال کرنے کا
کام ابھی شروع ہوا ہے اور اس وقت کالخوز کو چھوڑنا
غداری ہوگی — آئی‌قیز نے عالم‌جان کو لکھا کہ وہ
اس کی مشکلوں کو کسی طرح حل کرے —

لیکن عالم جان کے بجائے کسی اور نے اس کی
مشکل کشائی کی —

جولائی میں ایک دن آئی‌قیز کھیتوں پر کام میں
مصروف تھی کہ اس نے کالخوز کے صدر قادروف کو
اچانک دیکھا — وہ جلدی جلدی اس کی طرف آ رہا تھا
اور اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے —

"ذرا ادھر آنا، آئی قیز"، اس نے کہا — "سچ بتانا،
کیا تم نے ضلع پارٹی کمیٹی کو کچھہ لکھا تھا؟"

"نہیں تو، کیوں؟"

قادروف کو اس کی بات کا یقین نہیں آیا اور وہ اس سے پوچھتا رہا :

''تم نے شائد کوئی شکایت وغیرہ کی ہے، ہوں؟،،

آئی‌قیز کو اس کا رویہ برا لگا —

''میں نے ابھی تک تو شکایت نہیں کی ہے — لیکن کوئی نہ کوئی ضرور کریگا کیونکہ تم کو سوائے اپنے نام و نمود کے اور کسی بات کا خیال نہیں ہے،، اس نے اکھڑپن سے کہا اور اپنا کام کرنے لگی —

قادروف اس کے پاس گیا اور اپنے ہاتھ ہلا ہلا کر پریشانی کے عالم میں کہنے لگا :

''تم جا کہاں رہی ہو؟ جانتی ہو، ٹیلی‌فون آیا ہے — تمہیں ضلع پارٹی کمیٹی کے دفتر بلایا گیا ہے — لیکن سوال یہ ہے کہ کس لئے؟ کیوں؟ یہ عجیب معمہ ہے — تمہیں فوراً بلایا گیا ہے اور سیدھے سکریٹری اول کے پاس جانا ہے — خیال رکھنا، بہت ضروری ہے — سکریٹری اول تم سے ملنا چاہتے ہیں — اس کا مطلب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ کچھہ گڑبڑ ہے اور تمہارے اوپر مصیبت آنے والی ہے —،،

''لیکن کیوں، میں نے کیا کیا ہے؟،، آئی‌قیز نے پوچھا — ''ہم نے کوئی کام غلط کیا ہے یا ہمارا کام اطمینان‌بخش نہیں ہے؟،،

قادروف کافی پریشان معلوم ہو رہا تھا —

''ارے یہ لوگ تو ہمیشہ ہمارے کام میں غلطیاں نکالتے رہتے ہیں،، قادروف نے اداس لہجے میں کہا اور سر ہلایا — لیکن اچانک وہ خوش ہو گیا، اس کے دل میں ایک خیال آیا — ''لیکن شائد تمہارا کوئی ذاتی معاملہ ہو؟ شائد اس کا تعلق کمسومول سے ہو؟ بہتر ہوگا تم جلدی کرو — میں نے کہہ دیا ہے کہ تمہارے لئے گھوڑا تیار رہے —،،

جب آئی‌قیز دفتر پہنچی تو سکریٹری اول نے کھڑے ہوکر اس سے ہاتھہ ملایا — وہ پستہ قد آدمی تھا — اس کے بال سفید تھے اور چہرے پر ایسی زردی تھی جو بیماری سے اٹھنے کے بعد ہوتی ہے —

اس نے آئی‌قیز کو غور سے دیکھا اور ہاتھہ ملایا —

''جورہ‌بائف،، اس نے کہا —

''ارے، کامریڈ جورہ‌بائف، آپ کتنے بدل گئے ہیں،، آئی‌قیز اپنی حیرت نہ چھپا سکی —

جنگ سے پہلے جورہبائف اکثر ان کے کالخوز آتا تھا اور اس کے باپ کے پاس بھی — آئی‌قیز نے چند ہی دن پہلے سنا تھا کہ جورہبائف میدان جنگ میں بری طرح زخمی ہوا تھا اور فوجی خدمات سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنے پرانے عہدے پر واپس آکر پھر سکریٹری اول ہو گیا ہے — لیکن اس کی صورت شکل بہت بدل گئی تھی —

''اور تمہارے خیال میں تم نہیں بدلی ہو؟'' اس نے شفقت سے مسکراتے ہوئے کہا — ''چار سال پہلے میں نے تم کو دیکھا تھا — تم چھوٹی سی بچی تھیں — ہاں بتاؤ، تمہارا کیا حال ہے؟''

اور عجیب بات تو یہ ہوئی کہ آئی‌قیز نے اس شخص سے اپنا تمام حال بڑی بےتکلفی سے بیان کردیا کہ اس پر ان چار سال میں کیا بیتی اور جب موت نے ماں اور بھائیوں کو اس سے چھین لیا تو غم کا کیسا پہاڑ اس پر ٹوٹ پڑا — جورہبائف خاموشی سے سنتا رہا — بیچ میں ایک لفظ نہیں بولا —

جب آئی‌قیز اپنی رام‌کہانی ختم کر چکی تو اس نے بڑے خلوص سے کہا:

''آئی‌قیز، میں تمہارے متعلق تمام باتیں جانتا ہوں — تمہیں جو رنج پہنچا ہے اس میں مجھے تم سے ہمدردی ہے — میں تمہارے بھائیوں کو جانتا تھا اور خالبووی بھی مجھے یاد ہیں — جنگ نے ہم سے ایماندار اور اچھے آدمی چھین لئے — شائد ہی کوئی خاندان ایسا ہو جس نے کوئی لعل نہ گنوایا ہو —''

ذرا دیر کے لئے سناٹا ہوگیا — آئی‌قیز کو اچانک خیال آیا کہ وہ ایسے آدمی کے سامنے بیٹھی ہے جس نے اس سے کہیں زیادہ مصیبتیں جھیلی ہیں، جس‌نے جنگ میں شروع سے آخر تک حصہ لیا ہے اور موت سے مقابلہ کیا ہے — اور یہ آدمی اس سے ہمدردی کر رہا ہے —

اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے —

''تمہارے انسٹی‌ٹیوٹ کا کیا حال ہے؟'' جورہ‌بائف نے پوچھا —

''میں چوتھے سال تک پہنچ گئی ہوں'' آئی‌قیز نے جواب دیا — گفتگو نے خلاف امید رخ اختیار کر لیا تھا، اس پر اس کو حیرت تھی —

''مراسلتی کورس، ہے نا؟''

''ہاں —''

''تم یہ کورس کس طرح جاری رکھوگی؟''
آئی‌قیز نے شانوں کو جھٹکا دیا —
''بس، مراسلتی کورس جاری رکھنا پڑیگا''، اس نے کہا ''کیونکہ کالخوز میں کام کرنے والوں کی کمی ہے —''
''لیکن ہماری رائے ہے کہ تم کو تاشقند جانا چاھئے —''
آئی‌قیز اس کو حیرت سے دیکھنے لگی — اس کو خیال ہوا کہ اس نے جورہ‌بائف کی بات ٹھیک سے نہیں سنی —
''آپ کا کیا مطلب ہے؟'' اس نے اٹکتے ہوئے کہا —
''آپ نے کہا کہ آپ کی... لیکن کیوں...''
''کیا تم کو اس بات پر حیرت ہے کہ ضلع پارٹی کمیٹی کو اپنے ماہرین کی تربیت سے دلچسپی ہے؟''
یہ کہہ کر جورہ‌بائف مسکرایا — ''مجھے کہنا پڑتا ہے کہ تمہاری رائے پارٹی کمیٹی کے متعلق زیادہ اچھی نہیں ہے —''
''معاف کیجئیگا — میرا مطلب یہ تھا...'' آئی‌قیز نے دھیمے لہجے میں کہا —

''نہیں، میں اس معاملے میں تمہارے قطعی خلاف ہوں،، جورہبائف نے کہا — ''بلکہ میں اس سے بھی زیادہ کہنا چاہتا ہوں — میں تمہارے تاشقند جانے پر زور دونگا —،،

اس طرح آئی‌قیز کو اپنے خواب کی تعبیر مل گئی — تاشقند انسٹی‌ٹیوٹ میں دو سال دن رات جانفشانی کے بعد جب وہ اپنے گھر آلتین سائی واپس آئی تو وہ اچھی خاصی ماہر زراعت اور کمیونسٹ پارٹی کی ممبر تھی —

کالخوز بھی بہت بدل گیا تھا — بچے بڑھ کر بڑے ہو گئے تھے اور بڑوں نے بھی کافی تجربہ اور سوجھ بوجھ حاصل کرلی تھی — آئی‌قیز لالہ کو مشکل سے پہچان سکی — وہ ھڑدنگی موٹی لونڈیا نہیں رہی تھی بلکہ بڑھ کر خوبصورت لڑکی ہو گئی تھی — پہلے کی طرح ہنستی بولتی اور گاتی ضرور تھی لیکن اپنے مستقبل کے متعلق کافی سنجیدہ ہو گئی تھی اور باغبانی کی ماہر بننا چاہتی تھی — وہ ہمیشہ باغ میں بڈھے باغبان حلیم بابا کی مدد کرتی رہتی اور ان سے ہر بات سیکھنے کی کوشش کرتی — لیکن مہری کی شرم اور بےڈھنگے پن

کا وہی حال تھا — تینوں ایک دوسرے سے پیاری بہنوں کی طرح ملیں —

واپس آنے کے چند مہینے بعد آئی‌قیز دیہی سوویت کی ممبر منتخب ہو گئی اور بعد کو وہ آلتین‌سائی دیہی سوویت کی صدر چن لی گئی —

یہ بڑی ذمے داری کا کام تھا — اکثر وہ شام کو بائی‌چبار پر کاٹھی کستی اور جورہ‌بائف سے مدد مانگنے اور صلاح مشورہ کرنے ضلع پارٹی کمیٹی کے دفتر روانہ ہو جاتی — جورہ‌بائف کی میز پر لیمپ روشن ہوتا اور وہ کلائی کی گھڑی کاغذات کے ڈھیر پر چمکتی ہوتی جس کو کام کرتے وقت جورہ‌بائف ہمیشہ اتار ڈالتا تھا — راستے میں آئی‌قیز سوچتی ''میں نے کام کا ستیاناس کر دیا ہے،، — وہ خیال کرتی کہ یہ محض اس کی کم علمی کا نتیجہ ہے — وہ اس قابل بالکل نہیں ہے کہ بڑا کام کر سکے اور اسی وجہ سے یہ دشواریاں پیش آتی ہیں — وہ جورہ‌بائف کے پاس ہراساں اور پریشان پہنچتی — بس، آنسو ٹپکنے ہی والے ہوتے لیکن وہ زبردستی ان کو روکے رہتی اور اس بات کا انتظار کرتی کہ پہلے جورہ‌بائف کچھ کہے —

"اچھا آئی‌قیز، اب کیا بات ہے؟" وہ پوچھتا —
"بتاؤ، اپنی مشکلات بتاؤ — تمہیں یہ یاد رکھنا چاہئے
کہ پارٹی ہمیشہ تمہاری مدد کریگی —"

پارٹی! واقعی کیا کوئی اور چیز زندگی میں اس
سے زیادہ قابل عزت ہو سکتی ہے؟ آئی‌قیز پارٹی سے الگ
رہ کر زندگی کا تصور ہی نہیں کر سکتی تھی — جورہ‌بائف
نے اسے سکھایا تھا کہ وہ کس طرح اپنے کام اور نجی
زندگی میں لینن کی تعلیم کو رہنما بنائے —

آئی‌قیز کو جتنا تجربہ ہوتا گیا اتنا ہی اس کو اس
بات کا یقین ہوتا گیا کہ اس پہاڑی دامن کے علاقے کی ترقی
پانی کے بغیر ناممکن ہے چنانچہ عالم‌جان کو جو خط
بھی وہ لکھتی اب اس میں پانی کے مسئلے کا ذکر
زیادہ ہوتا —

وہ اس بات سے پریشان تھی کہ پانچ سال متواتر
خط و کتابت کرنے کے بعد عالم جان نے اچانک خط لکھنا
کیوں بند کر دیا — اس نے دو آخری خطوں کا جواب
نہیں دیا تھا —

ایک مہینے تک طرح طرح کی قیاس آرائیوں کے بعد

ایک دن وہ کوک‌تاغ کے دامن میں میوے کے درختوں کے جھنڈ سے گھوڑے پر سوار نکل رہی تھی کہ عالم‌جان کو دیکھا — سپاہی گھر واپس آرہا تھا —

٦

کالخوز کی پارٹی بیورو کا جلسہ آدھہ گھنٹے میں شروع ہونے والا تھا — عالم جان دھوپ سے روشن چھوٹے سے کمرے میں تنہا اپنی لکھنے والی میز پر جھکا بیٹھا تھا — وہ بالوں کو امیٹھہ رہا تھا، سوچتے وقت ہمیشہ یہی کرتا تھا — وہ اپنی تقریر کے لئے منصوبہ تیار کر رہا تھا اور ایسے الفاظ سوچتا جاتا تھا جو لوگوں کو قائل کردیں —

اس نے کسی کے اندر آنے کی آواز سنی —

”ہیلو، عالم‌جان اکہ —،،

”ہیلو، آئی‌قیز،، اس نے یہ کہہ کر لڑکی سے ہاتھہ ملایا —

اس کے رویے میں اعتماد جھلک رہا تھا جس سے عالم‌جان کو خوشی ہوئی — عالم جان پہلے سے جانتا

تھا کہ آئی‌قیز جو تجویز پیش کرنےوالی ہے اس پر قادروف ڈٹ کر اعتراض کریگا — عمرزاق آتا بھی آئی‌قیز سے اپنے شبہات کا اظہار کر چکا تھا — وہ اس خیال پر اڑا ہوا تھا کہ آئی‌قیز لوگوں کو ایسی مہم میں لگاکر جس کا سر ہونا دشوار تھا، اپنا بھرم کھو رہی ہے —

آئی‌قیز کو بھی یہ معلوم تھا کہ سب لوگ اس کے منصوبے کے حامی نہیں ہیں — لیکن دل تھوڑا کرنے کے بجائے اس کے اندر ایک نئی طاقت پیدا ہو گئی تھی اور وہ آخر تک لڑنا چاہتی تھی —

''کیا لڑکی ہے!،، عالم‌جان نے اس کو سراہتے ہوئے سوچا —

اس نے آئی‌قیز کو کرسی پیش کی —

''ہاں، کوئی نئی بات؟ کام کیسا چل رہا ہے؟،، اس نے پوچھا —

''سب ٹھیک ہے —،،

''کیا تمہارے والد اب بھی اپنی بات پر اڑے ہیں؟،،

''اگر ہر شخص کی رائے ایک ہوتی تو دنیا میں اختلاف رائے کا وجود ہی نہ ہوتا — ہر ایک کی رائے مختلف ہوتی ہے —،،

اس کا سنجیدہ لہجہ استانیوں سے ملتا جلتا تھا — لیکن اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ کھیل رہی تھی —

"کوئی پروا نہیں"، اس نے اپنے عام انداز میں کہا "ہم ابا کو اس بات کا یقین دلا دینگے کہ ہماری بات ٹھیک ہے — بس، پھر وہ راضی ہو جائینگے — تم تو ابا کو جانتے ہی ہو؟ میں نے اپنی تقریر بڑی محنت سے تیار کی ہے — دیکھو، پورا ناول تیار ہوگیا ہے —"

آئی‌قیز نے دو کاپیاں میز پر رکھه دیں جو ایک ساتھه سلی ہوئی تھیں —

عالم‌جان نے پڑھنا شروع کیا لیکن وہ زیادہ نہیں پڑھه سکا تھا کہ پارٹی کے ممبر جلسے کے لئے آنا شروع ہو گئے —

کالخوز کا صدر قادروف پستہ‌قد، جھکے شانوں والا آدمی تھا— اس کے ھاتھه غیر معمولی لمبے اور مضبوط تھے— وہ ٹریکٹر بریگیڈ کے لیڈر بیک‌بوتہ سے باتیں کرتا ہوا اندر آیا — قادروف کی پیشانی پر بل تھے اور آنکھوں میں بے اعتباری سی جھلک رہی تھی —

"اس طرح کی باتیں تو اسکولی بچے اور شیخ چلی

ہی سوچ سکتے ہیں" اس نے کمرے کے اندر آتے ہوئے ذرا ناراضگی کے ساتھہ بیک بوتہ سے کہا —

اس کے لہجے میں غراہٹ سی تھی — اس نے آہستہ سے کرسی کھسکائی اور بیٹھہ گیا —

لیکن بیک‌بوتہ آسانی سے ہار ماننے والا نہ تھا —

"عزیز کامریڈ قادروف"، اس نے کہا "میں آپ سے زیادہ چھوٹا نہیں ہوں اور ظاہر ہے کہ میرے اسکول کا زمانہ مدت ہوئے گزر چکا ہے — مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میرے کچھہ رفیقوں پر ذہنی جمود طاری ہو گیا ہے — ان کے دماغ کام ہی نہیں کرتے — ان کی یہ حرکت تو اسکولی بچوں جیسی بھی نہیں ہے — یہ تو کچھہ اور ہی ہے — اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ وہ کیا ہے —"

حالانکہ دونوں تقریباً ہم عمر تھے لیکن بیک بوتہ قادروف کے مقابلے میں زیادہ جوان اور چست چالاک معلوم ہوتا تھا — بیک‌بوتہ بھی کالخوز کے دوسرے لوگوں کی طرح قبا پہنے تھا جس پر گہرے بادامی رنگ کا رومال بندھا تھا — اس نے نرم لمبے بوٹوں کے اندر پتلون کی مہریاں ٹھونس رکھی تھیں — اس کے برخلاف قادروف

کو فوجی وضع کے کپڑے پسند تھے — لیکن جس طرح
یہ چست کپڑے قادروف کو جامہ زیب نہیں بنا سکے
تھے جو بری طرح سوٹا تھا اسی طرح بیک‌بوتہ کی قبا اس
کی صفائی اور تیزی کو نہیں چھپا سکی تھی — بیک‌بوتہ
حال ہی میں فوج سے سبکدوش ہوکر آیا تھا —

بیک‌بوتہ کے اکھڑ اور دوٹوک جواب سے قادروف
چونک پڑا اور بیک‌بوتہ کو گھورنے لگا لیکن دل ہی
دل میں وہ بھی کوئی دندان شکن جواب سوچ رہا تھا —
قبل اس کے کہ وہ کچھہ کہہ سکے عالم جان نے میز
کو پنسل سے کھٹ کھٹاکر خاموش رہنے کی درخواست
کی اور جلسہ شروع کردیا —

"آج کی بحث میں تین مسئلے ہیں" اس نے کہا —
"اول سوتوں کو صاف کرنا — دوسرے نہر اور تالاب
کی تعمیر اور تیسرے بنجر زمین کو کپاس کی کاشت کے
لئے تیار کرنا — ہم اس زمین کو سوتوں کے پانی سے
سیراب کرینگے — آپ سب کو ہمارے دور رس منصوبوں
کے متعلق تھوڑا بہت معلوم ہے — کامریڈ عمرزاقووا آپ
کے سامنے کچھہ تجویزیں پیش کرنا چاہتی ہیں — بہتر
ہوگا کہ ان مسئلوں پر بحث سے پہلے ہم ان کو سنیں —"

آئی‌قیز اٹھه کھڑی ھوئی — وہ کافی پرسکون معلوم ھوتی تھی — بس، اس کے چہرے پر هلکی سی زردی ضرور تھی — اس نے عالم جان کی میز کے کنارے پر اپنی نوٹ‌بک رکھی اور اس کو کھولنے لگی — اس کی انگلیوں کے درمیان ورق سرسرا رہے تھے —

آئی‌قیز نے سر اٹھایا تو قادروف کی خشمگیں نگاھوں سے آنکھیں چار ھوئیں —

اس سے وہ ھچکچائی —

"یه تو میری تجویز کی دھجیاں اڑانے کی بھرپور کوشش کریگا — یه تو اس کو مانتا ھی نہیں، اسی قماش کا ھے..." آئی‌قیز نے محسوس کیا که اس کے خیالات منتشر ھو رہے ھیں — اپنے کو مجتمع کرنے کے لئے اس نے قادروف کی طرف سے نظر ھٹائی اور دیکھا که بیک بوته اس کی طرف دوستانه نظروں سے دیکھه رھا ھے اور اس کا حامی معلوم ھوتا ھے —

آئی‌قیز نے اپنی نوٹ‌بک بند کر دی اور کہنے لگی:

"هم ایسے پہاڑی قطعات میں گیہوں بوتے ھیں جن کی آبپاشی کا کوئی ذریعه نہیں ھے — مستقل خشک سالی کی وجه سے ھمارے ھاتھه پیر بندھے ھوئے ھیں،

ہمارے لئے اپنے کھیتوں کو وسیع کرنا یا ان کی فصلوں میں اضافے کی کوشش کرنا محال ہے — اس کے علاوہ ہم اپنا کاروبار نہیں کر سکتے یعنی کپاس کی کاشت — ہمارے گاؤں کے چاروں طرف سیکڑوں ہیکٹر زرخیز زمین پڑی ہے جو کپاس کی کاشت کے لئے موزوں ہے — ہمارے ہاتھہ پیر کیوں بندھے ہیں؟ ہم ترقی کیوں نہیں کر سکتے؟ صرف پانی کی قلت کی وجہ سے — پورے مسئلے کا دارومدار اسی پر ہے کہ کھیتوں کی آبپاشی کے لئے پانی کہاں سے آئے —،،

’’یہ تو پرانی بات ہے،، قادروف نے اپنی بھاری آواز میں کہا — ’’لیکن پانی آخر آئے کہاں سے؟،،

’’پانی موجود ہے!،، آئی‌قیز نے ذرا زور سے کہا، اس کی آواز میں سریلاپن تھا — اس نے اپنی نوٹ‌بک پر ہاتھہ مارا ’’پانی موجود ہے! کیا ہم نہیں جانتے کہ سیکڑوں مکعب میٹر پانی سیلاب کے زمانے میں چشموں سے بہہ جاتا ہے؟ کیا ہمیں اس کا قلق نہیں ہوتا کہ یہ پانی ضائع ہو جاتا ہے؟ ہم اس کو جمع کیوں نہ کرلیں؟ ہم چشموں کو صاف کیوں نہ کرلیں؟ اگر

هم سچے بالشویکوں کی طرح کام کریں تو پانی ہمارے کھیتوں تک آ سکتا ہے ۔،،

''خواب، بچکانے خواب،، قادروف اپنے آپ بڑبڑایا لیکن اس طرح کہ سب سن سکیں ۔ اس نے آئی‌قیز کی طرف پیٹھ کر لی تاکہ آئی‌قیز کو یہ احساس ہو جائے کہ وہ اس کی فضول بکواس سے ناراض ہے ۔

''کامریڈ قادروف، میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پارٹی بیورو کے جلسے کی عزت کرنا چاہئے،، عالم‌جان نے سنجیدگی سے کہا ۔

اس دوران میں آئی‌قیز نے کاغذ کا ایک بڑا تختہ کھول کر میز پر پھیلا دیا ۔ یہ ایک بڑا نقشہ تھا جس میں وہ تمام اراضی دکھائی گئی تھی جو کالخوز کی ملکیت تھی ۔ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو دیکھنے کے لئے میز کے گرد جمع ہو گئے ۔

''یہ رہا ہماری زمینوں کا نقشہ،، آئی‌قیز نے اپنی بات جاری رکھی ۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ قادروف کے فضول آوازوں کو ان سنا کر دیگی ۔ ''میں آپ لوگوں کی توجہ اس تنگ گھاٹی کی طرف دلانا چاہتی جس سے ہو کر چشمہ بہتا ہے ۔ یہاں کئی سوتے مٹی میں دبے

پڑے ہیں — آپ سب جانتے ہیں کہ پہاڑ کے اوپر گلہ‌بان کس طرح اپنے گلوں کو پانی پلاتے ہیں — وہ ان سوتوں کو صاف کرکے پانی کے بہاؤ میں اضافہ کر لیتے ہیں — ہم نے ینغاق سائی کی وادی میں کئی سوتوں کا غور سے جائزہ لیا ہے — اور عام تخمینہ یہ ہے کہ اگر ہم ان سوتوں کو صاف کرلیں اور اپنے کھیتوں تک نہر کھود کر ان کی آبپاشی کریں تو ہمارا اناج کا فارم جلد ہی کپاس بونے لگیگا —،،

تمام لوگ آئی‌قیز کی اس بات پر لٹو ہو گئے، حتی کہ قادروف کی آنکھیں بھی پل بھر کے لئے دلچسپی سے چمک اٹھیں — آئی‌قیز نے ذرا مسکرا کر سوچا ''کاش میں اس کو جوش دلا سکتی — خیر کوئی بات نہیں — اگر ہم اس کو ابھی نہ جوش دلا سکے تو بعد کو سہی — اور اگر ہم اس کو سمجھانے میں بالکل کامیاب نہ ہوئے... تو قصور صرف اسی کا ہوگا — ہم لوگ ایسوں کو نہیں برداشت کر سکتے جو ہماری ترقی میں روڑا بنیں —،، وہ سکون محسوس کر رہی تھی —

''کامریڈ صدر، آگے چلئے،، بیک‌بوتہ نے بڑے اشتیاق سے کہا — ''آپ کی تجویز بہت اہم ہے —،،

"ہاں، بہت اہم ہے،" آئیقیز نے کہا — "لاکھوں مکعب میٹر پانی ہر سال ہمارے گاؤں کے پاس بہہ جاتا ہے اور ہم کچھ نہیں کرتے — بس پانی کی قلت کا رونا روتے رہتے ہیں — بہرحال یہ پانی قدرتی دولت سے مالامال ہے اور صرف ہمارے ہی کھیتوں کی نہیں بلکہ پڑوس کے کالخوزوں کو بھی اس سے سیراب کیا جا سکتا ہے— ساتھیو، ہمارے پاس بڑی دولت ہے— اب اس بات کا وقت آگیا ہے کہ اس کام کو سنبھالیں اور اس پانی کو جمع کریں جو ضائع ہو رہا ہے — میں اس سے بھی زیادہ کہنا چاہتی ہوں یعنی ہمیں اس پانی کو ضائع کرنے کا حق نہیں ہے— دیکھئے، ہمیں یہ کام کرنا چاہئے..."

آئیقیز نے تیزی کے ساتھ ایک اور کاغذ کھول کر پھیلا دیا —

یہ نقشہ پہلے نقشے کے مقابلے میں کم مہارت سے تیار کیا گیا تھا — پھر بھی اس سے اس جگہ کا اندازہ اچھی طرح ہوتا تھا جہاں پہاڑوں سے ینغاق سائی تیز بہتا ہوا نیچے وادی میں آتا تھا — دو موٹی موٹی سرخ لائنوں سے وہ نہر دکھائی گئی تھی جس کے بنانے کی آئندہ تجویز تھی —

''یہاں سے ہم اپنے کھیتوں کے لئے پانی لینگے،،
آئی‌قیز نے اپنی انگلی لائنوں پر پھیر کر بتایا۔ ''اس سے ہمارے گاؤں کی معیشت میں بڑی ترقی ہوگی — ہمارا کالخوز کپاس اور لوسیرن کی کاشت کریگا اور پھر ساری شاھراھیں ہمارے لئے کھل جائینگی — سارا دار و مدار پانی پر ہے— ہمیں پانی کا ایک قطرہ بھی اپنے ھاتھہ سے نہ جانے دینا چاھئے — دیکھئے اس جگہ سے ہم پہاڑی دامن کو پانی دینگے —— میں ان تمام زمینوں کا ذکر کر رہی ہوں جو نواح کے سب کالخوزوں کی ملکیت ہیں — ہمیں چاھئے کہ ہم ہر شخص کو سوتے صاف کرنے اور نہر کھودنے کے کام سے دلچسپی پیدا کرائیں — اب ہم ایک پل بھی ضائع نہیں کر سکتے، ہر بات کا دار و مدار ہمارے اچھے کام پر ہے — اگر ہم نے ٹھکانے سے کام کیا تو اسی سال کپاس بوئینگے —،،

یہ کوئی شیخ چلی کا منصوبہ نہیں تھا بلکہ قابل عمل کام تھا —

چند منٹ تک سب خاموش رہے — ہر شخص نقشوں کا جائزہ لے رہا تھا اور تمام باتوں کو تول پرکھہ رہا تھا —

سب سے پہلے بیک‌بوته بولا — ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کی نگاہیں ان دو سرخ لائنوں پر جم کر رہ گئی ہیں، جن کے ذریعے آئندہ بننے والی نہر کا راستہ دکھایا گیا تھا — بولنے سے پہلے اس نے اپنا گلا صاف کیا اور میز کے کنارے پر انگلیاں پھیریں —

''کیا یہ سچ ہے کہ سوتے ہمیں اتنا پانی دینگے؟،، اس نے سوال کیا — ''کہیں تم نے اس کا غلط اندازہ تو نہیں لگایا ہے، آئی‌قیز؟،،

''نہیں، بیک بوته، غلط اندازے کا کوئی سوال نہیں ہے،، آئی‌قیز نے اس طرح جواب دیا جیسے وہ حلف اٹھا کر یہ بات کہہ رہی ہو— ''بلکہ یہ سوتے اس سے زیادہ پانی دینگے جتنا میں نے بتایا ہے — جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں ان کو جان بوجھ کر تخمینے سے کم رکھا گیا ہے — پھر بھی وہ ایسے ہیں... میں کس طرح بتاؤں... کہ ان کے نتائج حیرت انگیز معلوم ہوتے ہیں — آپ لوگوں کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ میں نے کوک بولاق کے سوتے کو اس میں شامل نہیں کیا ہے — اگر ہم اس کو صاف کرنے میں کامیاب ہوجائیں

تو صرف یہی ایک سوتا دوسرے تمام سوتوں کے برابر پانی فراھم کر سکتا ھے۔"

"ھاں، ضرور"، بیک بوتہ بیچ میں بول پڑا۔ "مجھے کوک بولاق یاد ھے۔ چٹان سے پانی اتنے زور سے نکلتا تھا کہ معلوم ھوتا زمین پھٹ جائیگی۔ پانی کا دھارا اونٹ کی گردن کے برابر موٹا ھوتا تھا۔ اگر ھم اس سوتے کو ٹھیک ٹھاک کرلیں تو واقعی بڑی بات ھوگی۔"

"اور ھم ایسا کر سکتے ھیں بشرطیکہ متحد ھوکر کوشش کریں"، آئی‌قیز نے کہا۔

اب قادروف سے غصہ نہ ضبط ھو سکا۔

"بڑی بڑی تقریروں میں ھمیشہ بات کا بتنگڑ بن جاتا ھے"، اس نے پیشانی پر بل ڈال کر کہا۔ "اس لئے ھمیں ان تقریروں سے دل نہ بہلانا چاھئے بلکہ جو مسئلہ ھے اسی پر بحث کرنا چاھئے۔ کوک بولاق کو اسفندیاربیگ کے باسماچی گروھوں نے روک کر پاٹ دیا تھا۔ لوگ بتاتے ھیں کہ کوئی انگریز افسر اس کا مشیر تھا۔ یہ کام اناڑی‌پن سے نہیں کیا گیا تھا۔ اوپر کی چٹانیں اڑا دی گئی تھیں اور اب ٹھیک وہ جگہ

بتانا ناممکن ہے جہاں سے سونا نکلتا تھا — سوتے کے دھانے تک پہنچنے کے لئے کتنی مٹی اور پتھر کھودنے ہونگے؟ تم نے یہ سب حساب لگایا ہے اور اس کو اچھی طرح جوڑا بھی ہے؟ سرسری تخمینہ ہی یہ بتاتا ہے کہ اس کام میں کم سے کم چھہ مہینے لگ جائینگے — اور اس کے لئے کام کرنے والے کہاں سے آئینگے؟ تم لوگوں کو آخر فاضل وقت کہاں سے ملیگا؟،، قادروف یہ کہہ کر ایکدم بیٹھہ گیا —

''کامریڈ قادروف، آپ بیچ میں کیوں رک گئے؟،، عالمجان نے کہا — ''ہم چاہتے ہیں کہ آپ کامریڈ عمرزاقووا کی تجویز کے متعلق اپنے اعتراضات پوری وضاحت اور صفائی کے ساتھہ بتائیں — آپ اپنی تنقید کو ٹھوس تعمیری نقطۂ نظر سے پیش کیجئے — یہ پارٹی بیورو کا جلسہ ہے — اپنے خیالات کا اچھی طرح اظہار کیجئے — اکھڑی اکھڑی بات نہ کہئے — میں آپ کو بولنے کی اجازت دیتا ہوں، کامریڈ قادروف —،،

کالخوز کا صدر آہستہ سے اٹھا — اس نے ہاتھہ میز پر ٹیک دئے، ذرا آگے جھکا اور مجمع پر اطمینان سے نظر

دوڑائی — اس کا چہرہ سخت تھا — اس نے اس طرح تقریر شروع کی جیسے زبردستی بول رہا ہو:

''ظاھر ہے، پانی سے کس کو انکار ھو سکتا ہے — پانی کی تو سخت ضرورت ہے — ارے، میں...''

اس نے اچانک اپنی آواز اونچی کر دی:

''ارے، میں تو قزل قوم کی جلتی ھوئی ریت پر ننگے پیر دوڑ کر یہ پانی لینے جاؤنگا! ارے، میں...'' اس نے چیخ کر کہا ''ارے، میں بلا توقف عمرزاقووا کی تجویز کی حمایت کرونگا! پھر مجھے کون سی چیز اس سے روک رھی ہے؟ عمرزاقووا کی تجویز ہے کہ ھمیں سوتے صاف کرنا چاھئے لیکن یہ کوئی مناسب اور معقول تجویز نہیں ہے — یہ بحث طلب سوال ہے — ینغاق سائی سے بہت کم پانی ملتا ہے، گرمیوں میں تو مشکل سے چلوبھر پانی ھوتا ہے — کیا ھمیں اتنی بڑی ذمےداری کا کام بلا سوچے سمجھے شروع کر دینا چاھئے؟ آخر پہلے کسی کے دماغ میں یہ بات کیوں نہیں آئی کہ سوتوں کے پانی سے کھیت سینچے جائیں؟ شائد اس کی وجہ یہ ھو کہ اس مسئلے میں مزید تحقیقات کی ضرورت ھو یا کافی تحقیقات کے بعد یہ دیکھہ کر کہ زیادہ توجہ دینے

سے کوئی نتیجہ نہ ہوگا یہ خیال ہی ترک کر دیا گیا ہو— اگر سوتوں کے پانی سے کھیتوں کی آبپاشی ممکن ہوتی تو ہمارے سائنس داں ہم کو بہت پہلے یہ بات بتا چکے ہوتے اور ہماری حکومت نے بھی اس پر پیسہ خرچ کرنے میں کمی نہ کی ہوتی— لیکن ہم سے کسی نے بھی یہ کام کرنے کو نہیں کہا— اس لئے ہمیں جلدبازی نہ کرنا چاہئے اور یہ مثل یاد رکھنا چاہئے، 'دیر آید درست آید، — پہلے اور کہیں لوگ اس طرح کی کوشش کر لیں پھر ہم ان کی پیروی کرینگے...،،

''ہاں دوسرے جان گنوائیں اور ہم گھر پر مزے کریں — بھئی واہ، یہ تو لڑائی کا نرالا طریقہ ہے،، بیک‌بوتہ نے حقارت کے ساتھہ زور سے کہا —

عالم‌جان نے اس کی طرف گھورکر دیکھا اس لئے بیک‌بوتہ چپ ہوگیا لیکن قادروف کے تن بدن میں تو آگ ہی لگ گئی —

''یہ کیا بات ہوئی کہ دوسرے جان گنوائیں اور ہم گھر پر مزے کریں؟،، وہ گرم ہوکر چلایا — ''تمہارا اشارہ کس کی طرف ہے؟ ہم گھریلو محاذ پر اپنا فرض ادا کرتے ہیں — شائد سجھے جنگ کے دوران اسی لئے

طلب نہیں کیا گیا کہ میرا کام سنبھالنے والا کوئی
اور نہ تھا... یہ ہر شخص کے بس کا کام نہیں ہے...
صرف بیوقوف ہی بلا تیاری کئے تیزی سے دھاوا بول دیتے
ہیں — مان لو کہ ہم سوتوں کو صاف کرنا شروع کردیں
اور پھر ہمیں پتہ چلے کہ اس کام پر تو ایک پل بھی
نہیں ضائع کرنا تھا — ہم کھیتوں کے کام سے آدمی
ہٹا لینگے اور بوائی کی مہم میں کھنڈت پڑ جائیگی —
اس کام میں جتنی کوشش کی ضرورت ہوگی میرے خیال
میں وہ رائگاں جائیگی کیونکہ سوتوں میں بہت کم
پانی ہے — ہم پورے ضلع میں نکو بن جائینگے — یہ
بہت ہی محنت و مشقت کا کام ہے اور ہمارے پاس کام
کرنے والے بھی کم ہیں — ہم اس کو تن تنہا نہیں
کر سکینگے — کیا پڑوسیوں سے مدد مانگینگے؟ میں اس
کے خلاف ہوں کیونکہ کام میں کامیابی یقینی نہیں ہے —
اور پھر مدد بھی کون کریگا؟ سب کے پاس کافی سے
زیادہ کام ہے — میں عمرزاقووا کی تجویز کے خلاف ہوں —
قطعی خلاف!،،

اپنی تقریر ختم کرنے کے بعد قادروف بھد سے اپنی
کرسی پر بیٹھہ گیا — کرسی بھی اس کے بوجھہ سے

فریاد کرنے لگی — ذرا دیر تک تو صرف اس کے ھانپنے کی آواز کمرے میں گونجتی رھی —

اس کے بعد بیک‌بوتہ بولنے کے لئے کھڑا ھوا —

''میں کامریڈ قادروف سے متفق نہیں ھوں—ھم اس کام کو ملتوی نہیں کر سکتے — اس کا منصوبہ بہت واضح ھے — اس کی وجہ سے ھماری قسمت کھل جائیگی،، اس نے عزم کے ساتھہ کہا — ''ھمیں اپنے پڑوسیوں کا انتظار نہیں کرنا چاھئے — اس کے علاوہ مجھے یقین ھے کہ جیسے ھی ان کو یہ پتہ چلیگا کہ ھم کیا کر رھے ھیں وہ خود مدد کے لئے آئینگے —،،

آئی‌قیز یہی بات سننے کی مشتاق تھی —

بیک بوتہ کے بعد دوسرے ممبروں نے تقریریں کیں اور یکے بعد دیگرے سب نے اس بات پر زور دیا کہ کھدائی فوراً شروع کردی جائے — صرف قادروف نے اس تجویز کے خلاف ووٹ دیا — اس کے رویے سے اس بات کا اظہار ھوتا تھا کہ وہ اس کی پروا نہیں کرتا کہ دوسرے کیا سوچتے ھیں — وہ اپنے خیال پر یقین کے ساتھہ ڈٹا رھا — نقشے پر کالخوز کی زمینوں کے نشانات سے وہ ذرا بھی متاثر نہیں ھوا، اس نے ان کو کاغذ پر

پنسل کی لکیریں سمجھا — اس کی نگاہوں میں نہ تو نیلی شفاف نہر کی کوئی تصویر تھی اور نہ اس نے ان تالابوں کا تصور کیا تھا جو نہر کے ذریعے سوتوں کے پانی سے لبریز ہونگے — اس نے زمین پر وہ سرسبز نئے باغات نہیں دیکھے جن کو پہلے کبھی پانی نہیں نصیب ہوا تھا اور نہ اس نے کپاس کے کھیتوں کے موجیں مارتے ہوئے اس سمندر کی تصویر اپنی آنکھوں کے سامنے کھینچی جو جا کر افق سے مل گیا ہو —

تابڑتوڑ تقریروں کے بعد عالمجان نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی کہ اس نے جو تقریر آئیقیز کی حمایت میں تیار کی تھی وہ اب بلاضرورت تھی — اس کی تجویز مزید حمایت سے بے نیاز ہو چکی تھی —

پارٹی بیورو نے یہ تجویز منظور کرلی کہ سوتے صاف کئے جائینگے، نہر کھودی جائیگی اور ینغاق سائی پر ایک بند اور پانی کا خزانہ بنایا جائیگا —

قادروف نکل کر باہر سڑک پر آیا — وہ غصے سے کانپ رہا تھا —

اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا ہو گیا — عالم جان نے آئیقیز کی تجویز پر ووٹ مانگے اور سب

ممبروں نے ھاتھہ اٹھا دئے — صرف اس نے نہیں اٹھایا — اس کو یہ بات اچھی طرح یاد تھی — اس کو یاد تھا کہ عالم‌جان نے جب پوچھا ''کوئی اس تجویز کے خلاف ہے؟'' تو اس نے چیلنج کے انداز میں اپنا ھاتھہ سر سے بھی اونچا اٹھا دیا تھا — اس کو پل بھر کی شرمندگی یاد آئی جب اس کی نگاھیں دوسرے ممبروں کی نگاھوں سے چار ہوئی تھیں — اس کا ھاتھہ گر گیا تھا — لیکن فوراً اس کو اپنے اوپر غصہ آیا تھا کیونکہ اس کے رویے میں استقلال اور وقار نہ تھا، کیونکہ وہ لوگوں کو اپنی دلیلوں سے اس طرح قائل نہیں کر سکا تھا کہ لوگ اس کی پیروی کرتے اور آئی‌قیز کی تجویز کے خلاف ووٹ دیتے — عالم جان اور آئی‌قیز ابھی نوخیز ھیں — ان کو کھیلنے کے لئے ایک نیا کھلونا مل گیا ہے — ہر نئی بات پر تو عمل ممکن نہیں — صرف وھی نئی بات اچھی ھوتی ہے جو آزمائش پر پوری اترے — اس طرح قادروف سوچ رہا تھا، وہ بہت تجربےکار تھا، اس کی بڑی عزت ھوتی تھی اور وہ بہت دنوں سے کالخوز کا صدر تھا اور کامیاب ثابت ھوا تھا —

رفتہ رفتہ وہ سنبھلتا گیا — اب غصے کی جگہ خاموش

ناراضگی نے لے لی جس میں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہر شخص قابل نفرت اور بدھو ہے، صرف وہ خود دور اندیش اور سمجھدار ہے — قادروف کا خیال تھا کہ آئی‌قیز کی طرف سے اس کے رویے میں کوئی گڑبڑ نہ تھی اور جلسے میں بھی اس کا رکھہ رکھاؤ بے داغ تھا — ذاتی طور پر وہ لڑکی کو ناپسند نہیں کرتا تھا لیکن عالم‌جان کا خیال آتے ہی اس کے تن بدن میں آگ لگ جاتی تھی —

''وہ میرے اوپر حکم چلانے والا کون ہے آخر؟،، قادروف نے اپنے آپ سے کہا —

عالم جان فوج سے واپس ہوتے ہی مقبول ہو گیا اور اس کو کالخوز کی پارٹی کی شاخ کا سکریٹری چن لیا گیا — سچی بات تو یہ ہے کہ عالم‌جان قادروف کے لئے معمہ بن کر رہ گیا تھا — وہ سوچنے لگا ''آخر یہ چاہتا کیا ہے؟ ہم کافی خوش حال ہیں — کپاس کی کاشت نہ کرنے کے باوجود ہمارے کالخوز کی ضلع بھر میں بڑی تعریف ہے — ایمان کی بات تو یہ ہے کہ کپاس کی کاشت نہ ہونے کی وجہ سے مشکلات کم ہیں — لیکن لوگ میری بات پر کان نہیں دھرتے — وہ کالخوز کو ان جانے راستوں پر لے جانا چاہتے ہیں — میں تجربے کار

هوں، شروع سے کالخوز کا صدر رہا ہوں — عالم جان تو ابھی ناتجربےکار لڑکا ہے — ابھی تو اس نے کوئی حیثیت بھی نہیں پیدا کی اور لوگوں کو میرے خلاف کر دیا، انہیں لوگوں کو جنہوں نے مجھے کالخوز کا انتظام سپرد کیا تھا — میں نے کالخوز قائم کرایا اور میری ہی نگرانی میں اس کی دولت، عزت اور شہرت میں اضافہ ہوا — میری ہر جگہ عزت ہوتی ہے اور اب یہ کل کا لونڈا میرے راستے میں کانٹے بو رہا ہے اور لوگ اس کی اندھادھند پیروی کر رہے ہیں — یہ لوگ اس کے پیچھے چل کر خود اسی گڈھے میں گرینگے جو عالم‌جان میرے لئے کھود رہا ہے!

''اچھا تو تم مجھے ڈھکیل کر میرے عہدے پر قبضہ جمانا چاہتے ہو، ہے نا؟ حسد سے جلے جا رہے ہو، ٹھیک ہے نا؟،، قادروف اس کینے کے ماتحت سوچ رہا تھا جو اس کے اندر پیدا ہو گیا تھا —

وہ عالم‌جان کو مطلبی اور خود غرض سمجھتا تھا اور غصے سے کانپ رہا تھا — اپنے پھاٹک کے پاس آ کر وہ اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے پھاٹک نظر نہ پڑ رہا ہو —

وہ کمرے کے اندر داخل ہوا اور دروازہ اندر سے مقفل کر لیا —

کمرے میں نکل کی پالش کا ایک پلنگ پڑا تھا — اس پر بڑے اچھے اسپرنگوں کا گدا بچھا تھا — گدے پر ریشمی پلنگ پوش اور برف جیسے سفید تکیے تھے لیکن اس جدید فیشن کے پلنگ کے نیچے سے پرانی وضع کا ایک پالنا جھانک رہا تھا جو پرانے زمانے میں بچوں کے لٹانے میں استعمال ہوتا تھا اور اس سے ان کی نازک ننھی منی ہڈیاں خراب ہو جاتی تھیں —

کھڑکی کے پاس ایک میز پڑی تھی جس پر بےداغ سفید میزپوش پڑا تھا — معلوم ہوتا تھا کہ یہ میز کبھی بھی استعمال نہیں ہوتی — ایک شاندار ریڈیوسٹ رکھا تھا، دیوار پر بڑا سا آئینہ لگا تھا، فرش پر شوخ رنگ کا عمدہ قالین بچھا تھا اور بہت اچھا پلاستر کیا ہوا اینٹوں کا آتش دان تھا — یہ سب چیزیں بےداغ تھیں اور اپنے مالک کی خوش مذاقی کا ثبوت بہم پہنچاتی تھیں —

کمرے کے بائیں طرف کے حصے میں ایک صندلی پڑی تھی جس کو ایک میلے کمبل سے ڈھک دیا گیا

تھا — یہ صندلی روزمرہ کے استعمال کی تھی اور قدیم وضع کی چیز ہے: کمرے کے کچے فرش میں ایک گڈھا کھود دیا جاتا ہے، اس کے اوپر ایک صندلی رکھ دی جاتی ہے، سردیوں میں اس گڈھے کے اندر جلتے کوئلے بھر دئے جاتے ہیں اور پھر پورا خاندان صندلی کے گرد بیٹھ کر گرمی سے لطف لیتا ہے اور صندلی پر پڑے ہوئے کمبل سے پیر بھی ڈھک لیتا ہے —

قادروف ایک بنچ پر بیٹھ گیا اور تھکن سے گال سکیڑ کر اپنے لمبے بوٹ کھینچنے لگا — جوتے ذرا مشکل سے اترے جو اس نے پلنگ کے نیچے پھینک دئے —

اس کھینچا تانی کے بعد جب ذرا اس کی سانس ٹھیک ہوئی تو اس نے تمباکو کا ڈبہ نکالا جو چھوٹے سے خشک کدو کا بنا ہوا تھا — اس نے ڈھکن اتار کر ڈبے کو ہلایا اور اس کو الٹ کر نسوائے * ہتھیلی پر لینا چاہا لیکن ذرا بھی تمباکو نہیں تھی — اس پر

---

* نسوائے —— یہ تمباکو عموماً گھروں میں اگائی جاتی ہے — اس کو لوگ نہ تو پیتے ہیں اور نہ کھاتے ہیں — بس زبان کے نیچے رکھ کر چوستے ہیں — (ایڈیٹر)

قادروف کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے ڈبہ دروازے پر
کھینچ مارا — فرش پر کدو کے چمکدار زرد ٹکڑے
پھیل گئے — اس نے گہری سانس لی — آخرکار اپنا غصہ
کسی نہ کسی چیز پر اتار ہی دیا —

اس نے قمیص اتارکر ریڈیو پر پھینکی — اس کے بعد
اپنی چست برجس اتاری اور لات مارکر میز کے نیچے
کردی، ھاتھ بڑھا کر دیوار کی کیل سے اپنی میلی ریشمی
قبا اتاری اور اسے لپیٹ لیا — برف کی طرح سفید تکیوں
میں سے ایک تکیہ اس پرانے نمدے پر پھینکا جو صندلی
کے سامنے فرش پر پڑا تھا اور پھر خود فرش پر لیٹ گیا —
اس نے سوچنا شروع کیا کہ دنیا کتنی بےانصاف ھے اور
کس طرح اس سے بےوفائی پر آمادہ ھے —

۷

دن کافی ڈھل چلا تھا کہ کالخوز کی دو موٹریں
ضلع پارٹی کمیٹی کے دفتر کے سامنے رکیں — وھاں دو
اور موٹریں پہلے سے کھڑی تھیں — ایک بالکل نئی
''پوبیدا،، موٹر تھی اور دوسری معمولی ٹوٹی پھوٹی
''م — ۱،، جس کے مڈگارڈ ٹیڑھے ھو چکے تھے اور ان پر
جابجا پیوند لگے تھے —

آئی‌قیز اور عمرزاق آتا ''ماسکویچ'' سے اترے — دوسری ''پوبیدا'' موٹر کو قادروف چلا رہا تھا — عالم‌جان اور ضلع واٹر ورکس کا انجنیر سمیرنوف پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے — قادروف سفر بھر ایک لفظ بھی نہیں بولا — اس نے اپنے کو ایسا بنالیا جیسے موٹر چلانے میں بالکل محو ہو اور عالم‌جان اور سمیرنوف کے درمیان تعمیری پروجیکٹ کے متعلق جو گفتگو ہو رہی تھی، اس کا اسے بالکل پتہ نہ ہو —

قادروف موٹر سے اترا اور اپنے پیر سیدھے کرنے کے لئے ادھر ادھر ٹہلنے لگا — وہ عالم‌جان کی طرف مڑا اور پرمعنی اشارے سے اس کو ''پوبیدا'' اور ''م — ۱'' موٹریں دکھا کر رکھائی سے کہا:

''''۱ کتوبر، کالخوز کا عثمانوف پہلے ہی یہاں پہنچ گیا اور ''فتح'' کالخوز کے لوگ بھی ہم سے پہلے یہاں آ گئے — ''

''یہ بات ہے'' عالم‌جان نے ہنستے ہوئے کہا — ''اور تم کو یہ ڈر تھا کہ سارے پاپڑ صرف ہمیں کو بیلنا پڑینگے — ہمارے پڑوسیوں نے ہم کو شکست دی — وہ تو پہلے ہی پہنچ گئے — اس سے پتہ چلتا ہے کہ

وہ بھی ہماری طرح منصوبے کو اہم سمجھتے ہیں ــ تمہارا سارا ڈر بالکل بے بنیاد ثابت ہوا ــ،،

بات کا جواب دئے بغیر قادروف زینوں پر چڑھنے لگا ــ

آلتین سائی کے پانچوں نمائندے عمارت میں ایک ساتھ داخل ہوئے اور سکریٹری اول جورہ بائف کے دفتر کی طرف بڑھے ــ جورہ بائف سے ان کی مڈبھیڑ ملاقاتیوں کے کمرے میں ہو گئی جہاں وہ لوگوں کے ایک بڑے گروہ کو رخصت کر رہا تھا ــ

آلتین سائی کے نمائندوں سے اخلاق کے ساتھ صاحب سلامت کرنے کے بعد جورہ‌بائف ان کو لے کر اپنے دفتر گیا ــ

سکریٹری اول عمدہ کپڑے کا ہلکے بھورے رنگ کا کوٹ اور برجس پہنے تھا ــ اس کے پیروں میں کنویس کے لمبے بوٹ تھے ــ وہ پرانے فوجی سواروں کے مخصوص انداز میں چل رہا تھا ــ

"دوستو، مجھے افسوس ہے کہ آپ یہاں پہلے نہیں تھے،، جورہ‌بائف نے کہا ــ "آپ نے جن لوگوں کو ابھی ملاقاتی کمرے میں دیکھا تھا ان سے کافی دلچسپ گفتگو رہی ــ یہ ضلع کے بہترین ٹیچروں کا جتھہ تھا ــ

ھاں، بیٹھ جائیے — میرے خیال میں تعارف کی کوئی ضرورت نہیں ہے، سب ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں —،،

کمرے میں دوسرے لوگ ''اکتوبر،،، ''فتح،، اور ''یکم مئی،، نامی کالخوزوں کے صدر اور ضلع انتظامیہ کمیٹی کے صدر سلطانوف تھے — لوگوں نے کرسیوں پر بیٹھتے بیٹھتے ایک آدھ مزاحیہ فقرہ چست کیا اور ھنسے لیکن قادروف چپ رھا، وہ سب سے الگ تھلگ، تیوری چڑھائے بیٹھ گیا اور جلسے بھر خاموش رھا —

جورہبائف سنبھل کر بیٹھ گیا اور جو بات کہہ رھا تھا پھر شروع کر دی:

''ھاں، بڑی دلچسپ گفتگو ھوئی — دلچسپ اور کارآمد — ذرا سوچئے تو،، اس نے عمرزاق آتا کی طرف مخاطب ھوکر کہا لیکن کن انکھیوں سے عالمجان اور آئی‌قیز کی طرف دیکھا ''ایسا معلوم ھوتا ھے کہ ھم زرعی معیشت میں اتنا کھو گئے ھیں کہ اپنے اسکولوں کو بالکل بھلا بیٹھے ھیں — ان کے متعلق کبھی سوچتے ھی نہیں — اس بےتوجہی کے افسوسناک اثرات ظاھر ھونے میں زیادہ دیر نہیں لگی — صرف ھمارے آلتین سائی

کے اسکول میں پچھلے سال آٹھہ طالب‌علم فیل ھو گئے اور اس سال غالباً اس سے بھی زیادہ فیل ھونگے — یہ کیسے ھوا؟ آخر پارٹی بیورو، کالخوز کا بورڈ اور دیہی سوویت کیا کر رھے تھے؟ کامریڈ عمرزاقووا، تمہارا کیا خیال ھے اس معاملے میں؟‘‘

آئی‌قیز بہت شرمندہ ھوئی — بات ٹھیک تھی —

’’میں نے اسکول کو بالکل نظر انداز کر دیا، کامریڈ جورہ‌بائف‘‘ اس نے جرأت کے ساتھہ اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا — ’’میں نے ایک اھم فرض ادا کرنے میں کوتاھی کی —‘‘

جورہ‌بائف نے عالم جان کی طرف دیکھا — اس کی نگاھیں کہہ رھی تھیں ’’اس میں سب سے زیادہ تمہارا قصور ھے —‘‘

’’یہ میرا قصور ھے‘‘ عالم‌جان نے ندامت سے کہا ’’جاڑوں میں ھم نے اسکول میں حاضری کے مسئلے پر تو ایک مرتبہ بحث کی لیکن اس کی ترقی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا —‘‘

’’چاھے تمہاری غلطی ھو، آئی‌قیز کی غلطی ھو یا میری، اس سے تو حالات بہتر نہیں ھو سکتے — یہ

ہم سب کی غلطی ہے،، جورہ بائف نے ذرا درشت لہجے میں کہا اور ہیجانی کیفیت میں سگریٹ جلالی — ”ہم اپنا تمام وقت فارم کے انتظام کے متعلق سوچنے میں صرف کر دیتے ہیں لیکن اپنے بچوں کی پرورش میں مدد نہیں دے سکتے — اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، بابا؟،، جورہ بائف نے عمرزاق آتا کی طرف مخاطب ہو کر کہا —

”بیٹے، میرا خیال ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اسکولوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے — ہمیں سوتے جاگتے ان کو نہ بھولنا چاہئے — تعلیم کے بغیر ہم نئی زندگی کی تعمیر نہیں کر سکتے،، بڑے میاں نے جواب دیا —

کوئی ایک لفظ بھی نہیں بولا — آئی قیز اور عالم جان بہت شرمندہ نظر آ رہے تھے — بولنے والی کوئی بات بھی نہیں تھی — جورہ بائف نے ٹھیک ہی کہا تھا — اس کو تو اور سختی سے کہنا چاہئے تھا کیونکہ اب بہت دیر ہو چکی تھی اور اس سال اسکول کی حالت نہیں سدھاری جا سکتی تھی —

کشادہ کھڑکیاں کھلی تھیں، پھر بھی کمرے میں امس تھی — جورہ بائف نے کوٹ کا کالر کھول کر اپنی

ن رومال سے پونچھی — اس کی ھنسلی کے قریب ایک
ڑا سرخ داغ تھا —

''یہ اس کا پرانا زخم ھے،، عالمجان نے سوچا اور
غیر شعوری طور پر اپنے زخم کے داغ کو قمیص کے
نیچے ٹٹولنے لگا — بریسٹ میں وہ بری طرح زخمی ھواتھا —

''پتہ نہیں یہ کس چیز سے زخمی ھوا تھا،، اس
نے جورہ‌بائف کے داغ کو زیادہ غور سے دیکھتے ھوئے
سوچا — ''یہ نہ تو گولی کا نشان ھے اور نہ کسی بم
کے ٹکڑے کا... یہ تو کسی سنگین یا چاقو کا زخم
معلوم ھوتا ھے — میں بچپن سے اس داغ کے متعلق
سوچتا رھتا ھوں لیکن اس سے پوچھنے کی جرأت کبھی
نہیں ھوئی — میرے خیال میں اسے یہ زخم دست بدست
جنگ میں لگا ھوگا یا کسی حملے میں...،،

عالمجان یہ خیال کرکے خوش ھو رھا تھا کہ
جورہ‌بائف کی طرح اس کے جسم پر بھی زخموں کے
نشانات ھیں جو سپاھی کی بہادری کے ھولناک نشان
ھوتے ھیں —

اس نے جورہ‌بائف کا پچھلا دور یاد کیا — عالمجان
اس کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا کیونکہ جنگ سے

پہلے عالم جان نے اعلی سوویت کی انتخابی مہم میں لیا تھا اور جورہبائف ضلع کی طرف سے کھڑا کیا تھا — جورہبائف شاندار ماضی کا مالک تھا کیونکہ وہ انقلاب کے لئے لڑا تھا — وہ کئی برسوں تک سرخ سواروں کی فوج میں رہا تھا — ۱۹۲۰ء کے ہنگامہ پرور زمانے میں فرونزے نے لینن فوجی اسکول کے طالب علموں کو باسماچی گروہوں سے لڑنے کے لئے مشرقی بخارا روانہ کیا تھا — یہ اسکول فرونزے نے نیا نیا قائم کیا تھا — جورہبائف بھی ان طالب علموں میں تھا — ہر شخص جانتا ہے کہ سرخ فوج کے کمانڈر جورہبائف کے خنجرآبدار نے نہیں معلوم کتنے باسماچیوں کے سر قلم کئے —

اس کے بعد جورہبائف نے پانچ سال تعلیم حاصل کی اور پھر پارٹی کا کام کرنے لگا — اس ضلع کے تمام نوجوان کمیونسٹ جن میں عالم‌جان بھی شامل تھا، جورہبائف کی دانش مندانہ اور معقول رہنمائی کی پیداوار تھے — جب جنگ شروع ہوئی تو یہ پرانا سرخ سوار پھر محاذ جنگ پر جا ڈٹا — ۱۹۴۴ء میں وہ سخت زخمی ہوا اور اسپتال میں بہت دن تک پڑے رہنے کے بعد پھر اپنے پرانے

عہدے پر واپس آیا — اس نے اس سے زیادہ ممتاز اسامیوں
پر جانے سے انکار کر دیا — بوڑھے سوار کے فولادی جسم
نے ان اثرات پر فتح پائی جو زخم کی وجہ سے نمایاں ہوئے
تھے — اور اب کم از کم دیکھنے میں تو وہ بالکل تندرست
معلوم ہوتا تھا بلکہ اپنی عمر سے کچھ کم ہی — اگر اس
کے گھونگھریالے بالوں میں جابجا سفیدی نہ جھلکتی
ہوتی اور آنکھوں کے نیچے جھریاں نظر نہ آتیں تو یہ
کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ آدمی چالیس سال سے
اوپر کی عمر کا ہے —

جورہبائف اس عہدے پر دس سال سے زیادہ رہ چکا
تھا اس لئے پورے ضلع سے اچھی طرح واقف تھا —

جورہبائف کی آواز نے طویل خاموشی توڑی اور
عالمجان کے خیالات کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا —

''اچھا، تو ساتھیو یہ بتاؤ کہ پانی کے لئے جدوجہد
کس طرح شروع کرنے کا ارادہ ہے؟ دیکھو، تم نے کیا
ہنگامہ کھڑا کر دیا ہے — تینوں پڑوسی کالخوزوں کے صدر
یہاں بکنٹ آئے ہیں اور تمہارے خلاف شکایت کی ہے —''

آئی‌قیز تو بہت پریشان ہو گئی — جورہبائف بڑے
سنجیدہ لہجے میں باتیں کر رہا تھا — اس کی سمجھ

میں یہ نہ آیا کہ ان لوگوں نے کس بات کی شکایت کی ہے — تینوں کالخوز — ''اکتوبر''، ''فتح''، اور ''یکم مئی'' — سب آلتین سائی کی دیہی سوویت میں تھے — اس نے ان کے صدروں سے صرف کل ہی تو باتیں کی تھیں اور بتایا تھا کہ اس کے کالخوز نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سوتے صاف کئے جائینگے اور ان تینوں نے بڑی گرم جوشی سے اس کی تجویز کی حمایت کی تھی —

عالم‌جان بھی گھبرا گیا —

''ہاں، انہوں نے شکایت کی ہے، شکایت'' جورہ‌بائف نے اپنی بات دھرائی اور سگریٹ کا ٹرا راکھدان میں بجھا کر مسکرایا — ''انہوں نے آکر مجھہ سے کہا کہ استالن کالخوز پہاڑی چشموں کے سارے کے سارے پانی کا تن تنہا مالک بننا چاھتا ہے اور صرف اپنے لئے بند بنا رہا ہے، صرف اپنے نجی استعمال کے لئے — ساتھیو، تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟''

اس پر مذاق تقریر سے آئی‌قیز کی جان میں جان آئی — اس کا دل پھر ذرا مضبوط ہوا — پہلے تو اس نے اپنا چمڑے کا تھیلا گھسیٹا تھا کہ یادداشت نکال کر جوابی تقریر کریگی — لیکن بعد کو اس نے خیال بدل دیا اور

جورہبائف کی طرف سادگی سے مخاطب ہوئی، ساتھہ ہی وہ کن انکھیوں سے کالخوزوں کے صدروں کو دیکھتی جا رہی تھی—

اس نے کہا ''''اکتوبر'، 'فتح'، اور 'یکم مئی' کالخوزوں کے لئے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے— استالن کالخوز تو کام میں پیش قدمی کر رہا ہے— لیکن کام شروع ہوتے ہی دوسرے کالخوزوں کو بھی کام میں شریک ہونا پڑیگا— ہمیں تو مدد کی بہت ضرورت ہوگی اور جب ہمیں پانی مل جائیگا... تو یقیناً ہم دوسروں کو بھی برابر کا حصےدار بنائینگے—''

''ہم تمہاری ہر امکانی مدد کرینگے''، ''اکتوبر'' کالخوز کے صدر عشمانوف نے فوراً آئی قیز کی پیش کش کا جواب دیا— ''ہم اپنے تمام ٹریکٹر اور مشینیں لےکر اپنی پوری طاقت سے آئینگے— بس تمہارے اشارے کی دیر ہے کہ ہماری ضرورت کہاں ہے—''

''ہم نے پہلے جو عارضی منصوبے اور تخمینے تیار کئے تھے وہ اب پرانے ہو چکے ہیں'' آئی قیز نے کہا— ''اس سلسلے میں کامریڈ سمیرنوف نے ہماری رہنمائی کی ہے اور ہم ان کے بہت شکرگزار ہیں— انہوں نے

گھاٹیوں اور چشموں کا اچھی طرح جائزہ لیا ہے اور نتائج اخذ کئے ہیں — اس لئے میرے خیال میں یہ بہتر ہوگا کہ کامریڈ سمیرنوف خود اپنے نتائج کے متعلق رپورٹ پیش کریں —''

سمیرنوف آہستہ سے اٹھ کھڑا ہوا — وہ لمبا، چھریرا اور سنہرے بالوں‌والا آدمی تھا — اس کی گہری نیلی آنکھوں میں چمک تھی اور چوڑی ٹھڈی پر مٹر کے دانے کے برابر ایک مسا تھا — جب وہ بولتا تھا تو یہ تل اوپر نیچے حرکت کرتا رہتا تھا — اس کا لباس معمولی تھا — لمبے بوٹوں کے اندر ٹھنسا ہوا ڈھیلا ڈھالا پتلون، پہاڑوں پر چڑھائی اور سواری دونوں کے لئے موزوں اور کھلے گلے کی قمیص — سمیرنوف کی عمر تو پچاس سال تھی لیکن وہ اتنا باعزم اور چست و چالاک تھا کہ اس سے کہیں کم کا معلوم ہوتا تھا — اس کی اوپر چڑھی ہوئی آستینوں سے بازو دکھائی دے رہے تھے — ان کی ہڈیاں نکلی ہوئی تھیں لیکن تھے وہ غیرمعمولی طور پر مضبوط —

اس نے اطمینان کے ساتھ اپنا پرانا دھرانا فوجی تھیلا کھولا اور کاغذوں کا پلندہ نکالا جو ایک ساتھ منسلک

تھے — اپنی عینک اتاری اور رومال سے اس کو صاف کیا —

اب اس نے خوشگوار لیکن ذرا بھرائی ہوئی آواز میں بولنا شروع کیا — ان لوگوں کی طرح جو کھلی جگہ میں کام کرتے ہیں اور چلا چلا کر ھدایتیں دیتے ہیں اس کی آواز بھاری پڑ گئی تھی — وہ اپنی ہر تقریر اس طرح شروع کرتا جیسے کوئی بات چیت کر رہا ہو جو بہت پہلے سے جاری ہو اور اس میں کچھ باتیں ایسی ہوں جن سے وہ اتفاق نہ رکھتا ہو —

سمیرنوف نے کہا ''میرے خیال میں ہمارے آلتین سائی کے کامریڈوں نے ان انکشافات کا تخمینہ بہت گھٹا کر لگایا ہے جو تعمیر کے دوران میں ان کو ہونگے — انہوں نے بہت خاکساری کے ساتھہ صرف ینغاق سائی اور اس کی گھاٹی میں قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا ہے — میری رائے ہے کہ اس پروجکٹ کو توسیع دینا اور بہتر بنانا چاہئے — ہمیں چاہئے کہ ہم ینغاق سائی اور اوزون سائی کو ملادیں — ساتھیو، آلتین سائی کا تمام پانی اپنے کالخوزوں کی زرخیز زمین کے لئے استعمال کرنا ہمارا کام ہے — یہ کام مشکل تو ضرور ہے لیکن ناممکن

نہیں ہے — پہلے تو ینغاق سائی کی وادی میں تمام سوتوں کی گہری کھدائی کی ضرورت ہے — جتنا ہی گہرا ہم کھودینگے اتنی ہی بڑی تعداد میں نئے سوتے اور زیادہ پانی ہم کو ملیگا — ہمارے تخمینے کے مطابق اس گئی گزری حالت میں ینغاق سائی کے سوتے ہم کو چار پانچ سو ہیکٹر زمین کی آبپاشی کے لئے پانی دے سکتے ہیں اور جب ان کو کافی گہرائی تک صاف کر لیا جائیگا اس وقت وہ دس گنا پانی دے سکینگے — اس طرح سے ہمارے پاس اسی سال کافی پانی ہو جائیگا — ہم نے سب سے بڑے سوتے کوک بولاق کے پانی کا حساب نہیں لگایا ہے حالانکہ بڈھوں کے بیان کے مطابق اس سوتے کا پانی پورے ینغاق‌سائی کے پانی سے دگنا ہوگا — لیکن اس سوتے کو بحال کرنے میں بڑی دشواریاں ہیں اور اس وقت میں اس بات پر زور نہیں دونگا کہ کوک بولاق کو صاف کرنے میں ہماری کوششیں بارآور ہونگی — بہر حال استالن کالخوز کو چاہئے کہ وہ اپنا سب سے مضبوط جتھہ کوک بولاق ہی پر متعین کرے —،،

''پارٹی بیورو نے مجھے مقرر کیا ہے کہ میں کوک بولاق کے جتھے کی نگرانی کروں،، عالم‌جان نے سمیرنوف

کی تقریر کے بیچ میں کہا — ”میں سب کی طرف سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ہم کوک بولاق کو بحال کرنے میں اپنی پوری طاقت صرف کرینگے —“

جورہ بائف کو معلوم تھا کہ عالم‌جان جھوٹے وعدے نہیں کرتا اور اس نے ہمت افزائی کی غرض سے اس کی بات پر سر ہلایا —

”کامریڈ سمیرنوف، مجھے یہ بتاؤ“ جورہ بائف نے پوچھا ”آخر تم آلتین سائی کا پانی وادی کو سیراب کرنے کے لئے کس طرح استعمال کروگے؟ اس میں اس کا لحاظ رکھنا پڑیگا کہ آلتین سائی گہری گھاٹی میں واقع ہے — میرے خیال میں اگر کچھ نہیں تو بیس میٹر گہرا تو ضرور ہے —“

”ٹھیک ہے — بیس میٹر سے کچھ زیادہ“ سمیرنوف نے کہا — ”بالکل ٹھیک ٹھیک تو گھاٹی کی سطح ترائی کے علاقے سے چوبیس میٹر نیچی ہے لیکن اس میں آلتین سائی کے کالخوزوں کے لئے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے —“ وہ آئی‌قیز اور عالم‌جان کی طرف مڑا — ”گھاٹی گہری لیکن تنگ ہے — اس کے علاوہ دریائے آلتین‌سائی میں پانی کافی ہے — دوسرے الفاظ میں ’جو کنواں

کھودیگا وہ پانی پیئیگا، — اس جگہ پر،، اس نے ایک نقشہ نکال کر جورہبائف کے سامنے رکھہ دیا ”ھمیں ایک بند بنا کر دریائے آلتین سائی کو گھاٹی میں روکنا ھوگا — یہاں گھاٹی بہت ڈھالو اور تنگ ھے اور بند کی وجہ سے یہاں جلد ھی پانی بھر جائیگا — یہاں ھمیں نہر کھودنا پڑیگی — بند کے سامنے کی گہرائی کو دیکھتے ھوئے ھمیں پانی اکیس یا زیادہ سے زیادہ بائیس میٹر اوپر لے جانا پڑیگا، اس سے زیادہ نہیں —،،

”لیکن بند، بند کے متعلق کیا کہتے ھو؟،، جورہبائف نے پوچھا — ”وہ بہت بڑی چیز ھوگی — پچیس میٹر بلند، یہاں لکھا ھے — کیا ھم یہ بند صرف اپنے ذرائع استعمال کرکے بنا سکینگے؟،،

سمیرنوف نے محسوس کیا کہ کالخوزوں کے لیڈر اس کو تیز نظروں سے دیکھہ رھے ھیں — اس نے جورہبائف سے مخاطب ھوکر جواب دیا:

”ھم پتھر کا بند بنائینگے — اس جگہ تو پتھر کی افراط ھے — ھمارے پاس ڈائنامائٹ اور آدمی بھی موجود ھیں — کالخوز کام کرنے والے مہیا کرینگے...،،

''ہم مہیا کرینگے،، صدروں نے اس کی بیک آواز تائید کی —

ضلع انتظامیه کمیٹی کے صدر سلطانوف نے اپنی ہتھے دار کرسی ہٹائی اور آکر سمیرنوف کے پیچھے کھڑا ہو گیا — وہ انجنیر کی پشت سے اس کے نوٹ دیکھه رہا تھا — سلطانوف متوسط عمر کا، موٹا بلکه ذرا بھاری آدمی تھا — وہ اپنی سج دھج کا بہت خیال رکھتا تھا — اس گرمی میں بھی وہ نک ٹائی اور کوٹ ڈٹے تھا —

''اس پر لاگت کیا آئیگی؟،، سمیرنوف کی تقریر ختم ہونے پر اس نے اکھڑپن سے پوچھا —

سمیرنوف اس سوال کے لئے بھی تیار تھا —

اس نے اپنی یادداشت دیکھے بغیر جواب دیا ''لاگت تو واقعی کافی آئیگی — میں نے یہاں سب حساب لگایا ہے — سوتوں کی کھدائی، بند اور نہر کی تعمیر میں مجموعی طور پر تقریباً پچیس یا تیس ہزار کام کے یونٹ صرف ہونگے — لیکن اس بات کا امکان ہے که کام کے دوران میں ہمارے اخراجات کافی بڑھه جائیں — ممکن ہے که اوپر کی سطح صاف کرنے کے بعد ہمیں سخت چٹانیں ملیں —،،

سلطانوف نے ہلکے سے سیٹی بجائی اور کالخوز کے صدروں کی طرف اس انداز میں دیکھا کہ وہ بھی کچھہ کہینگے لیکن وہ اعداد و شمار سے ذرا بھی خوف زدہ نہیں نظر آئے — انہوں نے سر ہلا کر اور میز پر مکے مار کر اسکیم سے اتفاق کیا —

جورہبائف جلدی جلدی کچھہ لکھہ رہا تھا —

''کیا تم ہاتھوں سے کھودنے کا منصوبہ بنا رہے ہو؟'' اس نے آئیقیز کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا —

''ہاں، کامریڈ جورہبائف —''

جورہبائف نے منہ بنایا — عمرزاق آتا نے یہ دیکھہ کر کچھہ کہنے کی اجازت چاہی — اپنا داہنا ہاتھہ دل پر رکھے ہوئے اٹھا اور جورہبائف سے دھیمی آواز میں کہنے لگا:

''ہمارے کالخوز کے لوگوں نے طے کر لیا ہے کہ وہ پانی حاصل کرکے رہینگے — یہ ہم لوگوں کا اٹل فیصلہ ہے — بیٹے، میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مہربانی کرکے ہمارے تخمینے پھر دیکھہ لو اور جانچ لو کہ جس طرح ہم لوگ کام کرنے والے ہیں وہ ٹھیک ہے یا نہیں — جہاں تک ہمارے جوش خروش کا سوال

ھے اس کے متعلق مت پریشان ھو— ایک مرتبہ اگر عوام کسی بات کو پورا کرنے کا فیصلہ کر لیتے ھیں تو پھر پیچھے نہیں ھٹتے — اگر ھمیں مشینیں نہ ملینگی تو ھم سب کام ھاتھوں سے ھی کرینگے — عوام کے پاس ھاتھوں کی کمی نہیں ھے اور ان کے ھاتھہ طاقتور بھی ھیں — بیٹے، ھمیں مشورہ دو کہ یہ تعمیر بہتر طریقے سے کیسے کریں اور ھمیں کام شروع کرنے کی اجازت دو —"

"بابا، میں تو تمہاری رائے پوچھنے ھی والا تھا — یہ کام بہت اھم ھے — ھمیں مشورہ دو کہ ھم اس کو کس طرح کریں —"

"بیٹے، تم کیا کہہ رھے ھو— ایک بڈھا، جاھل بھلا تمہیں کیا مشورہ دے سکتا ھے — یہ بتانا تو پڑھے لکھے انجنیروں کا کام ھے کہ تعمیر کیسے کی جائے — مثلاً یہاں کامریڈ سمیرنوف بیٹھے ھیں..."

"ھم ھمیشہ اپنے انجنیروں کے مشورے سے کام کرتے ھیں" جورہبائف نے مسکراتے ھوئے کہا — "لیکن ان کے مشورے کی قدر ھماری نگاھوں میں چاھے جتنی ھو ھم تمہارے ایسے لوگوں کی باتوں کو بھی بڑی

اھمیت دیتے ھیں جن کو زندگی اور کام دونوں کا بڑا تجربہ ھے — ھم کمیونسٹوں کا یہ قاعدہ ھے کہ ھر چھوٹے بڑے معاملے میں عوام سے مشورہ کرتے ھیں اور اس معاملے میں بھی یہی ھوگا — ینغاق سائی کی گھاٹی گہری ھے — اس میں سے بہت سی مٹی نکالی جائیگی — ھم اس کو نیچے سے دریا کے ڈھالو کنارے تک کس طرح لے جائینگے؟،،

،،ارے بیٹے، ھم اپنی پیٹھوں پر لادکر لیجائینگے — یہ کوئی پہلی مرتبہ تھوڑے ھی ھو رھا ھے — یاد کرو نہر فرغانہ کیسے بنی تھی؟ ارے، ھم مٹی اپنی پیٹھوں پر لادکر اوپر لے جائینگے —،،

،،اس کے لئے ھم گاڑیاں اور گھوڑے استعمال کرینگے،، عالم‌جان نے کہا —

،،اور اس میں تم کو دو تین مہینے سے کم نہیں لگینگے — اس دوران میں بوائی کے لئے بہت دیر ھو جائیگی — یاد ھے تم آبپاشی والے نئے کھیتوں میں کپاس بونے کا کام شروع کرنے والے ھو —،،

،،کا..ریڈ جورہ‌بائف،، سمیرنوف نے بیچ میں کہا ،،میں نے اپنا تخمینہ اس حساب سے لگایا ھے کہ بند کی

تعمیر، سوتوں اور نہر کی کھدائی تیس دن میں ختم ہو جائیگی لیکن اس کے لئے کچھه کام مشینوں سے کرنا ہوگا—،،

''تمہارا مطالبہ معقول ہے،، جورہبائف نے اس کی بات سے اتفاق کیا— ''مشینیں ضروری ہیں— ان کے بغیر وقت سے کام پورا ہونا ممکن نہیں ہے—،،

سلطانوف آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا—

''ہم ضلع بھر کی تمام مشینیں تم کو دے دینگے،، اس نے کہا—

''اگر ہمارے پاس صرف ایک ایکسکیویٹر ہوتا، بس ایک کافی تھا،، عالم جان نے اپنی تمنا کا اظہار کیا—

اس پر جورہبائف نے زوروں کا قہقہہ لگایا—

''ارے، تم لوگ بھی خوب ہو— ایک منٹ پہلے تو تم پہاڑ کے پہاڑ اپنی پیٹھه پر لاد کر لے جانے کے لئے تیار تھے اور اب ایکسکیویٹر چاہئے، کوئی اور چیز بھی نہیں!،،

''ہمیں صرف بند کی تہہ کھودنے اور نہر بنانے کے لئے ایکسکیویٹر کی ضرورت ہوگی،، سمیرنوف نے کہا— ''لیکن سوتوں کی صفائی ہم ہاتھوں سے کر سکتے ہیں

بشرطیکه ہمارے پاس بلٹ کنویئر ہوں — کم سے کم چار کی ضرورت ہوگی اور ان میں ایک تو کافی طاقت ور ہونا چاہئے — ہم اس کو کوک بولاق میں استعمال کرینگے —،،

''اچھا تو تمہیں چار ملینگے،، جورہبائف نے وعدہ کیا — ''کامریڈ سمیرنوف، یہ تم نے اچھا کیا کہ اپنا تخمینہ ساتھہ لائے — آج شام کو ہم یہ سوال ضلع پارٹی کمیٹی کے جلسے میں بحث کے لئے رکھینگے اور ایک تجویز منظور کرینگے جس کے مطابق پارٹی کی ہر مقامی شاخ کے لئے تمہاری مدد کرنا لازمی ہو جائیگا — میرے خیال میں ہمیں سوتے صاف کرنے اور نہر کھودنے کے لئے اپنے تمام ذرائع استعمال کرنا چاہئے — یہ کام کی ابتدا ہوگی — پھر دس دن کے بعد ہم بند کی تعمیر شروع کر دینگے — کھیت پیاسے ہیں — بند تیس یا زیادہ سے زیادہ چالیس دن کے اندر پورا ہونا چاہئے — اس کے لئے ہم تم کو تین ایکسکیویٹر دینگے — دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا تم نے یہ منصوبہ بنا لیا ہے کہ سب سے پہلے کون سے کھیت سینچے جائینگے؟،،

''هاں،، آئی‌قیز نے جلدی سے جواب دیا ''اور ہم لوگوں نے ان کی صفائی بھی شروع کر دی ہے—،،

جورہ‌بائف کھڑا ہوگیا اور اس کے ساتھہ جلسے کے دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے—

''میرے پیارے دوستو،، جورہ بائف نے جذبات بھرے لہجے میں کہا ''تم سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارے پہاڑی دامن کے بہت سے کالخوز پانی نہ ہونے کی وجہ سے نہ تو کپاس کی کاشت کر سکتے ہیں اور نہ ان کی معیشت ترقی کر سکتی ہے— لیکن ان کالخوزوں کے علاوہ پہاڑوں پر ایسے سیکڑوں گاؤں ہیں جہاں قابل کاشت زمین بالکل نہیں ہے— ان کو ہماری مدد کی ضرورت ہے— ضلع کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے ہم ان کی یہی مدد کر سکتے ہیں کہ ان سے پہاڑ چھوڑکر وادی میں آباد ہوجانے کے لئے کہیں— تم ہزاروں ہیکٹر زمین کے لئے پانی فراہم کرکے ان تمام لوگوں کو خوش حال بنا دوگے— پہاڑوں کے دامن میں پانی لانے کی جنگ تم سب سے پہلے شروع کر رہے ہو— تمہاری قابل قدر پیش قدمی اس عظیم جنگ کا جز بن جائیگی جو سوویت عوام بادسموم اور خشک سالی

کے خلاف کر رهے هیں — همیشه جری، مستقل مزاج،
انتهک اور جفاکش رهنا — فتح تمهارے قدم چومیگی
اور تمهاری فتح دوسروں کے لئے شمع هدایت کا کام دیگی —
وه خود دیکهه لینگے که صرف سخت محنت اور آگے
بڑهه کر کام کرنے کی همت هی کهیتوں کو سیراب کر
سکتی هے — ساتهیو، مجهے تمهاری کامیابی سے بڑی
خوشی هوگی!،،

۸

جس دن کام شروع هونےوالا تها اس سے پہلے رات
کو آئیقیز دیہی سوویت میں بہت دیر تک رهی —
اس کے لئے مستقبل کے امکانات بہت سنسنی خیز
تهے — جو کچهه وه کرنےوالی تهی اس کے مقابلے میں
اب تک کی تمام معلومات اور کارنامے هیچ تهے — اس
نے مجموعی طور پر پورے پروجکٹ کا تصور کرنا چاها
لیکن اس کے ذهن میں مختلف کام الگ الگ آتے اور وه
پوری تصویر مکمل نه کر پاتی — کبهی کبهی تو اسے
ڈر لگتا که جو کام اس کے ذمے هے اس کو پورا کرنے
کی صلاحیت اس میں نہیں هے —

سمیرنوف پروجکٹ کا ڈائرکٹر مقرر ہوا — آئی‌قیز اس کی مددگار اور بند بنانے والے شعبے کی بڑی نگراں قرار پائی — دیہی سوویت کے تمام کالخوزوں نے کام کرنے والوں کے جتھے تیار کئے — ٹیم لیڈروں نے ان مقامات کا اچھی طرح جائزہ لیا جہاں انہیں کام کرنا تھا — جن تین بلٹ کنویئروں کا وعدہ جورہ‌بائف نے کیا تھا وہ آ گئے تھے — چوتھا، سب سے طاقتور دو تین دن میں آنے‌والا تھا — ان کو ایکسکیویٹر بھی جلد ہی ملنے والے تھے —

آئی‌قیز گھبرائی ہوئی تھی — کل صبح آٹھہ بجے کسانوں کی ایک فوج پہاڑوں پر جا رہی تھی تاکہ وہ حیات بخش پانی کے سوتوں کو کھودکر اپنے خشک کھیتوں تک پانی لاسکیں — کل آئی‌قیز اور آلتین سائی کے دوسرے کمیونسٹوں کی بالغ نظری اور رہنمائی کی صلاحیت کا امتحان تھا، پانی کی جنگ کے لئے انہیں عوام کو تیار کرنا تھا —

کیا وہ امتحان میں سرخرو ہونگے؟

آدھی رات گئے آئی‌قیز دفتر سے گئی — رات ایسی اندھیری اور سنسان تھی کہ آئی‌قیز اپنے دل کی دھڑکن بھی سن سکتی تھی —

گھر پہنچ کر اس نے پھاٹک بند کیا اور چپکے سے اپنے کمرے میں چلی گئی تاکہ باپ کی نیند میں خلل نہ پڑے اور لیٹتے ہی تھکن سے چور بےخبر سو گئی —

ابھی کھڑکیوں پر دھندلی روشنی کھیل رہی تھی کہ آئی‌قیز کی آنکھہ کھل گئی — آئینے کے سامنے کھڑے ہوکر اس نے صبح کے ہلکے اجالے میں اپنے بال گوندھے اور جلدی جلدی کپڑے پہنے —

باہر صحن میں عمرزاق آتا سنسناتے ہوئے سماور کے چاروں طرف بھاگ دوڑ کر رہا تھا —

''صبح بخیر، ابا،، آئی‌قیز نے زور سے کہا —

''صبح بخیر، میری جان، صبح بخیر، بیٹی،، عمرزاق آتا نے شفقت سے جواب دیا — ''تم بالکل تیار ہو گئیں، میری پیاری بیٹی؟ بائی‌چبار بہت بےچین ہے وہ تو گھاس بھی نہیں کھا رہا ہے — اچھا، منہ ہاتھہ دھو ڈالو اور آؤ ناشتہ کر لیں — لوگ چوک پر صبح سویرے سے جمع ہو رہے ہیں —،،

آئی‌قیز نے دوڑکر شکر کی ایک ڈلی بائی‌چبار کو دی اور باپ بیٹی میز کے گرد ناشتہ کرنے بیٹھہ گئے جس پر پرانا میزپوش پڑا تھا —

سڑک سے لوگوں کے ہجوم، موٹروں کے بھونپوؤں، اونٹوں کے بلبلانے اور گدھوں کے رینکنے کا ملاجلا شور سنائی دے رہا تھا — چوک پر کسانوں کی ایک فوج جمع ہو رہی تھی جو پہاڑوں پر دھاوا بولنے کے لئے تیار تھی —

آلتین سائی کی دیہی سوویت کے تمام کالخوزوں سے لوگ لاریوں اور گاڑیوں میں بھرے موج درموج دیہی سوویت کی طرف چلے آرہے تھے اور بڑی چہل پہل تھی — دیہی سوویت کی عمارت کے سامنے آدمیوں کا یہ سیلاب ایک لہراتے ہوئے سمندر کی صورت اختیار کر رہا تھا — گاڑیاں اور لاریاں لال جھنڈیوں اور نئی نویلی بہار کے پھولوں سے سجی ہوئی تھیں — ہر آنے والے دستے کے آگے لاری پر اس کے کالخوز کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور بینڈباجہ بھی ساتھہ تھا — باجے خوب زوروں میں بج رہے تھے اور ساری فضا ان کی بھانت بھانت کی سریلی اور پرمسرت موسیقی سے گونج رہی تھی —

دیہی سوویت کی چھت پر سوویت یونین کا جھنڈا اونچا لہرا رہا تھا جیسے کوئی سرکاری تہوار ہو — لوگ اس کو کئی کلومیٹر دور سے دیکھتے تھے اور بڑی خوشی سے یہ خبر دوسروں کو بتاتے تھے کہ آج

آلتین سائی کے کسان پانی کے لئے اپنی جنگ شروع کر رہے ہیں —

جب آئی‌قیز گھوڑے پر سوار دیہی سوویت پہنچی تو نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ناچ رہے تھے — مختلف کالخوزوں کے بہترین ناچنے والے ایک حلقے میں آکر اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے تھے — وہ ایک دوسرے پر سبقت لےجانے اور تماشائیوں سے زیادہ سے زیادہ تعریف حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے —

آئی‌قیز بائی‌چبار کو کھمبے سے باندھ کر دوڑتی ہوئی برآمدے کے زینوں پر چڑھی — عالم‌جان جوش میں بھرا، مسکراتا ہوا پھاٹک تک آیا —

''ہیلو، آئی‌قیز،، اس نے زور سے پر مسرت آواز میں کہا — ''دیکھو تو کیا ہو رہا ہے اور ابھی سات بھی نہیں بجے ہیں — ہمارے پرانے خیال کے قادروف کو بھی اپنی رائے بدلنی پڑی — شائد اس کے ضمیر نے اس کو راستہ دکھایا — اس نے میرے جتھے کو تین اور آدمی دے دئے ہیں — کہتا ہے کہ وہ یہاں کا سب انتظام خود کر لیگا —،،

وہ عالم‌جان کو اسی شان سے دیکھنا پسند کرتی تھی —— ثابت قدم اور چاق چوبند —

"کیا کوک‌بولاق ہمارے حصے میں آئیگا؟"

اس نے یہ بات اس قدر آہستہ سے کہی کہ صرف عالم‌جان کا محبت بھرا دل ہی اس کو سن سکا —

"اگر ضرورت پڑی تو ہم پورے کوک‌تاغ کو کھودکر برابر کر دینگے لیکن ہم کوک‌بولاق تک پہنچینگے ضرور" عالم‌جان نے بھی اسی طرح آہستہ سے جواب دیا —

وہ کندھے سے کندھا ملائے دیہی سوویت میں داخل ہوئے — ہال کھچاکھچ بھرا تھا —

دیہی سوویت کا سکریٹری جو ایک پستہ قد، کم گو جوان تھا، میز کے پاس بیٹھا آنےوالے لوگوں کے نام پر نشان لگاتا جا رہا تھا —

"کیا سب لوگ آ گئے؟" آئی‌قیز نے اس سے پوچھا —

"ابھی تک ۱۱۷۲ آدمی آئے ہیں — 'یکم مئی' کالخوز کے لوگ ابھی نہیں آئے ہیں" سکریٹری نے جواب دیا —

"اے جوان، اتنا جھوٹ تو نہ بولو" ایک ناراض آواز نے آئےقیز کے پیچھے سے کہا —

''یکم مئی،، کالخوز کا صدر میز تک آگیا —

''اچھا، لکھو: 'یکم مئی، کالخوز ۳۷۶ آدمی لے کر آگیا ہے — ہمارے کالخوز نے اپنے بہترین آدمی بھیجے ہیں —،،

آئی‌قیز مسکرائی اور اپنے دفتر کی طرف چلی — یہاں بھی خوب مجمع تھا — سمیرنوف اور عالم‌جان آئی‌قیز کی میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور کالخوز کے صدر اور جتھوں کے لیڈر ادھر ادھر کھڑے محنت کے سوشلسٹ مقابلے کے شرائط آپس میں طے کر رہے تھے —

جب آئی‌قیز اندر پہنچی تو سمیرنوف نے کھڑے ہو کر اس سے باقاعدہ سرکاری انداز میں صاحب سلامت کی —

سمیرنوف نے بتایا ''تین بلٹ کنویئر جائے تعمیر کے لئے روانہ ہو چکے ہیں اور چوتھا جو کوک‌بولاق کے لئے ہے آج شام کو آجائیگا یا زیادہ سے رات کو —،،

''اس کا یہ مطلب ہوا کہ آج کے دن عالم‌جان کے جتھے کو پتھر اپنی پیٹھ پر لاد کر لے جانا ہونگے کیونکہ گاڑیاں تو وہاں پہنچ نہیں سکتیں —،،

''کوئی پروا نہیں،، عالم جان نے جواب دیا ''کنویئر کے آنے سے پہلے اگر ایک دن ہم نے پتھر ڈھوئے بھی تو ہماری پیٹھیں کچھ ٹوٹ تو جائینگی نہیں —،،

عالم‌جان کے جتھے اور ''یکم مئی،، کالخوز کے ایک جتھے کے درمیان کام میں مقابلے کی ٹھن گئی اور شرائط طے ھو گئے —

سب لوگ سڑک پر آ گئے — آئی‌قیز، سمیرنوف، عالم‌جان اور کالخوزوں کے چیرمینوں نے اپنے اپنے جتھوں کی کمان سنبھالی — ریشمی جھنڈے ھوا میں ھلکے ھلکے مچل رھے تھے — ان کے پیچھے باجے‌والے قطار میں کھڑے تھے — اب جھنڈے لہرانے لگے، نقارے پر چوٹ پڑی، قرنائیں پھونکی گئیں اور ایک زوردار نعرے ''ھرا،، کے ساتھہ ڈیڑھہ ھزار کی یہ فوج کوک تاغ پہاڑ پر دھاوا بولنے کے لئے آگے بڑھی —

۹

دوپہر تک استالن کالخوز کے بوڑھوں نے کوک تاغ پہاڑ کے بالکل دامن میں ایک ڈھالو پہاڑی پر بڑا سا خیمہ لگا دیا — پھر اس میں بجلی بھی لگا دی گئی کیونکہ یہ تعمیری پروجکٹ کے عملے کا صدر دفتر تھا —

پورے دن گھوڑے پر سوار ادھر ادھر دوڑتے رہنے کے بعد جب آئی‌قیز یہاں پہنچی تو سورج غروب ہو رہا تھا — کام کا پہلا دن تھا اور وہ نگراں تھی — اس کو اپنے تمام شبہات اور فکروں سے چھٹکارا مل گیا تھا اور وہ ایسا محسوس کر رہی تھی جیسے کسی گھٹے ہوئے کمرے کو چھوڑکر کھلی ہوا میں آگئی ہے — کام شروع ہو گیا تھا — ہزاروں ٹن مٹی گھاٹیوں کی تہہ سے کھودکر کناروں پر لگا دی گئی تھی — آج صرف پہلا دن تھا اس لئے ابھی کام ڈھنگ پر نہیں لگا تھا — بیچ بیچ میں کچھہ گڑبڑ ہو جاتی تھی لیکن کل سے کام لگاتار اور ٹھکانے سے ہونے لگیگا — سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ کام شروع ہوگیا تھا —

آئی‌قیز پہاڑی کی چوٹی تک پہنچی، گھوڑے سے کودی اور بائی‌چبار کو گھاس چرنے کے لئے چھوڑ دیا —

عملے کے صدر دفتر کے لئے بڑی اچھی جگہ کا انتخاب کیا گیا تھا — یہاں سے ینغاق سائی اور اوزون سائی دونوں وادیوں کا پورا منظر اچھی طرح دکھائی دیتا تھا — یہ وادیاں تو اب پہچانی نہیں جاتی تھیں — آدمیوں کی رنگ برنگی قمیصوں نے ان کو بیل بوٹوں

سے بھر دیا تھا — ان کے فولادی پھاؤڑے دھوپ میں
چمک رہے تھے — جو لڑکیاں ڈولیوں میں مٹی لے جا
رہی تھیں انھوں نے ایک گیت شروع کر دیا — ان کا
گیت لہراتا ہوا اس پہاڑی سے ٹکراتا جہاں آئی قیز
کھڑی تھی — وہ گا رہی تھیں :

اب میں چپ نہیں رہ سکتی ہوں، من کہے : تم بھی گاؤ،
دھوم مچاؤ، گیتو، ہاں آکاش پہ دھوم مچاؤ —
راہیں جتنی سکھ کی تھیں، سب کھل گئیں اپنے آگے
ہوا سویرا سوویت کا اور بھاگ ہمارے جاگے —

آنکھ مچولی کھیلیں میدانوں کی بسنتی ہوائیں
دامن جھٹکیں سکھیوں کے اور آنچل سر سے اڑائیں
ریشم کے یہ آنچل سرسر لہرائیں دن سارے
دن کو چمکیں آنکھیں کالی، رات کو چمکیں تارے —

سونے کا صندوق کھلا تو عیش بڑا ہاتھ آیا
جھولی بھرلی راحت کی بادامی باغ کھلایا —
کیسا پردہ، کس کا برقعہ، میں ان سے بھرپائی
دیکھنا میرے آنگن میں کیا شوخ کرن اٹھلائی —

جیسے بسنت میں بغیا پھولے، جیسے باغ میں ساون
ایسے ہمارا سکھ ہے جس کو چھیڑ نہ پائے دشمن
اس میں ہم پروان چڑھے ہیں، وہ جیون کا سہارا
سوویت کی یہ دین ہے، سوویت ہم کو جان سے پیارا —

اب اس گیت میں ایک مرد کی بھاری اور کھرج دار آواز بھی شامل ہو گئی —

آئی‌قیز نے اپنی آنکھیں بند کر لیں — گیت نے اس کے اندر اعتماد و مسرت کی لہر دوڑا دی — پھر دوسروں نے بھی اس گیت کے بول اٹھائے اور جلد ہی نیچے گھاٹی کی تہہ سے لے کر شام کے دھندلے آسمان تک اس کے سر گونج گئے —

لیکن صرف گیت ہی نہیں گونج رہا تھا — دھات کی جھنکار، کنویئروں کی گھڑگھڑاہٹ، آدمیوں کی چیخ پکار اور بڑے بڑے ہتھوڑوں کی چوٹ سے پتھروں کے ٹوٹنے کی آوازیں بھی گیت سے ہم آہنگ ہو گئی تھیں —

انسان کے پختہ عزم نے صدیوں پرانے خواب کو حقیقت بنا دیا تھا — پانی جلد ہی آنے والا تھا —

پانی، پانی... آئی‌قیز کو صاف دکھائی دینے لگا
کہ پانی کا سوتا پھوٹ کر دھارے کی شکل میں گرجتا
ہوا گھاٹی کے باہر بہہ نکلا ہے اور آلتین سائی کے
کھیتوں کو سیراب کر رہا ہے — اس کو ایسا محسوس
ہوا جیسے وہ سیراب اور تازہ فضا میں سانس لے رہی ہے —
صاف کی ہوئی تہہ پر پانی کا نیلا چشمہ بڑی مسرت و آزادی
کے ساتھہ بہہ رہا تھا لیکن اچانک اونچی اونچی
چٹانوں نے اس کا راستہ روک لیا — پانی تیزی سے ان
سے ٹکرایا — اس سے جھاگ اٹھہ رہا تھا — ایک بڑا
سا فوارہ اوپر گیا اور پانی کی دھارا غصے سے دھاڑی —
وہ چٹانوں کے چاروں طرف کہیں سے اپنا راستہ نکالنا
چاہتی تھی —

اب آئی‌قیز کے سامنے پہاڑی دامن کی تصویر آگئی —
پہلی مرتبہ کھیت جوتے گئے تھے اور کپاس کے لاکھوں
پودے قطار در قطار لگے تھے — پھر ان بڑے بڑے باڑوں
کی تصویر سامنے آئی جہاں روئی کے اونچے اونچے ڈھیر،
برف کے سفید پہاڑوں کی طرح، دکھائی دے رہے تھے —

ایک تیز آواز آئی، بڑے ہتھوڑے سے پتھر ٹوٹنے
کی آواز — لڑکی کا خواب ٹوٹ گیا — وہ پھر اس دنیا

میں واپس آگئی — شام ہو چکی تھی، کیسی تیزی سے اچانک آ گئی تھی! پہاڑیوں پر تو اب بھی کچھ کچھ دھوپ تھی لیکن اندھیری اور تنگ گھاٹیوں میں گہرے بنفشئی سائے پھیل چکے تھے — رفتہ رفتہ پھاؤڑوں کی ضربوں اور مشینوں کی فولادی آوازیں ختم ہوتی گئیں — وادی میں سیکڑوں الاؤ جل اٹھے اور دھوئیں کی تیز بو فضا میں پھیل گئی —

سناٹے میں آدمیوں کی آوازیں زیادہ صاف اور زوردار ہو گئیں —

اب آئی‌قیز قدموں کی آواز یا راستے پر کسی پتھر کے لڑھکنے کی آواز سن سکتی تھی — سمیرنوف اور عالم جان آھستہ آھستہ پہاڑی پر آ رہے تھے —

ان کو دیکھہ کر ایک نظر میں آئی‌قیز سمجھہ گئی کہ ان پر تھکن اور نااسیدی کا غلبہ ہے — اس نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا —

دوسرے جتھوں کے لیڈر بھی اب آنے والے ہی تھے —

جب سب لوگ آگئے تو دن بھر کے کام کا جائزہ لینے کے لئے جلسہ شروع ہوا — میز پر لیمپ کی دھیمی

دھیمی روشنی پڑ رہی تھی اور باقی جگہ اندھیرے میں کھوئی ہوئی تھی —

سمیرنوف نے سب سے پہلے تقریر شروع کی:

''آج کے کام کا منصوبہ گڑبڑ ہو گیا — کیا بات تھی؟ ہم نے کیوں گڑبڑ کی؟ میں تمہیں بتاؤنگا — بہت سے لوگ ضمنی کام کرنے میں لگے رہے — جتھوں کے لیڈروں کو چاہئے کہ وہ آج کے افسوس ناک تجربے پر غور کریں اور حالات کو آئندہ ٹھیک کریں — کل سے سب لوگ کھدائی اور صفائی کا کام کرینگے — یہ تو ایک بات طے ہوئی — دوسری بات یہ ہے کہ ابھی ہمارے کام میں تسلسل نہیں پیدا ہوا ہے — کنویئروں پر مٹی پوری طرح نہیں لادی جاتی — ہمیں چاہئے کہ کل اس خامی کو جلد از جلد دور کریں — آج عالم جان کے جتھے نے سب سے کم کام کیا — اول تو اس کے پاس بلٹ کنویئر نہیں تھا — کنارا بہت ڈھلوان تھا، اس لئے ان کی زیادہ تر طاقت اور وقت مٹی اوپر پہنچانے میں لگا — دوسرے یہ حصہ بہت سخت بھی تھا — یہاں چٹان کے سوائے کچھ اور تھا ہی نہیں — اس کو ہمیں اڑانا پڑیگا — اڑانے والے آدمی

آگئے ہیں — وہ اس کو صبح سویرے اڑا دینگے — صبح کو ایک طاقتور بلٹ کنویئر ہمیں مل جائیگا — اس لئے اب عالمجان اور ان کے جتھے کو چاہئے کہ کل مقررہ کام پورا کر دکھائیں —،،

سمیرنوف کل کے کام کی تفصیلات بتا کر بیٹھہ گیا —

اس کے بعد جتھوں کے لیڈر بولے — انہوں نے اپنی غلطیوں پر کڑی نکتہ چینی کی اور دوسرے جتھوں کو بھی صحیح طریقے بتائے — ان کے ولولے اور جوش سے اندھیرا خیمہ جگمگا اٹھا — ان کی باتیں سن کر سمیرنوف کو کوئی شک نہیں رہ گیا کہ ان آدمیوں کو اپنی طاقت اور بالاخر کامیابی پر اٹل بھروسہ ہے —

صرف عالمجان الگ تھلگ اور خاموش بیٹھا رہا اور جب ذرا دیر کے لئے غل شور نہیں رہا تو آئی قیز نے محسوس کیا جیسے وہ اس کی سرد آہیں سن رہی ہے —

جلسہ ختم ہونے کے بعد اس نے مہر خاموشی توڑی —

اس نے کہا ''آج کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرا جتھہ سب سے پھسڈی رہا — بلٹ کنویئر نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بڑی دشواری ہوئی — یہ تھی وجہ — لیکن یہ کوئی زیادہ خراب بات نہ تھی — سب سے برا

تو یہ ہے کہ ہمیں چٹانوں کو اڑانا ہے کیونکہ ان میں سے بعض تو بڑے بڑے مکانوں کے برابر ہیں — ان کو نہ تو کوئی لاری گھسیٹ سکتی ہے نہ کنویئر — لیکن کل ہم چٹانوں کو اڑا کر آج کا قرض چکا دینگے —''

آئی‌قیز نے دیکھا کہ عالم‌جان اس دن کی ناکامی سے پریشان اور ناامید تھا — وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح جلسہ ختم ہو تو وہ اپنے محبوب کی ہمت افزائی کے لئے اس سے کچھ کہے — اس نے جتھوں کے لیڈروں کو باہر جاتے دیکھا لیکن عالم‌جان نہیں تھا — غالباً وہ پہلے ہی چپکے سے کھسک گیا — وہ جلدی سے خیمے کے باہر نکلی — اس کو بالکل یقین تھا کہ وہ پہاڑی کے اوپر اس کا انتظار کر رہا ہوگا — لیکن عالم‌جان وہاں بھی نہ تھا — وہ اس قدر رنجیدہ اور ناامید ہوئی کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے — ذرا دیر تک وہ پہاڑی پر کھڑی ہوئی الاؤ دیکھتی رہی جو وادی میں روشن تھے اور رفتہ رفتہ بجھتے جا رہے تھے —

رات دنیا کو اپنے آغوش میں لے رہی تھی —

اچانک نیچے اندھیرے میں اس نے سمیرنوف کو چلاتے ہوئے سنا :

"عالمجان، ایک منٹ رکو، منچلے جوان — میرا انتظار کرو — وہ لوگ اس وقت اسے نہیں اڑائینگے — کل صبح اڑائینگے —"

آئی‌قیز نے عالمجان کا جواب نہیں سنا —

اس کو افسوس تھا کہ عالمجان نے اتنا بھی انتظار نہیں کیا کہ اس سے بات ہو جاتی — وہ ناراض تھی — لیکن اس بات سے خوش بھی تھی کہ عالمجان کو ہمدردی کی ضرورت نہیں تھی — وہ پہلے کی طرح اب بھی پر اعتماد اور پر عزم تھا —

۱۰

دھوپ گرمیوں کی طرح تیز تھی — گرمی نے زمین کی ساری نمی چوس لی تھی لیکن میدان کی سبز گھاس ابھی نہیں جھلسی تھی —

عالمجان کا جتھہ ینغاق سائی کی تنگ گھاٹی میں بہت نیچے کام کر رہا تھا، اس لئے اس کا واسطہ گرمی سے نہیں پڑتا تھا — پہاڑ کی چوٹیوں سے تازہ ہوا آتی رہتی اور ان کے ننگے بازوؤں اور کھلی پیٹھوں کو ٹھنڈک پہنچاتی —

بلٹ کنویئر کا پٹری‌دار پٹہ برابر کھڑکھڑاتا اور
گرجتا رہتا — دھوپ سے سنولائے ہوئے، نیم عریاں آدمی
بیلچوں میں مٹی اور کنکر پتھر بھر بھر کر جلدی
جلدی کنویئر پر پھینکتے رہتے — اس رفتار سے کام کرنے
کے لئے پوری طاقت کی ضرورت تھی — اب کام کرنے والوں
کی پیٹھوں پر پہاڑ کی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نہیں
محسوس ہو رہے تھے — سورج کی روشنی چکاچوند پیدا
کر رہی تھی اور اس کی تیز کرنیں پہاڑی ہوا کے دل
میں اتر گئی تھیں — سورج اس طرح لگاتار چمک رہا
تھا جیسے اس کی شدت کبھی نہ کم ہوگی — دھوپ
میں اداس بھوری چٹانیں بالکل سفید چمک رہی تھیں
جیسے چکاچوند پیدا کرنے والا فولاد کسی زبردست بھٹی
میں ابل رہا ہو — آدمیوں کی ننگی پیٹھیں چکنی اور
سیاہ ہو گئی تھیں — ۔

سترہ دن ہوئے صبح سے شام تک عالم‌جان کا جتھہ
یہاں جان توڑ کر کام کر رہا تھا لیکن اس مشہور سوتے
نے ان کو ابھی تک ایک قطرہ پانی نہیں دیا تھا —
اور نہ اس کا دھانہ ہی ملا تھا — انہوں نے تین مرتبہ
چٹانوں کو اڑایا — دھماکوں سے پوری وادی گونج

گئی — بڑی بڑی چٹانیں اڑ گئیں اور سوتے کے لئے راستہ صاف ہو گیا —

لیکن سوتا نظر نہ آیا —

جب لوگوں نے دھماکوں سے اڑائے ہوئے منتشر پتھر گھاٹی کی تہہ سے صاف کئے تو ان کو چھوٹے چھوٹے گول پتھروں کی ایک تہہ ملی — اب پانی ملنے کی ہر لمحہ توقع تھی — لیکن یکے بعد دیگرے دن گزرتے گئے اور سوتا زمین کی گہرائیوں میں چھپا رہا — کنویئر نے نہ جانے کتنے ٹن خشک، بھورے گول پتھر ڈھو ڈالے —

ریت اور پتھر کے ٹکڑوں سے کئی میٹر اونچی ڈھلوان پہاڑی بن گئی تھی جس سے گھاٹی کی پتھریلی دیوار چھپ گئی — اس دیوار میں کہیں وہ دہانہ تھا جہاں سے کوک بولاق نامی زبردست سوتا پھوٹتا تھا — عالم جان اور اس کے جتھے کا کام یہ تھا کہ وہ یہ دہانہ معلوم کرے، اس کو صاف کرکے اس سے پانی نکالے —

اب ہر چیز کا دارومدار دہانے کی دریافت پر تھا — بڈھے سے بڈھے شکاری بھی، جنھوں نے اپنی ساری عمر ان پہاڑوں میں شکار کھیلتے گزار دی تھی، یہ ٹھیک

ٹھیک نہیں بتا سکتے تھے کہ یہ دہانہ کہاں تھا — جس لٹکتی ہوئی چٹان کو باسماچیوں نے ڈائنامائٹ سے اڑایا تھا، اس کے نیچے کی پوری وادی اب کوک‌بولاق کہلاتی تھی —

عالم جان بڑے صبر کے ساتھ ان تمام بڈھوں سے برابر سوالات کرتا رہتا جن کو یہ سوتا یاد تھا — ان کے قصوں اور باتوں پر غور کرکے وہ رفتہ رفتہ اس جگہ کے آس پاس پہنچتا جا رہا تھا جہاں سوتا چھپا ہونے کا امکان تھا — سترہ دن سے اس کا جتھہ ڈائناماٹ سے اڑائی ہوئی چٹانوں کے درمیان سر مار رہا تھا —

وہ سترہ دن سے کوشش کر رہے تھے لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نظر آ رہا تھا —

ان کے کام کی تنظیم بہت اچھی تھی — پورا جتھہ تین ٹکڑیوں میں بٹا ہوا تھا — پہلی تو ان پتھروں کو توڑتی تھی جو ڈائناماٹ سے اڑانے کے بعد بچ رہتے تھے اور کنویئر کے لئے بہت بھاری تھے — دوسری ملبہ کھود کر نیچے کی جمی ہوئی مٹی کی تہہ پولی کرتی تھی اور تیسری کنویئر کے پٹے کو مٹی سے لگاتار بھرتی جاتی تھی —

بیک بوته نے جو تیسری ٹکڑی میں تھا، اپنا پھاوڑا پھینک دیا اور پسینے سے شرابور چہرہ رومال سے پونچھنے لگا جو خاک دھول سے کالا ہو رہا تھا — وہ تھک گیا تھا — اپنے گھٹے ہوئے سر کو دھوپ سے محفوظ رکھنے کے لئے اس نے کمر باندھنے کا لال رومال سر سے باندھ رکھا تھا جس کی وجہ سے اس کا روشن اور پرجوش چہرہ غیرمعمولی طور پر مضحکہ انگیز معلوم ہوتا تھا — ذرا دم لینے کے بعد بیک‌بوتہ بولا — وہ کسی کی طرف خاص طور سے مخاطب نہیں تھا — اس نے پہل کی تھی — صبح سے اب تک اور کسی کے منہ سے بات نہ نکلی تھی — اس نے کہا:

''یہ کنویئر بھی کیا لاجواب چیز ہے — ماننا پڑتا ہے — دس آدمیوں کا کام کرتا ہے اور اسے آرام کی بھی ضرورت نہیں ہوتی — دیکھو ہم تیس آدمی ہیں اور سب اس کے برابر کام کرنے کے لئے جان توڑ کوشش کر رہے ہیں — تیس کے مقابلے میں اکیلا ہے لیکن ہمارے دانت کھٹے کر دئیے ہیں — ارے، سوفانقول تمہارا کیا خیال ہے، کیا اس نے ہماری ساری سکت ختم کر دی ہے؟''

سووانقول نے جواب میں صرف اپنا سر ھلایا اور اپنا پھاؤڑا اور تیزی سے چلانے لگا — یہ فرض شناس انسان چاھتا تھا کہ بیک‌بوتہ بیکار باتوں میں جو وقت ضائع کر رھا ھے اس کی کمی خود پوری کرے —

''تم اچھے تو ھو، سووانقول؟،، بیک‌بوتہ نے اس کو دق کرنے کے لئے پھر کہا ''کہیں تھکن کی وجہ سے تمہاری زبان تو تالو سے چپک نہیں گئی ھے؟ ارے، جواب کیوں نہیں دیتے؟،،

پھر بھی سووانقول نے بات نہیں کی —

''نہیں، زبان کی بات نہیں ھے،، ایک اور آدمی نے بیک بوتہ کے مذاق میں شامل ھوتے ھوئے کہا ''یہ بات ھی اور ھے — سووانقول اکہ کام کے معاملے میں اتنے سخت ھیں کہ وہ خواہ مخواہ باتیں کرکے کام کا زور گھٹانا نہیں چاھتے — انہوں نے تو رات کے کھانے کے لئے منہ میں دھی جما رکھا ھے — اسی وجہ سے وہ بات نہیں کر سکتے —،،

سووانقول خاموش تھا لیکن اب اس سے ضبط نہ ھو سکا —

''بکے جاؤ، بکو،، سووانقول نے اپنا پھاؤڑا روکے بغیر کہا — ''تمہاری زبان تو گائے کی دم سے بھی لمبی ہے — خوب بکو — شائد صدر تمہاری بکواس سن لے اور تم کو زیادہ اجرت مل جائے —،،

یہ منہ توڑ جواب سن کر وہ آدمی تو چپ ہو گیا اور اس نے زیادہ چھیڑ چھاڑ نہیں کی لیکن بیک بوتہ باز نہ آیا —

''سچ ہے، اس کی زبان تو ضرور لمبی ہے لیکن اس کا پھاؤڑا بھی چھوٹا نہیں ہے،، اس نے کہا — ''اور جہاں تک میری بات رہی مجھے مذاق تو ضرور پسند ہے لیکن میں اپنی روزی پھاؤڑے کے ذریعے حاصل کر رہا ہوں زبان سے نہیں — یہ بات مجھ پر چھوڑ دو — اچھا یار، ذرا آرام کر لو — واقعی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تھکن سے تمہارا منہ سوکھ گیا ہے — تم آرام کر لو — میں اپنا اور تمہارا دونوں کا کام کرونگا —،،

''ذرا دیکھو تو، بڑا پہلوان ہے،، سووانقول بڑبڑایا — ''باتیں سنو تو معلوم ہوگا کہ پہاڑ اکھاڑ کر پھینک دیگا اور تن تنہا پورا کوک بولاق کھود ڈالیگا! اے پہلوان! ہم یہاں دو ہفتے سے پڑے ہوئے ہیں اور

تمہاری ڈینگوں کے باوجود ابھی ایک قطرہ پانی بھی دیکھنا نہیں نصیب ہوا ہے —،،

بیک‌بوته سے کچھه جواب نہیں بن پڑا — سووانقول کا طعن اسی پر تھا لیکن عالم جان نے بھی سنا اور یه طعن آمیز الفاظ اس کے دل میں خنجر کی طرح اتر گئے —

''اب ہماری ناکامی کا ہر طرف جرچا ہے،، اس نے سوچا — ''دوسری جگہوں پر لوگ تیزی سے آگے بڑھه رہے اور ہم ہزاروں ٹن مٹی اور چٹانیں کھودنے کے بعد بھی کچھه نہیں حاصل کر سکے ہیں —،،

غصے سے اس کا چہرہ لال ہوگیا — اس نے پھاؤڑا زور سے مارا اور مٹی کا بڑا سا ڈھیلا اکھاڑکر کنویئر کی طرف پھینکا — نہیں، نہیں، وہ کبھی ہار نہیں مانیگا — اس کی منزل مقرر ہو چکی ہے اور وہ ہر قیمت پر وہاں پہنچیگا — نه تو اس کے وسوسے اور نه دوستوں کی باتیں اس کو راستے سے ہٹا سکینگی — اس طرح اس کے عزم میں دس گنا اضافه ہی ہوگا —

عالم‌جان کو یقین تھا که اسی جگه سوتے کو بند کیا گیا ہے — اسے ڈھونڈھه کر نکالنا تھا اور اسے یه بھی یقین تھا که جتھه یه کام ضرور پورا کریگا —

پتھریلی دیوار پر پھاوڑوں، گینتیوں اور سبلوں کی بارش ہو رہی تھی اور پتھروں کے ٹکڑے کٹ کٹ کر چنگاریوں کی طرح ہوا میں بلند ہو رہے تھے —

عالمجان کے ذہن میں طرح طرح کے خیال آ رہے تھے ''دوسرے جتھے ہر جلسے میں کسی نہ کسی نئے سوتے کی دریافت کی رپورٹ دیتے ہیں — اور میں کیا رپورٹ دیتا ہوں؟ کچھہ نہیں — بس یہی کہ اتنی مٹی اور چٹانیں کھد گئیں — اس کے یہی معنی ہیں کہ ہمارا کام خراب ہے — اس سے برا آخر کیا ہوتا — ہر شخص ہم کو شکست دے رہا ہے — ہمیں زیادہ کوشش کرنی چاہئے — ہم یہ شرمندگی کبھی نہ برداشت کرینگے، کبھی نہیں —''

عالمجان کو کام کے ابتدائی دنوں میں کئی خط ملے تھے — قادروف نے لکھا کہ. ایکسکیویٹر آ گیا ہے اور سمیرنوف نے بند بنانے کے لئے بہترین جتھہ مقرر کیا ہے — دوسرا جتھہ نہر کھودنے جارہا تھا — خط کے آخر میں قادروف نے اپنا رونا رویا تھا :

''اب میرے لئے بڑی مصیبت ہے'' اس نے لکھا تھا — ''تمام معتبر کارکنوں میں بس میں ہی یہاں کا

انتظام کرنے کے لئے رہ گیا ہوں — تمام آدمی یا تو تمہارے ساتھ ہیں یا کریم کے ساتھ نہر کھود رہے ہیں — تمہارے لئے یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے — بس تم کو تو صرف کوک‌بولاق ڈھونڈھ نکالنا ہے — لیکن مجھے سب کچھ اکیلے ہی جھیلنا ہے — نئے کھیتوں کو صاف کرنا ہے — میں قول تپہ کے داہنی طرف‌والے قطعۂ زمین سے شروع کرنا چاہتا تھا لیکن ہمارے پاس جو آدمی ہیں وہ بھلا کچھہ کر سکتے ہیں؟ بڈھوں اور بچوں کے سوا کوئی رہ ہی نہیں گیا ہے اور وہ بھی اپنے قابو میں نہیں ہیں — وہ تو نہر کے کنارےوالے کھیتوں کو صاف کرنے پر تلے ہوئے ہیں لیکن آخر جوتنے بونے کا کیا ہوگا؟،،

قادروف کے اس طرح رونے پر عالم‌جان حقارت سے مسکرایا —

•

’’ہمارے صدر کے بےفکری کے دن گئے،، اس نے سوچا — ’’اب عوام نے طے کر لیا ہے کہ وہ نئی زمینیں کاشت کرینگے — اس فرسودہ خیال بڈھے کو اپنی چال بدلنا پڑیگی یا پھر وہ بہت پھسڈی رہ جائیگا —،،

دوسرا خط ٹریکٹر بریگیڈ کے لیڈر پگودین کا تھا — اس نے جلدی میں ایک پرچہ لکھا تھا اور عالم‌جان کو اطلاع دی تھی کہ کالخوز کو ایک نیا ٹریکٹر مل گیا ہے —

''اب ہم بنجر سے بنجر زمین قابل کاشت بنا سکینگے، بس کام ختم ہو لے تو یہ زمین ریشم کی طرح نرم ہو جائیگی،، اس نے بڑی خوشی سے لکھا تھا — ''ہم بہت اچھی کپاس پیدا کرینگے — صرف جلدی کرو اور کوک بولاق کا سوتا ڈھونڈ نکالو — بس پانی مل جائے خوب افراط سے، پھر ہمارا کام دیکھنا!،،

کالخوز کی خبریں تو اچھی تھیں لیکن عالم‌جان کو یہ خیال ستا رہا تھا کہ اس کے دوست تو کوک بولاق کے نئے جنم کی خبر سننے کے مشتاق بیٹھے ہیں — اب وہ ان لوگوں کو کیا بتائے؟ •

وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا — اس نے اپنی پوری طاقت پھاوڑے کی سخت اور باقاعدہ ضربوں میں لگادی لیکن اس کے چہرے پر تھکن کے ذرا بھی آثار نہ تھے — وہ صبح سے شام تک کام کرتا صرف دوپہر میں کھانے کے لئے تھوڑا سا وقفہ لیتا — اس کی اٹل

طاقت اور استقلال نے یہ سنگلاخ زمین کھودنے میں جتھے کے سارے آدمیوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا —

دھماکوں سے اڑائی ہوئی منتشر چٹانوں کے درمیان کام کرنے والے نہ تو گاتے تھے اور نہ مذاق یا بات چیت ہی کرتے تھے — گھاٹی کی پتھریلی دیواروں سے صرف کنویئر کی گھڑگھڑاہٹ اور فولادی اوزاروں کی ٹھناٹھن گونجتی تھی — وہ خاموشی کے ساتھ یہ سخت جنگ لڑ رہے تھے — وہ اس پتھریلے قلعے پر حملہ کر رہے تھے جو ان کے اور پانی کے درمیان کھڑا تھا — یہ حملے کا سترھواں دن تھا —

''دوستو، کیا حال ہے؟،، ایک آواز آئی —

عالمجان نے پھاوڑا ٹیک کر اوپر دیکھا - سمیرنوف ٹانگیں چیرے ڈھلان پر کھڑا تھا —

''آج بھی وہی قصہ ہے، سوائے چٹانوں اور مٹی کے کچھ نہیں ہے،، بیک بوتہ نے جواب دیا — ''لیکن ہر بات کا کچھ نہ کچھ انجام ہوتا ہے — اس کا بھی کوئی نہ کوئی انجام ضرور ہوگا — میرے خیال میں تو ہمارا کوک بولاق جلد ہی غرانے اور موجیں مارنے لگیگا —،،

عالم جان اپنا سر اٹھائے سمیرنوف کو دیکھه رها تھا — سمیرنوف نے نیچے جھک کر عالم‌جان کا دھوپ سے تپا ہوا چہرہ دیکھا — اس کی آنکھوں میں پریشانی اور شک و شبہ کے جذبات تھے —

ایک لفظ اور کہے بغیر سمیرنوف گھاٹی میں کود آیا جس کی وجہ سے مٹی کا ایک بادل سا اٹھا —

''افوہ!،، سووانقول نے انجنیر کی اس وحشیانہ چھلانگ سے گھبرا کر کہا — ''ارے، چار میٹر سے کم اونچائی نہیں ہے — ممکن تھا کہ تمہاری گردن ٹوٹ جاتی —،،

بیک بوتہ نے اپنے ٹھس اور بھاری بھرکم جسم والے دوست کی طرف حقارت بھری نظروں سے دیکھا —

''تمہاری اس کی کوئی جوڑ نہیں،، اس نے کہا — ''وہ انجنیر ہے، اس کو دنیا کا تجربہ ہے — نہر کھودنے میں شہرت رکھتا ہے — آبپاشی کے شعبے میں پچیس سال سے کام کر رہا ہے — محاذ جنگ پر گھس کر آگے لڑنے والوں میں بھی ہے — وہ اپنی مثال سے تم ایسے لوگوں کو سبق دیتا ہے —،،

اپنی حاضر جوابی سے خوش ہوکر بیک بوتہ نے ہاتھوں پر تھوکا اور پھر پھاوڑا سنبھال لیا —

سمیرنوف اور عالمجان نے اس جگہ کا بغور جائزہ لیا — ان کو پانی کا کہیں نشان نہیں ملا — سوائے سخت، بھوری دیوار کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا جس میں جابجا ایسی تہیں اور دراڑیں تھیں جن کے برابر ملبہ لگا تھا اور آخری دھماکے کے بعد ابھی صاف نہیں کیا جا سکا تھا —

جب وہ اس پوری جگہ کو دیکھ چکے جو کھودی گئی تھی تو ایک چپٹے پتھر پر بیٹھ گئے جو آگ کی طرح جل رہا تھا — سمیرنوف نے تمباکو کی تھیلی نکالی اور خاموشی سے سگریٹ بنا کر عالمجان کو دی — دونوں نے سگریٹیں جلا لیں —

"میں نے کوک بولاق کا سوتا چلتا کبھی نہیں دیکھا ھے — اس لئے میں نہیں بتا سکتا کہ اس کا دھانہ کس جگہ پر ھے"، سمیرنوف نے سگریٹ کے نیلگوں دھوئیں کو ھوا میں غائب ھوتے ھوئے دیکھ کر آھستہ سے کہا — "ولیکن تمام معلومات کے پیش نظر اس کو وھاں ھونا چاھئے، دیکھتے ھو نا؟"، اس نے ان پتھریلی چٹانوں کی طرف اشارہ کیا جو گھاٹی کے کنارے کنارے چلی گئی تھیں — "میں نے تمام جگہ ڈھونڈ ڈالی،

گھٹنے چھل گئے — یہاں افراط سے پانی ہے لیکن قریب کہیں دھانہ نہیں نظر آتا — جن دوسرے سوتوں کے لئے ہم کھود رہے ہیں وہ ذرا نیچے ہیں — وہ یہاں سے نہیں شروع ہوتے — یہ میرا خیال ہے — اور دوسرا نتیجہ میں نے یہ اخذ کیا ہے کہ اس پتھریلی دیوار کے پیچھے تہہ زمین تالاب ہے کہیں نیچے گہرائیوں میں اور کوک بولاق ہی صرف ایک سوتا ہے جو اس سے نکلتا ہے — یہ میرا خیال ہے اور اب تمہارا کام وہ سوتا تلاش کرنا ہے —،،

’’میں جانتا ہوں کہ یہ میرا کام ہے لیکن یہ مشکل آخر حل کیسے ہو؟،، عالم‌جان نے اپنے خشک ہونٹ بہت آہستہ سے ہلاتے ہوئے کہا —

سمیرنوف نے اس کو کن انکھیوں سے دیکھا —

’’اگر تم کوک بولاق نہ دریافت کر سکے تو ہم یہ پورا مورچہ اڑا دینگے اور پانی حاصل کرینگے — لیکن یہ خطرناک ہے — ممکن ہے کہ ہم کامیاب ہو جائیں لیکن اس کا بھی امکان ہے کہ کام بالکل بگڑ جائے — اس لئے اگر ڈائنامائٹ استعمال کئے بغیر کام چل جائے تو اچھا ہے —،،

''جانتے ہو میرا کیا خیال ہے؟ جب کوک بولاق اڑایا گیا تو ممکن ہے کہ یہ چٹانیں اتھل پتھل ہو گئی ہوں اور پانی کا دہانہ زمین میں صرف دفن ہی نہیں ہو گیا بلکہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا —،،

سمیرنوف نے اپنی تیز تجربےکار نظروں سے پھر دیوار کا جائزہ لیا اور سر ہلایا —

''نہیں،، اس نے بڑے یقین کے ساتھہ کہا — ''اس طرح کا اتھل پتھل نہ ہوا ہوگا — اس کے لئے تو ان کو پوری دیوار اڑانی پڑتی لیکن تم خود دیکھہ سکتے ہو کہ دیوار بالکل نئی معلوم ہوتی ہے — لاکھوں سال میں ذرا بھی نہیں بدلی ہے — تم ٹھیک راستے پر ہو — دہانہ اسی جگہ کہیں ہے —،،

سمیرنوف کی بات سن کر عالم‌جان کی ہمت بندھی — پچھلے سوله دن سے اس کو ذہنی کوفت تھی — اس نے بےحد سگریٹیں پی تھیں اس لئے سینے کو جیسے کوئی بری طرح کھرچ رہا تھا —

''اچھا، تم اپنے یہاں کی خبریں مجھے کیوں نہیں بتاتے؟،، عالم‌جان نے ذرا جھجکتے ہوئے پوچھا — ''نیچے کام کیسا ہو رہا ہے؟ بند کا کیا حال ہے؟،،

''بند جلد ھی بننے لگیگا — تہہ تقریباً ختم ھو چکی ھے،، سمیرنوف نے جواب دیا — ''اور نہر بھی قریب ختم کے ھے — عمرزاق آتا اور ان کے پرانے ساتھی ان کھیتوں کے ٹھنٹھه صاف کر رھے ھیں جن کی آئنده آبپاشی ھوگی — انہوں نے ان کو جوتنا بھی شروع کر دیا ھے —،،

''اور کریم کی کمسومول ٹیم کیسی جا رھی ھے؟،،

''کریم کا جتھه تو بہترین جتھوں میں سے ھے! اور اس جتھے میں کمسومول کے ممبر تو شیر بچوں کی طرح ھیں — انہوں نے نہر اور قول تپه پر بہت اچھا کام کیا ھے — وھاں انہوں نے سب کچھه صاف کر دیا ھے اور جہاں تک میرا خیال ھے وہ بازی مار لے جائینگے —،،

سمیرنوف آنکھه مارکر مسکرایا —

''لیکن یه کام زیاده دلچسپ ھے — خیر یه تو کوئی کہنے کی بات نہیں که اس میں سیکڑوں دشواریاں ھیں — کبھی تم نے یه بھی سنا ھے که سوویت عوام مشکلات سے جی چراتے ھیں؟ مجھے بالکل یقین ھے که تمہاری تمام مشکلات کا صله زبردست کامیابی ھوگی — جانتے ھو عالمجان، مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں ھے که

تم کوک بولاق کو بحال کروگے اور بہت جلد — میں
دیکھتا ہوں کہ یہ جگہ آج رات تک صاف ہو جائیگی —
میں کل پھر آؤنگا اور اس وقت ہم اس کا پوری طرح جائزہ
لینگے — کوک بولاق تم سے چھپ نہیں سکتا، بالکل
نہیں — وہ اسی جگہ کہیں ہے —''

''شکریہ، ایوان نکیتیچ — اس مہربانی اور ہمت افزائی
کا شکریہ'' عالمجان نے ذرا متاثر ہوکر کہا — ''ہمیں
بھی یقین ہے کہ جیت ہماری ہوگی — دوسرے جتھے
اپنا کام پہلے ختم کر لینگے — ہم کو ذرا کچھ دن
اور محنت کرنی پڑیگی — لیکن ہم اپنے کالخوز خالی
ہاتھ نہیں لوٹینگے —'' اس نے پکارکر اپنے ساتھیوں
سے پوچھا ''دوستو؟ تمہارا کیا خیال ہے؟''

''وہی جو تمہارا ہے — ہمارا بھی یہی خیال ہے!''
آوازوں نے جواب دیا۔

''وادی میں پانی آئیگا، اس کی رفتار آخال تکہ نسل
کے گھوڑے سے بھی زیادہ تیز ہوگی'' بیک بوتہ نے
کہا — جوش کی وجہ سے آدھے لفظ اس کے منہ ہی
میں رہ جاتے تھے — اس کے لہجے میں مذاق اور خلوص
دونوں تھے — ''میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟ ہاں —

میں ٹھیک کہہ رہا ہوں — اور جب پانی خندقوں میں غراتے مارتا ہوا بہیگا تو لوگ کہینگے 'دیکھنا کوک‌بولاق کے فاتح گھر واپس جا رہے ہیں!،،
''بالکل ٹھیک، اچھا دوستو، میں آپ کی کامیابی کا خواستگار ہوں — اب میں‌چلا،، سمیرنوف نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا — اس نے لوگوں سے ہاتھہ ملایا اور پہاڑی کے نیچے اترنے لگا —

۱۱

سہ‌پہر تک پتھر اور ملبہ صاف ہوگیا — اب زمین کھودنے میں زیادہ دشواری نہیں ہو رہی تھی — معمولی بھوری مٹی نکل آئی جس میں چھوٹے چھوٹے چکنے پتھر کافی تعداد میں ملے ہوئے تھے لیکن مٹی میں ریت کا کہیں پتہ نہ تھا — اس کا مطلب یہ ہوا کہ مٹی کی جو تہہ انہوں نے کھود کر نکالی تھی وہ جھرنے کی اصلی تہہ نہیں تھی بلکہ باسماچیوں کے دھماکے سے اڑ کر یہاں آ جمی تھی —
جب عالم‌جان کو اس بات کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے جتھے کے کام کو پھر سے منظم کیا — اس نے

سات آدمی کنویئر پر مٹی لادنے کے لئے مقرر کئے — باقی کو ایک ایک قطعہ کھودنے کے لئے دے دیا گیا — یہ قطعے گھاٹی کے کنارے کنارے ایک قطار میں چلے گئے تھے — اس طرح جتنا حصہ صاف کیا گیا تھا اس پر کنٹرول حاصل کر لیا گیا —

عالمجان کا خیال تھا کہ اس طرح کام کرنے سے کوئی نہ کوئی آدمی تو سوتے کا پتہ‌نشان معلوم کر سکیگا — مثلاً عمدہ صاف ستھرے گول پتھر ملینگے یا سفید دھلی ہوئی ریت —

اس نے اس رقبے کے بیچوں بیچ ایک جگہ منتخب کی اور اس جگہ خود کھودنا شروع کیا — بیک‌بوتہ کھدی ہوئی مٹی سووانقول کی طرف پھینک رہا تھا جو بہت ٹھکانے اور مہارت سے کام کر رہا تھا اور اس کو کنوئیر میں ڈالتا جاتا تھا — •

دو گھنٹے بعد عالمجان گھٹنوں گھٹنوں گہرے گول گڈھے میں کھڑا تھا جس کا قطر تقریباً ڈیڑھ میٹر ہوگا — وہ اپنے ساتھیوں سے زیادہ کام کر چکا تھا حالانکہ سب نے ساتھ ہی کام شروع کیا تھا — عالمجان نے جس رفتار سے کام شروع کیا تھا اس میں ذرا بھی کمی

نہیں کی — اس کا پھاوڑا پہلے کی طرح اونچا اٹھ رہا تھا اور آہنگ کے ساتھ زمین پر پڑ رہا تھا —

اچانک کھودنے کی آواز بند ہو گئی — بیک‌بوتہ حیرت سے عالم‌جان کی طرف دیکھنے لگا —

اس کا پھاوڑا زور کی ضرب لگانے کے لئے اوپر اٹھا ہوا تھا اور عالم‌جان بےحس‌وحرکت کھڑا تھا — وہ ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا تھا — اب اس نے آہستگی اور احتیاط سے پھاوڑا نیچے رکھا، پھر اس کو ایک طرف ہٹا دیا اور جھک کر اپنے ہاتھوں سے زمین کریدنے لگا — اس نے بڑی احتیاط سے کچھ گہرے بادامی رنگ کے چپٹے اور چھوٹے چھوٹے پتھر نکالے —

"تمہیں کیا مل گیا؟" بیک‌بوتہ چلایا اور گڈھے میں کود پڑا —

"گھڑا" عالم‌جان منہ ہی منہ میں بڑبڑایا — اس کی آواز جوش سے کانپ رہی تھی — "ٹوٹا ہوا گھڑا — جانتے ہو اس کا کیا مطلب ہوا؟"

"یقیناً" بیک‌بوتہ نے بھی دھیمی آواز میں کہا — وہ بھی جوش میں تھا — اس نے بھی عالم‌جان کی طرح دونوں ہاتھوں سے مٹی کھودنا شروع کی اور ٹوٹے ہوئے

کھڑے کے ٹکڑے نکالنے لگا — ''لیکن ممکن ہے کہ وہ...''

''نہیں یہ نہیں ہو سکتا،'' عالم‌جان نے عجیب پرسکون لہجے میں جواب دیا — ''کوئی جھرنے کے پاس یہ گھڑا چھوڑ گیا تھا اور یہ دھماکے کی وجہ سے مٹی میں دفن ہو گیا —''

''تو کیا... تو کیا، مل گیا؟'' بیک‌بوتہ نے بھی اسی طرح سرگوشی میں پوچھا — اس کی آنکھوں میں امید کھیل رہی تھی اور وہ عالم‌جان کی طرف ٹکٹکی لگائے تھا —

سووانقول بھاگا بھاگا ان کے پاس آیا اور پھر زور سے چیخا:

''مل گیا ہمیں، مل گیا ہمیں!''

اب سب لوگ اس گڈھے کے چاروں طرف جمع ہو گئے — اپنے ٹیم لیڈر کے حکم کا انتظار کئے بغیر ان لوگوں نے بڑے جوش کے ساتھ کام شروع کر دیا اور وہ جگہ کھودنے لگے جہاں عالم‌جان کو گھڑا ملا تھا — ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان لوگوں نے سوتے کا پانی پی لیا ہو — وہ حیرت‌انگیز امرت جس نے پورے دن کے کام کی تھکن ختم کرکے ان کی طاقت دس گنی کر دی ہو —

کنویئر کھدی ہوئی مٹی برابر ڈھو رہا تھا —

آخرکار جھرنے کی پرانی تہہ نکل آئی — اس پر چھوٹے گول پتھر جمے ہوئے تھے، پانی نے ان کو دھو دھو کر کافی جلا کردی تھی — اب تو کوئی شبہ نہیں رہ گیا تھا : اب لوگوں کی طویل اور پرایثار محنت کا صلہ ملتا معلوم ہوتا تھا —

کوک بولاق مل گیا تھا جس سے باسماچیوں کی ٹولیوں نے محنت کش عوام کو محروم کر دیا تھا —

لوگ بالکل خاموشی سے کام کر رہے تھے — بڑے صبرواستقلال کے ساتھہ وہ اپنی تمام ذہنی اور جسمانی طاقت‌ومہارت اس کام کے لئے استعمال کر رہے تھے — صرف تیس آدمیوں کی زور زور کی سانسیں اور ان کی پھاؤڑوں، گینتیوں اور سبلوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں —

اب کنویئر نے باقی مٹی پھینکی — سووانقول نے بڑی احتیاط سے بقیہ مٹی کے ڈھیلے ہٹائے جو دانےدار ریت میں ملے ہوئے چھوٹے گول پتھروں کی تہہ کے اوپر تھے — اب جھرنے کی تہہ صاف دکھائی دینے لگی — اس قدیم پہاڑی چشمے کا راستہ جس کو لاکھوں سوتوں کے پانی نے گھس گھس کر ہموار کیا تھا، وادی کی طرف

جاتا تھا — اس کی تہہ بالکل خشک تھی — پہلے تو اس سے کسی کو تعجب نہیں ہوا — سب کو معلوم تھا کہ کوک‌بولاق کا سوتا چھوٹے گول پتھروں اور ریت کے نیچے سے نہیں بلکہ سیدھا پتھریلی دیوار سے پھوٹتا تھا اور اس کا پانی اوپر سے آتا تھا — اس کا یہ مطلب تھا کہ جس دھانے کے ذریعے پانی نکلتا تھا اس کو دیوار میں تلاش کرنا تھا —

عالم‌جان اور اس کے ساتھیوں نے اونچی بھوری دیوار کا غور سے جائزہ لیا جس میں سوراخ، دراڑیں اور تہیں نظر آ رہی تھیں — یہ ہوا، دھوپ، بارش اور سردی کے صدیوں پرانے اثرات تھے — انہوں نے پتھروں کی پیشانی پر گہری جھریاں ڈال دی تھیں — ایک دراڑ جو اوپر مشکل سے دکھائی دیتی تھی، نیچے کی طرف چوڑی ہوتی گئی تھی اور دیوار کے نچلے حصے تک پہنچتے پہنچتے تقریباً آدھا میٹر چوڑی ہو گئی — یہاں ایک اور سخت تہہ شروع ہوتی تھی اس لئے یہ دراڑ ختم ہو جاتی تھی —

اس دراڑ میں مٹی اور کوڑا کرکٹ خوب ٹھنسا ہوا تھا اور برسوں سے دبتے دبتے قدرتی چٹان کی طرح سخت ہو گیا تھا —

یہ لوگ اس کا خاموشی سے معائنہ کرتے رہے۔
"میرے خیال میں یہ ہے کوک بولاق"، سووانقول نے سہرخاموشی توڑی اور خود اپنی آواز سے چونک کر کھانسنے لگا۔
"ہاں، یہی کوک بولاق ہے"، عالم جان نے کہا۔
اس نے چمک دار سرخ رنگ کا ایک پتھر پکڑ لیا جو اس کوڑے کرکٹ سے نکلا ہوا تھا جس سے دراڑ بند تھی اور اسے زور سے کھینچا لیکن پتھر ٹس سے مس نہیں ہوا۔
"بیک بوتہ، ذرا مجھے گینتی تو دینا۔"
عالم جان گینتی کی زبردست ضربوں سے دراڑ صاف کر رہا تھا اور سب لوگ سانس روکے یہ منظر دیکھہ رہے تھے۔ ایک پر ایک ضرب پڑ رہی تھی۔ وہ آخری رکاوٹ ختم کر رہا تھا۔ بس، ایک اور وار لیکن کیا واقعی یہ آخری ضرب ہوگی؟ کیا کوک بولاق برسوں کے بعد قید کی زنجیریں توڑ کر آزاد ہوگا؟ کیا وہ پھر گنگناتا اور غرائے مارتا ہوا باہر آئیگا اور پانی کی چمک دار لامتناہی دھار لہراتی ہوئی بہیگی؟ کیا وہ اپنے پرانے راستے پر زوروشور سے بہتا ہوا گھاٹی میں جائیگا اور وہاں سے اس کا پانی کھیتوں میں پہنچیگا؟

عالم‌جان دانت پیسے کافی جھکا کھڑا تھا اور چٹان پر مختصر لیکن زوردار ضربوں کی بوچھار کر رہا تھا — کڑکڑاھٹ کے ساتھ جمے ھوئے کوڑے کرکٹ کا ایک ٹکڑا دراڑ کے نچلے حصے سے ٹوٹ کر اس کے قدموں پر گرا — عالم‌جان نے اس کو اٹھایا اور اپنی آنکھوں کے قریب لےجاکر غور سے دیکھا — مزید یقین دھانی کے لئے اس نے وہ سوراخ ھاتھوں سے ٹٹولا جو اس ٹکڑے کے گرنے سے پیدا ھو گیا تھا —

"یہی ھے، یہی — یہی کوک‌بولاق ھے!" وہ خوب زور سے چلایا — اور سیدھا کھڑا ھوکر چہرے سے پسینہ پونچھنے لگا — "دراڑ کی تہہ تو میری ھتھیلی کی طرح چکنی ھے — پانی نے اس کو کس قدر ھموار کر دیا ھے —"

بیک‌بوتہ کام جاری رکھنے کے لئے بے چین تھا — اس نے عزم کے ساتھ آگے بڑھ کر عالم‌جان کو آھستہ سے ایک طرف ھٹا دیا اور اس کی گینتی لےکر پھر کھودنے لگا —

عالم‌جان ایک پتھر پر دھم سے بیٹھ گیا — وہ بہت تھک گیا تھا — اس کو اپنے جذبات کا خود پتہ نہ تھا —

آیا وہ خوشی سے سرشار تھا یا تھکن سے چور — جس منزل تک پہنچنے کے لئے وہ جدوجہد کر رہے تھے اب سامنے تھی —

''ارے، ابھی سے اندھیرا ہونے لگا!،، اس نے حیرت سے کہا — ''دیکھو دن کس تیزی سے گزر گیا لیکن پانی تو اب بھی نہیں ملا — کیا چیز اس کا راستہ روکے ہوئے ہے؟ پانی کو تو یہ رکاوٹ کب کی ہٹا دینا چاہئے تھی کیونکہ یہاں پانی کا دباؤ بہت زیادہ ہوگا — پھر آخر کیا گڑبڑ ہے؟،،

عالمجان گھٹنوں پر کہنیاں رکھ کر بیٹھ گیا اور آنکھیں دبا دبا کر پتھریلی دیوار میں جھانکنے لگا — جنگ کے زمانے میں وہ دشمن کی کمین گاہوں میں بھی، جن پر اس کو دھاوا بولنا ہوتا تھا، اسی طرح جھانکتا تھا —

''عالمجان، ارے عالمجان!،، اس نے سنا کہ نیچے کام کرنے والوں میں سے کوئی پکار رہا ہے —

''یہ تو مہری ہے،، عالمجان نے کالخوز کے سکریٹری کی آواز پہچان لی — ''کیا کام ہے اس کو؟،،

اس نے اوپر چڑھ کر اپنے ہاتھ منہ میں لگائے اور چلایا:

"عالم‌جان یہاں ہے، کیا بات ہے؟"

"نیچے آجاؤ! یہاں جلسہ ہے — ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں —" مہری کی آواز اب بہت قریب معلوم ہو رہی تھی —

بھلا اب کام ختم کرنے کا وقت تھا — نیچے کام کرنے والے جتھے غالباً پلاؤ اڑا رہے تھے —

"کام ختم کرنے کا وقت ہو گیا، ساتھیو،" عالم‌جان نے اپنے جتھے سے کہا — "آج تم نے اچھا خاصا کام کیا ہے، تمہیں آرام کی ضرورت ہے —"

عالم‌جان نے اپنی قمیص اٹھالی، جو اس نے صبح کو اتار پھینکی تھی، اور وہاں سے چل پڑا —

۱۲

رات کافی بیت چکی تھی جب عالم‌جان خیمے کی طرف روانہ ہوا — جنوب کی اندھیری رات تھی — بڑے بڑے تارے آسمان پر چمک رہے تھے اور اپنی روشنی ہر طرف بکھیر رہے تھے — جو لوگ نشیبی علاقوں میں رہتے ہیں ان کو تارے ایسے کبھی نہیں نظر آتے — ان کی چمک دمک گردوغبار اور دھند میں چھپ جاتی ہے —

عالم‌جان نے بلندی سے وادی کے دھکتے ہوئے الاؤ دیکھے — اس نے شعلوں کی روشنی زمین پر لہراتی دیکھی — الاوؤں کے چاروں طرف مصروف آدمیوں کے سائے دکھائی دے رہے تھے — ذرا اوپر چڑھائی سے یہ الاؤ ایک دوسرے سے قریب معلوم ہوتے تھے جیسے وہ کہیں روانہ ہونے کے لئے جمع ہو گئے ہوں — دور سے وہ ایک شعلہ‌فشاں دھاگے میں پروئے معلوم ہوتے تھے اور لگاتار چلے گئے تھے یہاں تک کہ کوک‌بولاق کو جانے والی گھاٹی کی ایک پیچدار موڑ پر پہنچ کر ان کا سلسلہ ٹوٹ گیا تھا —

عالم‌جان پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گیا — خیمے کے سامنے بڑا مجمع تھا — ایک چھوٹی سی نازک پایوں کی میز وہاں ڈال دی گئی تھی اور صرف ایک لیمپ جل رہا تھا — باقی سب چیزیں اندھیرے میں گم تھیں —

جلسے کی صدارت تین شخص کر رہے تھے —— جورہ‌بائف، آئی قیز اور سمیرنوف — جورہ‌بائف اور آئی قیز آپس میں باتوں میں مصروف تھے — سمیرنوف ان کی باتیں سن رہا تھا لیکن وہ روشنی کے پار اندھیرے میں گھورکر اس طرح دیکھہ رہا تھا جیسے کسی کا انتظار ہو —

''کیا یہ لوگ میرا انتظار کر رہے ہیں؟،، عالم‌جان نے سوچا — ''یہ تو ذرا بری بات ہے—،،

عالم‌جان کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ کسی کو منتظر رکھے — اس کو اپنے اوپر تاؤ آگیا اور وہ جلدی سے آکر ایک جتھے میں بیٹھ گیا جو روشنی کے حلقے میں نہیں تھا —

دوسروں نے اس کو اندھیرے میں بھی پہچان لیا اور اس پر سوالات اور آوازوں کی بھرمار کر دی :

''ارے بھئی بتاؤ، تمہارے کوک‌بولاق کا کیا حال ہے؟،،

''تم نے پانی پر سے جادو اتارا یا نہیں؟،،

ایک لمبا چھریرا جوان نفیس دھاری دار ریشمی قبا پہنے اور خوبصورت کامدار ٹوپی لگائے جو سر پر ذرا پیچھے کی طرف ہٹی ہوئی تھی، بیٹھا تھا — اس نے چلا کر کہا :

''ارے، عالم جان اکہ! تمہیں ذرا کان کھول کر سننا چاہئے — زمین پر کان لگا کر سنو اور جہاں تمہیں سراٹے اور غراٹے کی آواز سنائی دے وہاں کھودو —،،

''میرے خیال میں یہ 'اکتوبر، کالخوز کا سکریٹری ہے،، عالم‌جان نے اس آدمی کا چہرہ اندھیرے میں

دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے سوچا کہ اس کو کوئی منہ‌توڑ اور مزاحیہ جواب دے —

لیکن مجمع میں ایک آدمی عالم‌جان کا حمایتی بن گیا :

''ہر شخص جانتا ہے کہ عالم‌جان اکہ شراب نہیں پیتے،، اس نے کہا — ''اس لئے وہ غراٹا مارنے‌والی چیزوں سے واقف نہیں ہیں — یہ تو تمہارے محلے میں ہوتا ہے، باباجان — دراصل تم کو کوک‌بولاق ڈھونڈھنے کے لئے بھیجنا چاہئے تھا کیونکہ غراٹے کا پتہ تم فوراً لگا لیتے ہو —،،

ہر شخص قہقہہ مارکر ہنس پڑا — جملہ بالکل چپک گیا — ادھر ادھر لوگوں نے تالیاں بھی پیٹ دیں —

باباجان کو یہ مذاق مہنگا پڑا اور وہ جھینپ‌کر اندھیرے میں چپکے سے کھسک گیا — اس نے اپنی ریشمی قبا کی بھی پروا نہیں کی اور جملے‌بازی سے بچنے کے لئے مجمع کے پیچھے چپکے سے بیٹھہ گیا —

جب جورہ‌بائف نے اچانک قہقہوں کی آواز سنی تو آئی قیز کے ساتھہ باتیں کرتے کرتے اس طرف مخاطب ہوا کہ معاملہ کیا ہے —

سمیرنوف کھڑا ھوا —

''ساتھیو، اب ھم جلسہ شروع کرتے ھیں،، اس نے کہا — ''ھمیں اب کسی کا انتظار نہیں ہے— جن جن لوگوں کو اس جلسے میں آنا تھا سب موجود ھیں —،،

اس نے آخری جملہ آئی قیز کی سوالیہ نگاہ دیکھ کر دھرایا ''ھر شخص یہاں موجود ہے— پہلے ضلع پارٹی کمیٹی کے سکریٹری کامریڈ جورہبائف بولینگے —،،

''عزیز دوستو،، جورہبائف نے شروع کیا ''میں آپ کے پاس آج ایک خوش‌خبری لے کر آیا ھوں — چند دن ھوئے ھم نے حکومت سے درخواست کی تھی کہ وہ آلتین‌سائی کی زمینوں کو قابل‌کاشت بنانے میں ھماری مدد کرے — ھماری درخواست معمولی سی تھی —ھم نے اس منصوبے کی وسعت اور اھمیت کو اچھی طرح نہیں سمجھا تھا جس کو ھم پورا کرنا چاھتے تھے — چنانچہ ھمیں یہ غلطی بتائی گئی — حکومت نے ایک تجویز منظور کی ہے جس میں کہا ہے کہ جو ذمےداری ھم نے سنبھالی ہے وہ اس حملے کا پہلا قدم ہے جو سوویت عوام قزل‌قوم پر کر رہے ھیں — یہ پہلا قدم بنجر اور پہاڑوں کے باسیوں کو زرخیز وادی میں بسانا ہے— اس سلسلے میں

تعمیری کاموں کو تیزی اور کامیابی کے ساتھ مکمل کرنے کے لئے ہمیں بڑی بڑی رقمیں اور مشینیں دی جائینگی — حکومت کی یہ قرارداد تو ہماری توقعات سے کہیں بڑھ کر ثابت ہوئی — اب میں یہ تجویز آپ کو پڑھ کر سناؤنگا —،،

جورہ‌بائف نے اپنے کاغذوں کا تھیلا کھولا اور یہ تجویز نکال کر شروع سے آخر تک پڑھی —

ہر شخص سانس روکے جورہ‌بائف کا ایک ایک لفظ بڑے اشتیاق سے سنتا رہا —

یکایک ایک لڑکی کی نازک آواز خاموشی میں گونجی — اس کے لہجے میں شرمیلےپن کے ساتھ خوشی بھی تھی :

’’ارے، شکریہ، شکریہ —،،

تالیوں کی زوردار گونج ہوئی — لوگوں نے کھڑے ہوکر ایک دوسرے سے گلے ملنا شروع کر دیا — وہ چہل پہل تھی کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی — پھر اس شورغل پر مسرت آمیز نعرے غالب آگئے :

’’ہماری پارٹی زندہ‌باد! ہماری حکومت زندہ‌باد!،،

اس خوش‌خبری کا جوش و خروش کم ہونے لگا —

رفتہ رفتہ پھر سب لوگ بیٹھ گئے — لیکن سمیرنوف اور آئی قیز کی تمام کوششوں کے باوجود نہ تو سب لوگ چپ ہو رہے تھے اور نہ جلسہ کاروباری سطح پر آرہا تھا —

جب پہلے کے مقابلے میں کچھ خاموشی ہو چلی تو جورہ‌بائف نے حکومت کی تجویز کے متعلق مزید تفصیلات بتائیں —

ہر شعبے میں کام ختم کرنے کے لئے تاریخیں مقرر کردی گئی تھیں —— سوتوں کی کھدائی، بند کی تعمیر اور نہر بنانے کا کام ختم کرنے کی تاریخیں — پانی کے تالاب کی وسعت اور آئندہ بننےوالے بجلی گھر کی طاقت کے متعلق بھی طے کردیا گیا تھا — تجویز کی آخری دفعات میں بتایا گیا تھا کہ کتنی زمین کی آبپاشی ہوگی، کالخوز کا نیا گاؤں بنانے کے شرائط تھے اور پہاڑیوں کو ان علاقوں میں بسانے کے لئے مکمل ہدایتیں بھی تھیں جن کو آبپاشی کی سہولت نئی نئی فراہم کی جائیگی — آلتین‌سائی کے تمام کالخوزوں کی درجہ‌بندی ریپبلک کے کپاس بونےوالے کالخوزوں میں کی گئی تھی —

جب جورہ‌بائف نے اپنی تقریر ختم کی تو سامعین پر بالکل خاموشی طاری ہو گئی — انہوں نے کام کے وقت

میں، جلسوں میں اور فرصت کے اوقات میں جو کچھہ اظہار خیال کیا تھا اس کو ایک قرارداد کی شکل دے دی گئی تھی اور اس کو عملی جامہ پہنایا جا رہا تھا — وہ ایک ایسا حکم تھا جس کو مقررہ شرائط کے مطابق پورا کرنا تھا تاکہ بند کے پیچھے پانی کا ذخیرہ بہت بڑے آئینے کی طرح چمکے، کھیتوں پر کپاس کے پودوں کا سمندر موجیں مارے اور پانی کے اوپر ایک عالی‌شان بجلی گھر اپنا سر اٹھائے اور تاروں کے ذریعے اپنی طاقت سے مشینیں چلائے اور لوگوں کے گھروں کو گرم اور روشن کرے—

جب ذرا تالیوں کا زور کم ہوا تو جورہ‌بائف نے کہا ''ہمارے یہاں لوگ کہتے ہیں: 'خام خیال' یعنی جھوٹے خواب — ماضی میں ہمارے عوام کی محبوب ترین تمنائیں بھی محض خام خیال رہیں — ظاہر ہے کہ خام خیالوں سے کوئی چیز پائدار نہیں ہو سکتی تھی اور ہمارے خواب کبھی سچے نہیں ثابت ہو سکتے تھے — لیکن آج ہمارے عوام کے خواب جھوٹے نہیں ہیں، ان میں پختگی اور توازن پیدا ہو گیا ہے— ہماری حکومت عوام کی تمناؤں کی طرف خاص طور سے توجہ کر رہی ہے— ہم

اس سے بھی بڑھ چڑھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ سوویت سرزمین پر عوام کے خوابوں نے اٹل قوانین کی صورت اختیار کرلی ہے اور ان پر قاعدے کے ساتھ عمل ہو رہا ہے...

''صدیوں سے قزل‌قوم کی ریت ان کھیتوں میں دراتی چلی آتی تھی، جن کو انسان قابل‌کاشت بناتا تھا — لیکن سوویت عوام نے ریت سے کہا، رک جاؤ!، اور اسے رکنا پڑا — اب سوویت عوام نے دشمن کو پیچھے ڈھکیلنا شروع کیا اور منحوس قزل‌قوم ان کے مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ رہا ہے —''

جورہ‌بائف نے کاغذ اپنے سر سے اونچا کرکے کہا ''یہ مختصر دستاویز بڑے شاندار مستقبل کی حامل ہے — میرے دوستو، ہم جلد ہی پہلی مرتبہ آلتین‌سائی میں کپاس کی کاشت کرینگے —''

اب کالخوزوں کے صدر، ٹیموں اور یونٹوں کے لیڈر اور عام کسان، سبھی صدر کی میز تک آکر باقی کام اور اس کو کم سے کم وقت میں پورا کرنے کے متعلق اظہار خیال کرنے لگے — سب کی رائے تھی کہ چار دن میں سب کام ختم ہو جانا چاہئے —

''اکتوبر'' کالخوز کا صدر اپنی سرخی‌مائل الجھی ہوئی داڑھی کھجاتا رہا اور بہت دیر سوچنے کے بعد اس نے کہا کہ اس کے حصے میں کام بہت سخت ہے جس کے لئے چار دن مشکل سے کافی ہونگے —

''آپ لوگ تو جانتے ہی نہیں ہیں کہ ہماری طرف زمین سنگلاخ ہے'' اس نے شکایت‌آمیز بھاری آواز میں کہا اور تیزی اور چالاکی سے کانفرنس کے تمام افراد پر نظر ڈالی — ''مثلاً کریم کو لے لیجئے — اس کے حصے میں تو زمین بس بالائی ہے بالائی — لیکن یہ دوسری بات ہے...''

اس کو اپنی بات ختم کرنے کا موقع نہیں ملا — ناراضگی اور احتجاج کی آوازوں نے اس چالاک بڈھے کو خاموش کردیا —

''ذرا یہ تو دیکھو کہ پورا پہاڑ کھودنے کے بعد اب اپنے آپ کو ذلیل کرا رہے ہیں'' کچھہ لوگوں نے طعن کیا —

''تم کو کوک‌بولاق کھودنے کو ملتا تو اچھا ہوتا — تب تو تمہاری بری حالت ہو جاتی — عالم‌جان کے جتھے کو تو پہلے دن سے ٹھوس چٹانوں کے سوا کچھہ اور ملاھی نہیں'' بعض لوگوں نے غصے سے چلا کر کہا —

''ارے نہیں، ساتھیو — یہ تو بس چال چل رہا ہے — ابھی تو رو رہا ہے لیکن کل اترائیگا اور کہیگا کہ میں نے اپنا کام پورا کر لیا — بڑا چالاک ہے یہ آدمی —،،

یہ چالاک آدمی شکوے شکایتیں کرتا رہا لیکن آخر میں اس بات پر راضی ہو گیا کہ چار دن نہ صرف کافی ہیں بلکہ یہ امید ہے کہ وہ تین ہی دن میں اپنا کام پورا کر دکھائیگا —

''یہ بات ہوئی، یہی ہونا چاہئے،، بہت سی آوازیں گونجیں — ''اچھا، اب کمسومول کے ممبر کیا کہتے ہیں — کمسومول کے جتھے کا لیڈر کہاں ہے؟ آخر وہ کیوں خاموش ہے؟ آؤ، بولو نا؟،،

کمسومول کے جتھے کا لیڈر کریم خاموش رہنے والا نہیں تھا — خوش مزاجی سے مسکراتا ہوا وہ میز کے پاس آیا — اس کے دانت موتیوں کی طرح سفید اور آبدار تھے — اس نے کہا:

''ہماری نہر پر ابھی بہت کام ہے — اگر ہم اس کو معمولی رفتار سے کرتے رہے تو ابھی سات آٹھ دن اور لگینگے — لیکن کامریڈ جوروبائف نے جو کچھ کہا ہے، اس کو سننے کے بعد ہم نے صلاح مشورہ

کرکے یہ طے کیا ہے کہ ہم اپنی پوری طاقت مجتمع کرکے نہر سات دن کے بجائے تین دن میں ختم کر دینگے اور کام بھی بہت اچھا ہوگا —،،

اس کی آواز ذرا مدھم پڑ گئی اور اس میں وہ سختی بھی نہیں رہی:

''اس کے علاوہ کمسومول کے ممبروں نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں کوک‌بولاق کے جتھے کو مقابلے کے لئے چیلنج کردوں — میں اپنے جتھے کی طرف سے کوک‌بولاق کے جتھے کے لیڈر کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ سب کام تین دن کے اندر ختم کر لیں —،، اس نے عالم‌جان کے لئے چاروں طرف دیکھ‌کر کہا ''بشرطیکہ عالم‌جان راضی ہوں —،،

''میں راضی ہوں،، عالم‌جان نے پٹی ہوئی آواز میں جواب دیا —

•

جلسہ رات گئے تک ہوتا رہا — جورہ‌بائف شہر واپس گیا — سوائے سمیرنوف، آئی‌قیز اور عالم‌جان کے سب چلے گئے — ان کے دل کو لگی تھی —— وہ کوک‌بولاق کے متعلق باتیں کر رہے تھے —

''میرا جتھه ھار کبھی نه مانیگا،، عالم‌جان نے اکڑ کر کہا — ''چاھے جو ھو، ھم پانی نکال کر رھینگے —،،
اس نے حمایت کے لئے اپنے دوستوں کی طرف پراعتماد نظروں سے دیکھا لیکن اس کو بڑی ناامیدی ھوئی —
''اور بوائی کون کریگا؟،، آئی قیز نے درشتی سے پوچھا —
عالم‌جان نے بےبسی کے ساتھه شانے جھٹکے —
''بوائی؟.. اچھا... پہلے تو وہ کسی نه کسی طرح ھمارے بغیر کام چلا لینگے — قادروف...،،
آئی‌قیز نے اس مرتبه بیچ میں بات کاٹ کر زیادہ درشتی سے کہا:
''کیا قادروف خود بوائی کا انتظام کریگا؟ عالم‌جان اکه، تم تو اس طرح باتیں کر رھے ھو جیسے قادروف کو جانتے ھی نہیں — کپاس پہلے پہل بونے کا اھم کام قادروف کو سونپ دینا کام کو خراب کرنا ھے —،،
''آئی‌قیز، مجھے بھی اس پر اعتبار نہیں ھے،، عالم‌جان نے کہا — ''وہ ایسا آدمی ھے جس کا دل کسی طرح نہیں پگھلتا — ھم نے یه تعمیری کام اس کی مرضی کے خلاف شروع کیا تھا اور اب وہ ھماری کامیابی سے

جلتا ہے— اس حالت میں وہ دوسروں کی بالکل پروا نہیں کرتا بس من‌مانی کرتا ہے— لیکن اب جھگڑا کس بات کا ہے؟ قادروف کو صرف تین چار دن کے لئے بوائی کا نگراں بنائینگے —اس سے زیادہ نہیں —،،

”پھر بھی کپاس کی بوائی ہمارے لئے نئی چیز ہے،، آئی قیز نے اپنی بات پر اصرار کیا — ”عالم‌جان، تم چاہے کچھہ کہو، تمہیں تین دن میں کالخوز واپس جانا ہے—،،

”لیکن میں کوک‌بولاق سے پانی حاصل کئے بغیر کیسے جاؤنگا،، عالم‌جان نے ناراضگی سے کہا — ”تمہیں معلوم ہے کہ ہمیں ابھی تک ایک قطرہ پانی نہیں ملا ہے—،،

”ذرا رکو، ایک منٹ،، سمیرنوف نے بیچ میں کہا — وہ اس دوران میں خاموشی سے کوئی چیز اپنے فوجی تھیلے میں ڈھونڈھتا رہا تھا — ”تم سے کس نے کہا کہ کوک‌بولاق میں پانی نہیں ہے؟،،

”کسی نے بھی نہیں — یہ تو میں خود جانتا ہوں،، عالم جان نے افسردگی کے ساتھہ جواب دیا — ”پانی ضرور ہے اور ہم اس تک پہنچنے کے لئے امکانی

کوشش کر رہے ہیں لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ ہم یہ کام تین دن میں کر لینگے —،،

''ہم کر لینگے،، سمیرنوف نے عزم کے ساتھ کہا — ''ہمیں تین دن کا موقع ہے... یہ رہا،، اس نے ایک کاغذ تھیلے سے نکال کر اس پر پنسل سے نشان بناتے ہوئے کہا — ''میں کہہ رہا تھا کہ ہمارے پاس تین دن ہیں — جن لوگوں کے پاس ہنر اور ولولہ ہے ان کے لئے تین دن بہت ہوتے ہیں — جنگ کے زمانے میں تو ہم مورچہ‌بند شہروں کو تین دن کے حملے میں جیت لیتے تھے — اس لئے جی نہ ہارو —،، سمیرنوف نے زور سے اپنا فوجی تھیلا بند کیا اور اس کو اپنی پیٹھ پر ڈال لیا — ''اگر ہمیں تین دن میں پانی نہ ملا تو ہم کوئی نہ کوئی چٹان اڑانےوالا مادہ استعمال کرینگے — یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی پہاڑ بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا — میں کل صبح سویرے آؤنگا — پانی آئیگا اور جلدی آئیگا — اچھا، خدا حافظ —،،

سمیرنوف بڑے اعتماد کے ساتھ وادی کی طرف اترنے لگا — آئی قیز اور عالم‌جان میز کے پاس سے اٹھ کر

ڈھال کے قریب بنچ پر اس طرح بیٹھہ گئے جیسے پہلے سے طے ہو—

''تم ناراض ہو گئے؟،، آئی قیز نے آہستہ سے کہا—
''شائد تم خیال کرتے ہو کہ میں غلطی پر تھی؟،،

''نہیں،، عالمجان نے بڑی خاکساری سے کہا—
''میری جان، تم ٹھیک کہتی ہو— میں غلطی پر تھا—،،

''عالمجان اکہ، واقعی تم یہی خیال کرتے ہو؟ دیکھو، تم کپاس کی بوائی کے لئے قادروف سے کم ذمےدار نہیں ہو— تم پر پارٹی کی ذمےداری بھی ہے— اس لئے تمہیں کالخوز پہنچنا چاہئے—،،

''آئی قیز، تم ٹھیک کہتی ہو، بالکل ٹھیک— میں تم کو قول دیتا ہوں کہ میرے کالخوز پہنچنے سے پہلے کوک بولاق کا پانی وہاں پہنچیگا— ہم یہ کر دکھائینگے—،،

ان کے شانے آپس میں رگڑ رہے تھے— آئی قیز کھسکی نہیں—

''تمہیں اس قدر بھروسہ ہے؟،، آئی قیز نے جذبات بھرے لہجے میں کہا—

''مجھے اپنے جتھے پر بھی اتنا ھی بھروسہ ہے جتنا اپنے آپ پر،، عالم جان نے کہااور پھر اس طرح جیسے وہ اپنے پیروں کے قریب والے گہرے غار میں کود رہا ہو کہنے لگا ,,لیکن مجھے اپنی پیاری محبوبہ پر اتنا بھروسہ نہیں ہے— کوک بولاق سے جوئے آب لانا اتنا دشوار نہیں جتنا اس کے منہ سے ,ھاں، سننا، حالانکہ یہ بہت ھی چھوٹا موٹا لفظ ہے—،،

آئی قیز نے اس کا ھاتھہ اٹھاکر ہتھیلی اپنے چہرے پر رکھہ لی اور دبائی— دونوں خاموش بیٹھے تھے— آئی قیز اپنے دل کے پرمسرت گیت سن رھی تھی— وہ گا رہا تھا: زندگی حسین ہے، آسمان شفاف ہے اور جس شاہراہ پر ہم دونوں کو جانا ہے سیدھی اور صاف ہے— وہ بیٹھی یہ گیت سنتی رھی لیکن وقت تو پلک جھپکاتے گزرتا ہے— اب رخصت ھونے کا وقت تھا—

''کیا جلد ھی امید کی جائے؟،، عالم جان نے پوچھا—

''جلد ھی میرے پیارے— کوک بولاق سے پانی نکلنے کے بعد یہ مختصر لفظ 'ھاں، شرمندۂ معنی ھونے میں دو ہفتے سے زیادہ نہیں لیگا...،،

۱۳

اس دن شام کو پروجکٹ کی اسسٹنٹ ڈائرکٹر آئی‌قیز نے اس حکم پر دستخط کئے کہ کل دوپہر کو بند کا سنگ‌بنیاد رکھا جائیگا —

دریائے آلتین‌سائی کے بہاؤ کا راستہ ایک گہری تنگ گھاٹی سے تھا — اس کا وحشی حسن پراسرار تھا اور ہمیشہ اس پر دھند سا چھایا رہتا تھا — صرف دوپہر کو سورج کی کرنیں اس کی گہرائیوں تک پہنچتی تھیں اور اس کی گہری سلیٹی رنگ کی دیواروں کو جو جلی‌جھلسی معلوم ہوتی تھیں، پراسرار روشنی سے منور کر دیتی تھیں — ان دیواروں پر لال لال دھبے پڑے تھے جو خون کے دھبے معلوم ہوتے تھے —

آلتین سائی کا وحشی پہاڑی چشمہ اچھلتا کودتا اس تنگ گھاٹی سے گزرتا تھا —

یہ بالکل سنسان اور جنگلی جگہ تھی — گرجتے ہوئے پانی کی آواز نے چڑیوں کو بھی ڈرا کر بھگا دیا تھا — لیکن نیچے بھی جہاں آلتین‌سائی گھاٹی سے الگ ہو گیا تھا اس کے پتھریلے کنارے سنسان اور اجاڑ تھے — بہار

میں بھی یہاں نرم نرم گھاس کے قالین نہیں دکھائی دیتے تھے — کنارے بالکل ننگے، مردہ اور سخت دھوپ سے جھلستے رہتے تھے — تمام جاندار سوائے انسان کے اس جگہ سے پناہ مانگتے تھے —

آدمی یہاں دریافتیں کرنے آئے، چٹانوں کے نمونے لئے، دریا کی گہرائی اور اس کے بہاؤ کی رفتار ناپی — انہوں نے پوری جگہ اور اس کے اطراف کا جائزہ لیا — اس کے بعد سیکڑوں کام کرنےوالے آن پہنچے، تنگ گھاٹی ایکسکیویٹر کی گھڑگھڑاھٹ سے گونجنے لگی — آدمی بند کی تہہ تیار کرنے لگے — چٹانیں زوردار دھماکے کے ساتھہ اڑ گئیں — انسان قدرت سے برسرپیکار تھا — کام کرنےوالوں کے گیت فضا میں گونج رہے تھے —

دریا اس غیر متوقع رکاوٹ کو اپنے راستے میں دیکھہ کر بپھر گیا اور غیظوغضب کی حالت میں ادھر ادھر جھپٹنے اور پانی کے لمبے لمبے سراٹے ادھر ادھر پھینکنے لگا — پانی عارضی بند سے سر ٹکراتا اور نکاس پانے کی کوشش کرتا — آدمیوں نے اس کے لئے نکاس کا راستہ بنا دیا، قید سے آزاد کردیا اور آلتین سائی اس راستے سے دیوانہوار بھاگ نکلا —

گاڑیوں اور لاریوں کا ایک لمبا کاروان ڈائنامائٹ سے توڑے ہوئے پتھر اور قریب کے گڈھوں سے کنکر نکال کر لا رہا تھا — اور گھاٹی کے کناروں پر ڈھیر کر رہا تھا جو پہاڑ کی طرح اونچے ہوتے جا رہے تھے — بعد کو جب بند کی تہہ مضبوط ہو جائیگی، تو اس پر یہ پتھر اور کنکر بچھا دئے جائینگے — پھر بند اونچا ہو جائیگا اور آلتین‌سائی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انسان کے قابو میں آجائیگا —

اس دن آئی‌قیز سورج نکلتے نکلتے اٹھہ بیٹھی — صبح سویرے کی گلابی روشنی صحن کی گھاس سے ہم‌آغوش تھی اور بائی‌چبار کی آنکھوں میں کھیل رہی تھی — اس کے سم تک گلابی روشنی سے نہائے ہوئے تھے —

دیہی سوویت پہنچ کر آئی‌قیز نے جورہ‌بائف کو ٹیلی‌فون کیا — اس نے صاف اور پراعتماد لہجے میں جورہ‌بائف کو بتایا کہ بند کی تہہ تیار ہوگئی ہے اور اس کے سنگ‌بنیاد رکھنے کا وقت بھی بتایا — جورہ‌بائف نے اس کو مبارک‌باد دی لیکن ساتھہ ہی یہ کہہ کر ناامید بھی کر دیا کہ وہ نہیں آسکیگا —

''اچھا اگر ہم اس کو کل تک کے لئے ملتوی کردیں تو آپ آسکینگے، کامریڈ جورہبائف؟''

''لیکن ملتوی کیوں کرو؟'' جورہبائف کے لہجے کی بشاشی ذرا کم ہو گئی — ''اگر ہر چیز تیار ہے تو ملتوی کرنا کہاں کی دانش‌مندی ہے؟ موجودہ حالات میں کوئی کام ملتوی کرنا جرم ہے — میرے بغیر شروع کر دو — اور آئی‌قیز، میں یہ مشورہ دونگا کہ کام میں ہنگامے اور شورغل کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی ذمےداری کے احساس کی — ہم بند کی تکمیل کے بعد جشن منائینگے —''

آئی‌قیز شرم سے سرخ ہو گئی اور جلدی سے رسیور رکھہ دیا —

جائےتعمیر کو واپس ہوتے ہوئے آئی‌قیز نے ان تمام کاموں کو اپنے ذہن میں دھرایا جو سنگ بنیاد رکھنے سے پہلے ہونےوالے تھے — تین دن سے سمیرنوف یہاں نہیں آیا تھا — وہ تمام وقت دوسرے حصوں میں مصروف رہا تھا اور چاہتا تھا کہ نہر جلد از جلد کھد جائے اور سوتے صاف ہوجائیں —

آئیقیز کو اس بات میں ذرا بھی شک نہیں تھا کہ وہ سمیرنوف کے خاکوں اور ھدایات کی لفظ بلفظ تعمیل کر رھی ھے اور اس کی طرف سے کام کی رھنمائی کر رھی ھے — وہ آنکھیں بند کرکے تمام نقشے دیکھہ سکتی تھی — ان کی ھر لائن اس کے دل پر نقش ھو گئی تھی —

''ھر چیز بالکل ٹھیک ھے،، اس نے ھر چیز کا اپنے ذھن میں باربار جائزہ لے کر کہا — ''ھم شروع کر سکتے ھیں، سمیرنوف شروع ھونے سے پہلے ھی آجائیگا —،،

اس کو اچھی طرح یاد تھا کہ سمیرنوف کے نقشوں میں گھاٹی کی دیوار میں گڈھے کھودنے کی اسکیم تھی جو بند کی تعمیر میں سہولت کے لئے بنائی گئی تھی اور سمیرنوف نے اپنے منصوبے کی وضاحت کرتے ھوئے بتایا تھا:

''بند کے سرے ان گڈھوں میں اٹکائے جائینگے اور جو پتھر ان گڈھوں سے نکالے جائینگے وہ بند کی تعمیر میں استعمال ھونگے —،،

سمیرنوف کا یہ خیال آئیقیز کو پسند آیا تھا — اس نے سوچا کہ سمیرنوف جائےتعمیر ھی پر تعمیری سامان فراھم کر لینا چاھتا ھے تاکہ مزدوروں کو زیادہ محنت

نہ پڑے—وہ چاہتا ہے کہ ان کو کانوں سے پتھر لانے کی ضرورت نہ ہو—لیکن مزدوروں نے اپنی بے نظیر کارگزاری اور ولولے سے اتنے پتھر اور کنکر لا کر صرف دو ہفتے میں ڈھیر کر دئے کہ گھاٹی کی دیوار میں گڈھے بنانے کا سوال ہی نہیں رہا—

دیواروں کو اپنی حالت پر رکھا جائے صرف بند کے دونوں سرے دیواروں پر ٹکے رہینگے—سنگلاخ دیواریں ان ٹوٹے ہوئے پتھروں اور کنکروں سے زیادہ قابل بھروسہ تھیں جن سے ان گڈھوں کو بھرنا پڑتا—اس کے علاوہ وقت میں بھی بچت ہو رہی تھی—دیواروں کو کھوکھلا کرنے میں کم از کم چار یا پانچ دن لگتے اور وقت بہت کم تھا—اب کپاس کی بوائی شروع کر دینی چاہئے—

بائی‌چیار اپنی مالکہ کے اشارے پر ہلکے قدم چل رہا تھا—اس کو دلکی سے نفرت تھی اور سرپٹ بھاگنے کا بڑا شوق تھا—لیکن آئی‌قیز اسے تیز نہیں چلنے دیتی تھی—

”یہ زمینیں بس آخری مرتبہ اپنی فطری حالت میں بیکار پڑی ہیں،، وہ ادھر ادھر دیکھ کر سوچ رہی تھی—”آئندہ بہار میں ان جھاڑیوں کی جگہ جتے ہوئے کھیت لہلہائینگے—

''سمیرنوف آدمی تیز ہے– اس نے ساری باتیں چٹکی بجاتے سمجھ لیں اور بڑی جرأت سے یہ فیصلہ کرلیا کہ آلتین‌سائی کے پانی کا رخ ٹھیک راستے کی طرف موڑ دیا جائے – بڑا جرأت‌آمیز منصوبہ ہے– اور ہمارے یہاں کے لوگ بھی بڑے منچلے ہیں – بس سمیرنوف کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ منصوبہ پورا کرنے پر تل گئے – بہت جلد بند گھاٹی کے کناروں کے برابر اونچا ہو جائیگا –''

منصوبے کے مطابق بند بالکل اس جگہ بننا تھا جہاں آبپاشی کی نہر گھاٹی سے ملنےوالی تھی – یہ گھاٹی اگرچہ گہری تھی لیکن اس کی سطح اس وادی کی سطح سے زیادہ اونچی تھی جس میں پانی جانا تھا –

سمیرنوف نے اس بات کا حساب بھی ٹھیک ہی لگایا تھا — حالانکہ پانی پچیس میٹر نیچے تھا لیکن اس کو اتنا زیادہ اوپر نہیں لایا گیا تھا –

خوشی، اعتماد اور زندگی کی لامحدود مسرت سے چور آئی‌قیز نے کاٹھی پر جھک کر لڑکوں کی طرح ایک وحشیانہ چیخ ماری اور کوڑا مار کر بائی‌چبار کو سرپٹ دوڑا دیا –

ھوا اس کے کانوں میں سیٹیاں بجا رہی تھی — بائی‌چبار تیر کی طرح اڑا جا رہا تھا —ھوا کی سیٹیوں میں مشینوں اور اوزاروں کی گھڑگھڑاھٹ ملی ھوئی تھی جو گھاٹی سے آرھی تھی —

آئی‌قیز نے وہ سڑک چھوڑ دی جس کو بےشمار پہیوں نے ھموار کر دیا تھا اور بائی‌چبار کی لگام بالکل ڈھیلی کردی — وہ صبارفتاری سے پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گیا — دوسری طرف گھاٹی کی پتھریلی دیوار تقریباً دس میٹر گہری چلی گئی تھی —

آئی قیز نے بائی‌چبار کو روک کر نیچے دیکھا — اس کے قدموں کے نیچے پانی کے اس ذخیرے کی تہہ تھی جو جلد ھی وجود میں آنےوالا تھا — آئی‌قیز گھوڑے سے کودی اور ڈھال پر کافی جھک گئی — ایکسکیویٹر وھاں سے جا چکا تھا — کام کرنےوالوں کا ایک جتھہ ذخیرے کی تہہ میں بیٹھا تھا اور جہاں تک وہ اندازہ لگا سکی ان دو آدمیوں کی باتوں کو سن رھا تھا جو گھاٹی کی دیوار کے قریب کھڑے تھے —

آئی‌قیز نے دیکھا ان میں ایک تو تعمیری کام کا نگراں جلالوف تھا اور دوسرا ''اکتوبر'' کالخوز کے جتھے

کا لیڈر — جلالوف پستہ‌قد اور گٹھے جسم کا آدمی تھا — وہ ھری جیکٹ پہنے تھا — اس کی ٹوپی سر پر پیچھے کی طرف کھسکی ھوئی تھی اور چوڑی چکلی پیشانی اور سر کا گنجا حصہ دکھائی دے رھا تھا — جلالوف دوسرے آدمی کی باتیں بڑے غور سے سن رھا تھا اور اس کی بات سے اتفاق کرتے ھوئے سر ھلاتا جاتا تھا —

اس بات سے مطمئن ھوکر کہ تہہ میں کام ختم ھو چکا ھے آئی‌قیز کنکروں کی کانوں کی طرف مڑی — اس نے دیکھا کہ گاڑیوں اور لاریوں کا ایک قافلہ کنکروں سے چوٹی تک لدا ھوا راستے پر چلا آ رھا ھے — لیکن اتنے فاصلے سے یہ دیکھنا ممکن نہیں تھا کہ خود کانوں میں کیا ھو رھا ھے — وہ اچک کر پھر گھوڑے پر بیٹھی ور پہاڑی سے اترنے لگی — وہ سوچ رھی تھی کہ پہلے کنکر کے کانوں کی طرف جائیگی اور پھر وھاں جہاں سے پتھر لائے جا رھے ھیں —

اس نے اپنی کلائی کی گھڑی دیکھی — کافی وقت تھا — ابھی تو دس بجے تھے —

جلالوف نے آئی‌قیز کو پہاڑی کی چوٹی پر دیکھ کر پکارا، اپنے ھاتھ ھلائے — لیکن آئی‌قیز نے نہیں سنا

اور آگے بڑھ گئی — جلالوف تنگ راستے پر تیزی سے
اوپر چڑھنے لگا —

آئی‌قیز کنکر کی کان میں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہری —
اس نے دیکھا کہ ہر چیز ٹھیک ٹھاک ہے — کام
کافی تیزی سے جاری ہے — کان سے گاڑیوں اور لاریوں
کا سلسلہ برابر جا رہا تھا اور دوسری طرف سے خالی
گاڑیوں اور لاریوں کی قطار آرہی تھی —

اب وہ وہاں پہنچی جہاں سے پتھر لائے جا رہے تھے —
یہاں بھی لوگ اسی طرح زوروں میں کام کر رہے
تھے لیکن گاڑیوں اور لاریوں کا قافلہ ذرا آھستہ چل رہا تھا
کیونکہ پتھر کنکر سے بھاری ھوتے ھیں —

اس جگہ رات کو بارود بچھا دی گئی تھی اور صبح
سویرے سیکڑوں دھماکے ایک ساتھ ھوئے تھے اور
سب مل کر ایک زبردست دھماکہ بن گئے تھے جس نے
سب کچھ توڑپھوڑ کر رکھ دیا تھا اور اس کی دھمک
دور دور تک گونج گئی تھی — اب چٹانیں اور بڑے بڑے
پتھر ٹکڑے ٹکڑے ھوکر زمین پر پڑے تھے، ان کے
کٹے ھوئے کنارے سورج میں اس طرح چمک رہے تھے
جیسے ان پر نمک چھڑک دیا گیا ھو —

آئی‌قیز نے دیکھا کہ دو کمسن لڑکے ایک بڑا پتھر اٹھا کر لاری پر لاد رہے ہیں — لیکن پتھر بہت بھاری تھا — وہ گھوڑے سے کود پڑی کہ لڑکوں کو جا کر ڈانٹے کہ اپنی طاقت سے زیادہ کام کرنے کی کیوں کوشش کر رہے ہیں — اتنے میں اس نے قادروف کو دیکھا — وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا اور لڑکوں کو پتھر سے دست‌وگریباں دیکھ رہا تھا — اس کے چہرے پر طنز کی جھلک تھی — صدر حسب‌معمول ٹھاٹھ باٹھ سے تھا —

''صبح بخیر، کامریڈ قادروف،، آئی قیز نے خوش‌مزاجی سے پکارکر کہا — ''اب بھی آپ دوسروں کا کام دور سے دیکھ‌کر تعریف کر رہے ہیں؟ آئیے، اس کے بجائے ہم ان کی مدد کریں، ہے نا؟،، اور وہ جلدی سے لڑکوں کو مدد دینے بڑھ گئی —

''کامریڈ عمرزاقووا، تم کو ڈھونڈھنا مشکل ہو گیا،، اس کے پیچھے کسی نے ہانپتے ہوئے کہا —

آئی‌قیز جلدی سے مڑی — جلالوف کھڑا تھا — اس کا چہرہ تھکن سے سرخ ہو گیا تھا اور سانس پھولی ہوئی تھی —

’’میں رات کو نہیں تھا لیکن آج صبح مجھے معلوم ہوا کہ تم نے دوپہر کو بند بنانے کا حکم دے دیا ہے— میرے خیال میں یہ سچ نہیں ہے؟‘‘

’’بالکل سچ ہے، کیوں؟‘‘

’’لیکن منصوبے کے متعلق کیا کہتی ہو، کامریڈ عمرزاقووا؟ اس کے مطابق تو ہمیں گھاٹی کی دیواروں میں گڈھے بنانا ہیں —‘‘

’’اب اس کی ضرورت نہیں ہے— ہمارے پاس اس کے بغیر کافی سامان ہے— وقت اور محنت ضائع کرنے سے کیا حاصل —‘‘

جلالوف متحیر تھا —

’’کامریڈ عمرزاقووا، لیکن کیا تم کو معلوم نہیں کہ دیواروں میں گڈھے بنانے کا مقصد زیادہ پتھر حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ بند کو مضبوط سہارا دینا ہے— یہ گڈھے بند پر ایک سیدھ میں بنائے جائینگے — کامریڈ عمرزاقووا، بہتر یہ ہوگا کہ اچھی طرح سوچ لو— کچھ گڑبڑ نہ ہوجائے — ممکن ہے کہ پانی کی سطح گھاٹی کی چوٹی تک پہنچنے کے بعد یہ پتہ چلے کہ دیواروں سے پانی چھن سکتا ہے— اس وقت کیا ہوگا؟ دباؤ کے ماتحت پانی

کو نکلنے کے دوسرے راستے مل جائینگے اور چند مہینوں میں بند بہہ جائیگا... یہ بڑی تباہی ہوگی —،،

آئی‌قیز جلالوف کی طرف سے تھوڑا سا مڑ گئی — اس کے شانے جھک گئے — وہ جلالوف کے الفاظ کو بڑے غوروفکر کے ساتھہ تول رہی تھی —

اچانک وہ بےساختہ قہقہہ مار کر ہنسی جیسے مزے میں ہنسا کرتی — اس نے دوڑ کر ایک پتھریلی چٹان پر زور سے مکہ مارا — اس کا ہاتھہ چھل کر لال ہو گیا جیسے اس نے اپنے ہونٹوں سے دبا لیا لیکن آنکھوں میں اب بھی ہنسی کھیل رہی تھی —

''کیا واقعی تمہارا یہ خیال ہے کہ بند کے لئے قدرتی پتھریلی چٹان سے زیادہ بھی کوئی روک ہو سکتی ہے؟ سچ سچ تم یہ سمجھتے ہو کہ پانی بند کو نہیں توڑ سکیگا لیکن قدرتی چٹان کو توڑ دیگا؟ اور اس کو بہالے جائیگا؟ ارے، کامریڈ جلالوف، تم تو واقعی فضول بات کررہے ہو!،،

اس نے خوشی سے اپنے چاروں طرف دیکھا اور اچانک غور کیا کہ کام کرنےوالوں نے ان کے گرد حلقہ کر لیا ہے — ''اچھا تو یہ لوگ ہماری باتیں سن رہے تھے،،

آئی قیز نے سوچا — آئی قیز ایک پتھر پر کھڑی ہو گئی اور ان لوگوں سے کہنے لگی:

''ساتھیو، تم نے کام کیوں روک دیا؟ ہم ٹھیک چالیس منٹ بعد بند کی بنیاد ڈالنا شروع کر دینگے —''

آئی قیز کبھی فضول باتیں نہیں کرتی تھی — عمرزاق آتا کہا کرتا تھا کہ اس کی بیٹی بلا سمجھے بوجھے کوئی بات نہیں کہتی — آئی قیز کو اس میں ذرا بھی شک نہیں تھا کہ لوگ فوراً کام پر واپس جائینگے لیکن اس کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ اپنی جگہوں پر کھڑے رہے — آئی قیز کو اب احساس ہوا کہ یہ لوگ جلالوف سے متفق تھے، اس سے نہیں —

اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جلتے ہوئے بدن پر گھڑوں ٹھنڈا پانی انڈیل دیا ہو — وہ پتھر سے کود کر نیچے آگئی لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے —

ایک بڑا پسینے سے تر ہاتھ اس کے شانے پر پڑا — آئی قیز اچانک مڑی — یہ قادروف تھا — اس کا روکھا چہرہ ہمدردانہ مسکراہٹ سے چمک رہا تھا، صرف اس کی چھوٹی آنکھوں کی گہرائیوں میں کینہ جھلک رہا تھا —

قادروف کو اس جھگڑے میں مزا آ رہا تھا —
اس نے آئی‌قیز پر چوٹ کرتے ہوئے کہا ''سکشن کی بڑی نگراں اور پروجکٹ کی اسسٹنٹ ڈائرکٹر صاحبہ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ آپ اس بات پر پھر سے غور کرکے اپنا حکم منسوخ کر دیں — میں آپ کو یہ بھی مشورہ دونگا کہ منصوبے کے خلاف کوئی نیا فیصلہ نہ کریں — میں آبپاشی کا کوئی بڑا ماہر نہیں ہوں لیکن اتفاق سے آپ بھی نہیں ہیں...'' قادروف نے اپنی آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا — ''لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اس معاملے میں آپ کا نہیں، جلالوف کا خیال ٹھیک ہے — عزیز کامریڈ، آپ ذرا جلدباز واقع ہوئی ہیں... اور یہ کوئی حیرت کی بات بھی نہیں ہے — نئے نویلے اور ناتجربےکار کام جلدی اور نئے طریقے سے کرنے کے لئے بے چین رہتے ہیں — لیکن ہم آپ کو برا نہیں کہتے — کمزوریاں کس میں نہیں ہوتیں؟ میں خود خامیوں سے بھرا ہوں —''
جس لہجے میں قادروف نے سب لوگوں کے سامنے آئی‌قیز سے باتیں کیں اس سے آئی‌قیز کے وقار کو زبردست ٹھیس لگی — اپنی توہین کے خیال سے اس کا گلا رندھ گیا —

اس نے قادروف کا ہاتھ جھٹک کر الگ کر دیا اور جلالوف کی طرف مڑ گئی — وہ ایک منٹ تک خاموش کھڑی رہی — ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس نے اپنے گھمنڈ پر قابو پالیا تھا اور اپنے مخالف کے الفاظ کو اچھی طرح تول رہی تھی — لیکن یہ بات نہ تھی — آئی‌قیز کو ذرا بھی شبہ نہ تھا — اس کو بالکل یقین تھا کہ اس کی بات ٹھیک ہے — وہ اپنے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے رک گئی تھی — وہ نہیں چاہتی تھی کہ لوگ، یہ دیکھیں کہ قادروف کے الفاظ نے اس کو کتنا دکھ پہنچایا ہے — وہ ان لوگوں کے سامنے اپنا ذہنی توازن نہیں کھونا چاہتی تھی —

ایک منٹ کے بعد آئی قیز نے بڑے سکون سے جلالوف کی طرف دیکھا — اس کی آواز میں سختی اور عزم تھا —

"کامریڈ جلالوف، حکم جاری کرنے سے پہلے میں نے سب باتیں اچھی طرح سوچ بچار لی تھیں — آج صبح میں نے ضلع پارٹی کمیٹی کے سکریٹری سے بھی باتیں کیں — انہوں نے کہا کہ اگر بند کی تہہ تیار ہے تو ہمیں ایک گھنٹہ بھی دیر نہ کرنا چاہئے — کامریڈ جلالوف، میں اس سکشن کی بڑی نگراں اور پروجکٹ کی اسسٹنٹ

ڈائرکٹر کی حیثیت سے تم سے درخواست کرتی ہوں کہ کام شروع کردو،، آئیقیز نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا ''پچیس منٹ بعد — بس سجھه کو یہی کہنا ہے — سہربانی کرکے میرے حکم پر عمل کرو —،،

جلالوف نے اپنے شانے جھٹکے — وہ حیران تھا اور ناراض بھی — وہ گھوم کر آہستہ آہستہ گھاٹی کی طرف جانے لگا — لیکن چند قدم چل کر پھر رک گیا اور مڑکر آئیقیز پر نظر ڈالی — آئیقیز نے دیکھا کہ اس کی نگاہوں میں پدرانہ شفقت سی جھلک رہی ہے —

''اچھا، کام تمہارے حکم کے مطابق ہوگا،، اس نے صاف دلی سے کہا — ''ہم پچیس منٹ بعد کام شروع کر دینگے — لیکن یہ کام اہم ہے — میں کامریڈ سمیرنوف کو بلاؤنگا — اس موقع پر ان کا ہونا بہتر ہوگا —،،

''تمہارا یہ کام میں بخوشی کر دونگا، کامریڈ جلالوف،، قادروف نے بڑے اخلاق سے یہ پیش کش کی — ''میرے پاس کار ہے — میں جاکر ذاتی طور پر کامریڈ سمیرنوف سے ملونگا اور انہیں سب بتاؤنگا — کوئی پریشانی کی بات نہیں...،،

اس بات سے آئیقیز چڑھ گئی —

''کامریڈ قادروف، تم جلدبازی سے کام لے رہے ہو،، وہ پریشان ہوکر زور سے چلائی — اس نے بڑی کوشش سے اپنے آنسو روک کر کہا ''تم گھاٹیوں میں کار نہ لے جا سکوگے اور گھوڑے پر تم سوار ہو نہیں سکتے —— تمہارا سوٹ خراب جائیگا— میں خود جا کر کامریڈ سمیرنوف کو تلاش کرونگی! بائی‌چبار، ادھر آنا!،،

وہ گھوڑے پر اچک کر بیٹھی اور سرپٹ روانہ ہو گئی—

''پچیس منٹ بعد کام شروع کر دینا،، آئی قیز نے جلالوف کے پاس تیزی سے گزرتے ہوئے کہا — ''ہنگامہ ذرا کم اور ذمےداری کچھہ زیادہ — ہم جشن بعد کو منائینگے —،،

وہ وہاں پہنچی جہاں سے ینغاق‌سائی پہاڑوں سے نکلتا تھا — لیکن کام کرنےوالوں نے بتایا کہ سمیرنوف صبح سویرے عالم‌جان سے ملاقات کرنے کوک‌بولاق چلا گیا ہے— آئی قیز گھاٹی کے اوپر چڑھنے لگی اور ذرا دیر میں اس نے دیکھا کہ سمیرنوف اس کی طرف آرہا ہے —

''سلام ، آئی قیز،، اس نے زور سے کہا — ''میں تو تم سے ملنے جا رہا تھا— تمہارے یہاں کام کیسا چل رہا ہے؟ کیا بند کی تہہ بالکل تیار ہو گئی ہے؟،،

آئی‌قیز گھوڑے سے اتر پڑی اور لگام کاٹھی پر ڈال کر
بائی‌چبار کو راستے پر چھوڑ دیا — وہ اور سمیرنوف ایک
گول چٹان پر بیٹھ گئے — سمیرنوف کا چہرہ گرد کی
وجہ سے بھورا ہوگیا تھا — اس کی بھوؤں اور ٹھڈی کے
مسّے پر گرد جمی ہوئی تھی —

آئی‌قیز نے اپنی ناراضگی کا تمام حال بیان کیا، اس
کے وقار کو جو ٹھیس لگی تھی اور قادروف کے خلاف
جو غم‌وغصہ تھا، وہ سب کچھ جلدی جلدی بیان کرتی
جا رہی تھی — اس کو سمیرنوف کی حمایت کی ضرورت
نہیں تھی بلکہ اپنی ناراضگی کا اظہار کرکے غم‌وغصے
کے بوجھ کو اتار پھینکنا چاہتی تھی —

جب وہ جلالوف سے اپنے جھگڑے کا حال بیان
کر رہی تھی اس وقت سمیرنوف نے اس کی طرف کن‌انکھیوں
سے عجیب طرح دیکھا — اس کی گردآلود بھویں چڑھیں
اور پھر نیچے آئیں — آئی‌قیز رک گئی —

''ایک منٹ رکنا، ایک منٹ،، سمیرنوف نے حیرت سے
پوچھا ''بنیاد، تم نے کہا؟ بنیاد کیوں؟ کیا کھدائی
ختم ہو گئی؟،،

''ہاں، ختم ہو گئی،، آئی قیز نے کہا لیکن وہ گھبرا گئی —

''اور انہوں نے گھاٹی کی دیواروں میں گڈھے بھی بنا لئے؟،،

''نہیں — لیکن ہمارے پاس فاضل سامان ہے، ایوان نکیتیچ — گھاٹی کی دیواریں بہت مضبوط ہیں — وہ اس بند سے زیادہ مضبوط ہیں جو ہم بنا رہے ہیں — ان کے بہہ جانے کا کوئی سوال نہیں ہے —،،

''اور تم نے بنیاد ڈلوانا شروع کردی؟،، سمیرنوف نے زور سے چیخ کر کہا — ''میں تم سے پوچھتا ہوں: کام شروع ہو گیا؟ بولو، میں تم سے پوچھتا ہوں!،،

''ہم نے کام شروع کردیا ہے،، آئی قیز نے مردہ آواز میں کہا جو مشکل سے سنائی دے رہی تھی —

لیکن سمیرنوف اپنی اونچی آواز میں چیختا رہا — اس کا رویہ اتنا غیرمتوقع تھا کہ آئی قیز ڈر گئی —

''میں آپ سے عرض کرونگا کہ اس صورت میں پانی ایک مہینے کے اندر بند بہالے جائیگا — ایک ایک پتھر بہ — اس کو بالکل ملیامیٹ کر دیگا — میں آپ سے یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں — بڑی آئیں، تعمیری کام کی ماہر —

ابھی بچہ اور اناڑی ہو لیکن خودپسندی کی حد نہیں...
آخر تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ ارے، تم!،،
سمیرنوف نے آئی‌قیز کے ہاتھہ سے کوڑا چھین لیا،
بائی‌چبار کی طرف بھاگا اور رکابوں میں پیر ڈالے بغیر
اچک کر گھوڑے کی پیٹھہ پر تھا —
بائی‌چبار بگڑا اور الف ہوا لیکن سمیرنوف نے اس
کو اپنے مضبوط ہاتھہ سے سیدھا کیا اور زور سے کوڑا
مارا — بائی‌چبار ہوا ہو گیا — وہ گھاٹی کے نیچے جا رہا
تھا اور اس کی ٹاپوں سے پتھر اڑ اڑ کر کھڑکھڑا رہے تھے —

۱۴

آئی‌قیز کے لئے دنیا اندھیر ہوگئی — وہ نیچے گھور
رہی تھی — اسے کچھہ نہیں دکھائی دیتا تھا —— نہ
تو چٹیل راستے پر بیٹھتی ہوئی گرد اور نہ گرد کے بادلوں
میں سمیرنوف کی پشت —
اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار پھوٹ پڑی — وہ
نا‌امیدی میں پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی — وہ رو رہی
تھی کہ سمیرنوف نے اس کو ترقی دے کر سکشن کا بڑا
نگراں بنایا اور اس نے کام چوپٹ کردیا — وہ رو رہی تھی

کہ جس منصوبے کی وضاحت سمیرنوف نے بہت اچھی طرح اور سمجھداری سے کی تھی اس پر وہ عمل نہ کر سکی — یہ یاد کرکے رو رہی تھی کہ جب وہ پروجکٹ کی اسسٹنٹ ڈائرکٹر مقرر ہوئی تھی اس وقت قادروف کے منہ میں غصے سے جھاگ آگیا تھا اور اس نے کہا تھا کہ وہ بہت کمسن اور ناتجربےکار ہے لیکن اس وقت قادروف کی بات کی کسی نے بھی پروا نہیں کی تھی — وہ اس بات پر رو رہی تھی کہ مستقبل میں اس کی ترقی کے امکانات اور پرلطف زندگی ختم ہو گئی — وہ واقعی یہ سمجھ رہی تھی کہ اس کی عملی سرگرمیاں ختم ہو گئیں — وہ رو رہی تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اس نے کسانوں، ضلع پارٹی کمیٹی، جورہبائف اور عالمجان کو دھوکہ دیا ہے اور ان کا ساتھ نہیں دے سکی ہے —

عالمجان کا خیال آتے ہی اس کی پوری ہستی، دل و دماغ اور اس کی غمگین روح یہ پکار اٹھی کہ کاش وہ اس وقت موجود ہوتا — عالمجان سے بہتر اس کے دکھ درد کو اور کون سمجھ سکتا ہے؟ اگر وہ، اس کا اپنا محبوب، اس کو تسلی اور دلاسا نہ دیگا تو اور کون دیگا؟

''مجھے اس کے پاس جانا چاہئے! سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہے— میں اسے سب کچھہ بتاؤنگی— میرا یہ مطلب نہ تھا... میرا یہ مطلب نہ تھا... میں تو جو بہتر سمجھتی تھی وہ کرنا چاہتی تھی... اسے فیصلہ کرنے دو—— چاہے وہ مجھے دھتکار کیوں نہ دے— لیکن وہ میری بات سمجھیگا— صرف وہی سمجھہ سکتا ہے—،،

وہ چل نہیں رہی تھی بلکہ بھاگ رہی تھی— اس کے بوٹ کی ایڑیاں پتھروں پر پڑکر مڑ اور پھسل رہی تھیں— وہ کوک‌بولاق کی طرف بھاگی جا رہی تھی— عالم‌جان کے پاس، صرف عالم‌جان...

وہ اچانک رک گئی...

اس کو عالم‌جان کے پاس ہرگز نہ جانا چاہئے— عالم‌جان خود اپنی ذمےداریوں اور فکروں میں مبتلا ہے— اس نے کوک‌بولاق سے پانی نکالنے کا وعدہ کیا ہے اور اس کو یہ کام ہر قیمت پر کرنا ہے— وہ اپنے آدمیوں کے ساتھہ کام میں جٹا ہوا تھا... کیا اس کو عالم‌جان کے پاس جانے کا حق تھا؟ وہ اس کے پاس کیا لے کر جائیگی؟ آنسوؤں، شکایتوں اور اپنی ناکامی کے اعتراف

کے سوا اور کیا ہے اس کے پاس؟ وہ ایک زبردست جنگ لڑ رہا ہے — کیا اس کی ہمت بڑھانے کا یہی طریقہ ہوگا کہ اس کے پاس آنکھوں میں آنسو بھرے جائے اور کہے ''عالم جان، اگر تم مجھه سے محبت کرتے ہو تو میری مدد کرو، میری حمایت کرو اور مجھے تسلی دو —'' کیا وہ اس سے یہی کہیگی ؟ آئی قیز، اب تیرا گھمنڈ، وقار اور محبت کہاں گئی؟ کیا تیری محبت کا یہی نظریہ ہے — بس محبوب کے سہارے رہو، کبھی اس کی مدد نہ کرو، جدوجہد میں اس کی ہمت نہ بڑھاؤ؟

آئی‌قیز ان تمام خیالوں سے کچل گئی — وہ تھک گئی تھی اور کمزوری محسوس کر رہی تھی — وہ راستے کے بیچوں‌بیچ میں رک گئی اور اپنے آپ سے کہنے لگی ''مجھے دیہی سوویت جاکر ضلع پارٹی کمیٹی کو ٹیلی‌فون کرنا چاہئے اور کامریڈ جورہ‌بائف سے اپنی زبردست غلطی کی رپورٹ بڑے سکون کے ساتھه اپنے آپ کو بچائے بغیر دینا چاہئے — کمیونسٹ خود میرے متعلق فیصلہ کر لینگے —''

آئی‌قیز کو اس اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن بھی نہیں نظر آ رہی تھی — وہ گاؤں کے قریب پہنچ چکی

تھی جب اس کے کانوں میں گھوڑوں کی ٹاپوں کی تیز آواز لے تال کے ساتھہ آئی — لیکن آئی‌قیز بلا مڑے آگے بڑھتی رہی — ٹاپوں کی آواز قریب آگئی اور اس نے سر اٹھاکر دیکھا —

یہ سمیرنوف اور جلالوف تھے — سمیرنوف ایک اجنبی گھوڑے پر سوار تھا اور جلالوف بائی‌چبار کی لگام پکڑے ہوئے آ رہا تھا — سواروں کے چہرے گرد سے سیاہ ہو رہے تھے لیکن آئی‌قیز نے خیال کیا کہ خفگی سے ان کی یہ حالت تھی —

وہ سڑک کے کنارے ٹھہر گئی تاکہ وہ گزر جائیں — اس کا خیال تھا کہ وہ اس کی غلطی کی رپورٹ کرنے ضلع پارٹی کمیٹی جا رہے ہیں — اس کا دل مسوسنے لگا — وہ اپنے لئے نہیں، اپنے باپ کے متعلق سوچ رہی تھی — بیٹی کی بدنامی سے باپ کے نام پر بھی دھبہ آئیگا —

لیکن حیرت کی بات یہ ہوئی کہ سوار آئی‌قیز کے برابر آکر رک گئے اور گھوڑوں سے اتر پڑے — سمیرنوف تو ہانپ رہا تھا — دونوں آدمی ایک درخت کے سائے میں دھم سے گھاس پر بیٹھہ گئے —

آئی‌قیز تذبذب کے عالم میں سڑک کے کنارے کھڑی تھی —

''آئی‌قیز، تم ہمارے پاس کیوں نہیں آتیں،، سمیرنوف نے اس سے پکارکر کہا — ''یہاں آ کر بیٹھو — ،،

اس نے جیب سے تمباکو کی تھیلی نکالی اور انگلی کے برابر موٹی سگریٹ بنائی — جلالوف نے بھی اس کی پیروی کی اور اتنی ھی بڑی سگریٹ اپنے لئے بھی بنالی —

آئی‌قیز ان کے پاس چلی تو گئی لیکن بیٹھی نہیں — وہ سمیرنوف کے پیچھے درخت سے چمٹی اور اس کی کھردری چھال سے اپنا چہرہ دبائے کھڑی رھی — کئی منٹ خاموشی سے گزر گئے — سمیرنوف اور جلالوف بڑے چاؤ سے سگریٹ کا دھواں نگل رہے تھے —

''فضا تنور کی طرح گرم ھے،، سمیرنوف نے کہا —

''کام گرم ھے، سورج گرم ھے اور لوگ گرم ھیں — میرے خیال میں اسی لئے اتنی تپش ھے،، جلالوف نے جواب میں کہا —

وہ ذرا دیر تک خاموشی سے سگریٹ پیتے رہے —

''آئی‌قیز، اتنی چپ چپ کیوں ھو؟ اور ھو کہاں؟،، سمیرنوف میں کھڑے ھونے کی سکت نہیں تھی — اس

نے اپنی گردن ادھر ادھر گھمائی لیکن لڑکی کا چہرہ نہیں نظر پڑا — ''تم کسی نفسیاتی المئے میں مبتلا ہو یا معاملہ ٹھنڈا پڑ رہا ہے؟''

''نہیں، معاملہ ٹھنڈا نہیں پڑ رہا ہے'' آئی قیز نے آہستہ سے کہا — ''اور کبھی نہ ہوگا — میں... میں نے تو بند کو تقریباً تباہ کر دیا تھا — لوگ تو ایسی باتوں کے لئے عدالت کے کٹہرے میں کھڑے کر دئے جاتے ہیں...'' وہ پھوٹ کر رونے لگی اور درخت کو زور سے چمٹ گئی — وہ پہلے کی طرح نراس ہو کر پھر خوب روئی —

سمیرنوف جلدی سے اٹھ کر اس کے پاس آیا — جلالوف کافی ہوشیار تھا وہ جا کر گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے لگا اور خواہ مخواہ کے لئے سیدھی کاٹھی کو اور سیدھی کرنے میں لگ گیا —

سمیرنوف نے لڑکی کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور جذبات سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہنے لگا:

''آئی قیز، تم لاجواب لڑکی ہو — یہ ایمان کی بات ہے — میں ایسی باتیں عموماً نہیں کہتا لیکن تم نے

مجھے یہ کہنے پر مجبور کر دیا — ہاں تم نے غلطی کی، بہت زبردست غلطی...،،

''اور میری غلطی...،،

''ہاں، یہ زبردست غلطی ہے، میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا — میں تم کو دلاسا نہیں دے رہا ہوں — میں چاہتا ہوں کہ تم سارا معاملہ سچائی کے ساتھ سمجھ لو — آدمی کو چاہئے کہ اپنی غلطیاں بر وقت سمجھ لے اور باشعور طور پر ان کو ٹھیک کرلے — تم نے جلالوف اور مجھ کو حقیر سمجھا، یہ برا کیا — تم نے ان تمام دوستوں کو حقیر سمجھ کر برا کیا جو تمہارے ساتھ مل جل کر برسوں سے کام کر رہے ہیں — ظاہر ہے ہم تو یہ نہیں کر سکتے تھے کہ تم سے غیرشعوری طور پر جو غلطی ہو رہی تھی اس کو ہونے دیں اور تباہی آنے دیں — تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ تمہارے بہت سے سچے اور پرخلوص دوست ہیں — ان میں سے ہر شخص مشکل کے وقت تمہاری مدد کے لئے تیار رہتا ہے لیکن وہ تم کو آنسو نہ بہانے دینگے کیونکہ یہ مشغلہ نہ تو خوشگوار ہے اور نہ کارآمد — کہنا یہ ہے کہ جلالوف اور میں نے تمہاری غلطی کو ابتدا ہی میں دور کر دیا

ہے— کافی وقت ہے— گڈھے کل بنائے جائینگے — سب کچھه ٹھیک ہے— بند پر لوگ تمہارے منتظر ھیں —،،

آئی‌قیز نے حیران ہوکر سمیرنوف اور جلالوف کی طرف دیکھا — جلالوف بائی‌چبار کی کاٹھی تھپ تھپاکر اس کو گھوڑے پر بیٹھنے کے لئے بلا رہا تھا —

آئی‌قیز کے حواس بہت ھی آہستہ آہستہ اپنی اصلی حالت پر واپس آنے لگے —

”یہ میرا حکم ہے،، سمیرنوف نے سخت کاروباری لہجے میں کہا تاکہ آئی‌قیز کی آنکھوں میں آنسوؤں کا امڈتا ہوا نیا سیلاب رک جائے ”کل دوپہر کو تمہیں بند کے ڈھانچے کی تعمیر شروع کر دینا ہے— صاف بات ہے نا؟ یہ کام پورا ہونے کے بعد ہم زوردار افتتاح کرینگے— کامریڈ عمرزاقووا، تم کو اور جلالوف کو چاہئے کہ جشن کی اسکیم بنانا شروع کر دو — گھوڑے پر سوار ہو، آئی قیز!،،

١٥

عالم‌جان آدھی رات کے سناٹے میں اپنے خیمے واپس آیا — تمام روشنیاں گل ہو چکی تھیں — تھکے ماندے لوگ اپنے اپنے خیموں میں سو رہے تھے جو عجلت میں لگا

دئے گئے تھے — عالم‌جان نے کپڑے اتارنے کی فکر نہیں کی، صرف اس نے تھکے پیروں سے بوٹ اتار کر پھینکے اور بستر پر پڑ گیا — اس نے اپنے ہاتھ سر کے نیچے رکھ لئے — اس کے بدن کا رویاں رویاں چلا رہا تھا ”سو جاؤ. سو جاؤ —“

لیکن نیند نہیں آ رہی تھی —

اتنے دن جدوجہد کرتے گزر گئے! اس کی ٹیم میں کالخوز کے بہترین آدمی تھے — کوک بولاق تو مل گیا تھا لیکن اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا تھا — عالم جان نے کمیونسٹ کی حیثیت سے قول دیا تھا کہ وہ بقیہ تین دن کے اندر پانی کا دہانہ معلوم کرکے رہیگا —

اچانک عالم‌جان اٹھ کر بیٹھ گیا جیسے اس کو کوئی دھکا لگا ہو — اس نے تیزی سے اپنے بستر کے آس پاس کچھ ٹٹولنا شروع کیا — اس کے بوٹ کہاں تھے؟ آخر کہاں چلے گئے؟ اس کا ہاتھ درخت کی شاخوں سے بنی ہوئی خیمے کی دیوار سے ٹکرا گیا اور پورا خیمہ ہلنے لگا — لعنت ہو اس خیمے پر!

ذرا دیر بعد عالم‌جان ٹٹول ٹٹول کر سمیرنوف کے خیمے کی طرف جا رہا تھا — گھاٹی میں بےحد اندھیرا تھا —

سمیرنوف کے خیمے کے اندر ھلکی ھلکی روشنی تھی — چھوٹی سی میز پر پیرافین کا لیمپ جھلملا رھا تھا — دور والے کونے میں سوکھی گھاس کے ڈھیر پر اپنی برساتی بچھائے سمیرنوف لیٹا خراٹے لے رھا تھا —

"ایوان نکیتچ"، عالمجان نے ھلکے سے پکارا — "پیارے دوست اٹھو، مجھے تمہاری سخت ضرورت ہے، ایوان —"

خراٹے ایکدم رک گئے — سمیرنوف نے کوشش کرکے اپنی نیندبھری آنکھیں کھولیں — وہ لیٹا ھوا اس آدمی کو گھور رھا تھا جس نے رات میں اس کی نیند خراب کی تھی — اس آدمی کی پیٹھ روشنی کی طرف تھی — سمیرنوف ابھی اچھی طرح ھوشیار نہیں ھوا تھا اس لئے پہلے پہل تو اسے پہچانا نہیں —

عادت کے مطابق اس نے اپنے تکیہ کے نیچے ھاتھ ڈال کر عینک نکالی اور لگائی "ارے تم ھو، تم!"، اس نے کہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا —

"کیا بات ہے؟ کچھ گڑبڑ ھو گئی؟"، اس نے پوچھا — اب وہ اچھی طرح جاگ پڑا تھا —

''نہیں دوست، کچھه گڑبڑ نہیں ہے— لیکن اگر هم نے توجه نہیں کی تو هو جائیگی—،،

''هو جائیگی؟،،

''هاں—،،

''زبردست گڑبڑ؟،،

''هاں، کچھه اسی طرح کی بات—،،

''یه بات تم جھوٹ کہه رہے هو،، سمیرنوف نے اطمینان سے کہا اور اپنے تھکے هوئے بدن کو آرام پہنچانے کے لئے انگڑائی لی—

اس کی زوردار انگڑائی سے عالمجان ڈر گیا که کہیں اس کے رگ پٹھے پھٹ نه جائیں—

''مجھے ٹھکانے سے صاف صاف بتاؤ که آخر میری نیند کیوں حرام کردی— کیا کوک‌بولاق دھوکا دے کر نکل گیا؟ تم نے تو ابھی اس کو ڈھونڈا تھا اور وه پھر هاتھه سے نکل گیا! تم کو چاهئے تھا که اس کو زنجیروں سے باندھه کر رکھتے، پیارے—،،

''نہیں، کوک‌بولاق تو هاتھه سے نہیں نکلا ہے لیکن مشکل یه ہے که ابھی تک پانی نہیں ملا ہے— بالکل

خشک سوتا ہے — پوری دراڑ میں ملبہ خوب ٹھساٹھس بھرا ہے —''

''اچھا، تو تم آدھی رات کو میرے خیمے میں اس لئے آئے ہو کہ میں فوراً اس کو صاف کردوں — ایں؟''
سمیرنوف نے ہنستے ہوئے کہا — ''تم نے خاص بات تو پا لی ہے یعنی سوتے کا دہانہ مل گیا ہے — اگر تم اس کا راستہ نہ صاف کر سکے تو ہم چٹان اڑانے والا کوئی نہ کوئی مادہ استعمال کرینگے اور وہ دہانے کو اتنا بڑا بنا دیگا کہ اس کے اندر ہاتھی دوڑ سکیں —''

''ایوان ، میرے عزیز دوست ، میرے ساتھہ چل کر ذرا دیکھو تو'' عالم‌جان نے التجا کی — ''چٹان کا کچھہ بھروسہ نہیں — اس میں تو بہت سی دراڑیں ہیں — میرے خیال میں اس کو بارود سے اڑانے میں فائدے کی بہ‌نسبت نقصان زیادہ ہے — ممکن ہے کہ دہانہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے — دراڑ کو ہاتھہ ہی سے صاف کرنا چاہئے — ذرا چل کر پھر ایک مرتبہ دیکھہ لو — تمہیں تو معلوم ہے کہ میرے پاس کام پورا کرنے کے لئے اب صرف دو دن رہ گئے ہیں — اگر واقعی کوک‌بولاق خشک سوتا نکلا تو لوگ کیا کہینگے؟''

سمیرنوف تین راتوں سے نیند بھر سویا نہ تھا — اس نے سوچا کہ اس کو بوٹ پہن کر سرد اور تاریک گھاٹی میں ایک کلومیٹر سے زیادہ جانا ہوگا... اس کو اس وقت سوکھی گھاس کا ڈھیر اور اس پر پڑی ہوئی برساتی بڑی پیاری لگ رہی تھی... بہرحال، یہ تمنا پوری ہونے والی نہ تھی —

اس نے بھیگی بطخ کی طرح جھرجھری لی اور کینوس کے لمبے بوٹ پہنے —

رات بہت اندھیری تھی اور پہاڑوں کے سائے تو آسمان سے بھی زیادہ تاریک تھے — اندھیرے آسمان کے پس منظر میں ان کے خطوط ہلکے ہلکے ابھر رہے تھے — گھاٹی کے بالائی حصوں سے تیز سرد ہوا آرہی تھی — ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہاں پگھلتے ہوئے برف سے بھرے ہوئے کسی بڑے گودام کے پھاٹک کھول دئے گئے ہیں —

عالم جان آگے آگے راستہ دکھا رہا تھا — وہ سمیرنوف کے خیمے سے لیمپ لایا تھا جس سے سڑک پر روشنی پڑ رہی تھی — سمیرنوف اپنے نیند کے خمار پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوا اس کے پیچھے جھومتا چلا جا رہا تھا — اس کے نیند سے ماتے ذہن میں عجیب اور بے جوڑ خواب سے گزرتے جا رہے تھے —

انہوں نے کوک بولاق تک پورا راستہ بالکل خاموشی کے عالم میں طے کیا —

اب کام کرنے والوں کے خیمے آ گئے — پہلے تو عالمجان نے سوچا کہ کسی کو پکارے لیکن بعد کو یہ سوچ کر رک گیا کہ یہ لوگ تھکن سے چور بے خبر سو رہے ہیں اور کل پھر ان کو زوروں کے ساتھہ کام کرنا ہے — اس نے سوچا کہ جن اوزاروں کی اسے ضرورت ہے وہ جائے تعمیر پر مل جائینگے —

گھاٹی کوک بولاق کی طرف بل کھاتی ہوئی مڑ گئی تھی — اچانک انہوں نے دیکھا کہ بہت بڑا الاؤ روشن ہے اور لوگ خوش خوش ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں —

عالمجان چونک پڑا اور اس کے ہاتھہ سے لیمپ چھوٹ گیا — لیمپ کی لو چمنی سے آ لگی اور اس کو کاجل سے کالا کردیا — عالمجان نے لیمپ اٹھا لیا اور سمیرنوف کی طرف دیکھا —

"پورا جتھہ یہاں جمع ہے!" اس نے حیرت سے کہا — "جتھے کا ایک ایک آدمی!"

سمیرنوف کی نیند رفوچکر ہوگئی اور اس نے زور سے قہقہہ لگایا —

''ارے، ایسے لوگ! تمہارا اٹل عزم ہی چٹانوں کو توڑ پھوڑکر رکھہ دیگا-- کسی آتشگیر مادے کی ضرورت نہ ہوگی—''

لوگ قریب پہنچ گئے — کچھہ پوچھنا بیکار تھا — یہ لوگ دراڑ سے بچاکھچا ملبہ ہٹا رہے تھے — وہ جانتے تھے کہ کپاس کی بوائی کا وقت آگیا ہے اس لئے انہوں نے کوک‌بولاق پر آخری دھاوا بولنے کے لئے رات کو جاگنے کا فیصلہ کر لیا تھا —

یہ پورا منظر کچھہ عجیب اور آسیبی سا معلوم ہوتا تھا — بھڑکتی ہوئی آگ، چٹانوں پر دوڑتے ہوئے انسانوں کے پراسرار سائے، ہر طرف پتھروں کے ڈھیر جن سے پتھر کے زمانے کی فضا پیدا ہوتی تھی اور ہوا میں لہراتی ہوئی پھاؤڑوں کی فولادی چمک —

عالم‌جان دوڑکر دراڑ کے پاس گیا — سمیرنوف اس کے پیچھے پیچھے تھا — وہاں دو آدمی کام کر رہے تھے — سارا ملبہ صاف کر دیا گیا تھا لیکن پانی کا کہیں پتہ نہ تھا —

بیک‌بوتہ دھانے کے پاس بیٹھا تھا — اس نے ایک لمبا سبل دراڑ کے اندر ڈال رکھا تھا اور اس خشک اور

سخت مٹی کی تہہ کو توڑنے کی کوشش کر رہا تھا جو پانی کا راستہ روکے تھی — وہ آہستہ لیکن زوردار ضربیں لگا رہا تھا —

سمیرنوف کان لگا کر سننے لگا — سبل کی چوٹوں سے تیز گونجتی ہوئی آواز نہیں نکلتی تھی بلکہ ایک رندھی سی بھچ بھچ کی آواز ہو رہی تھی —

سووانقول بھی پسینے میں شرابور بیک‌بوته کے برابر بیٹھا تھا — یہ کام بہت سخت تھا اس لئے دونوں دوست اس کو باری باری کر رہے تھے —

''کام اچھا چل رہا ہے نا؟،، عالم‌جان نے ذرا جھجکتے ہوئے پوچھا —

''بہت اچھا،، بیک‌بوته نے خوش مزاجی سے جواب دیا — ''ہم نے کوئی ایک میٹر کول کر لیا ہے لیکن کمبخت کوئی چیز راستہ روکے ہے — وہ مجھ سے نہیں ٹوٹتی — میں تو اس کی کگر بھی نہیں توڑ سکا ہوں —،،

مٹی کا ایک ڈھیر جو دراڑ سے نکالی گئی تھی بیک بوته کے پیروں کے پاس لگا ہوا تھا — سمیرنوف اس مٹی کا عجیب رنگ دیکھ کر چونکا — وہ اکڑوں بیٹھ گیا اور

عالم‌جان کے ہاتھ سے لیمپ لےکر اس کو قریب سے بغور دیکھنے لگا —

"اچھا، اچھا، اچھا"، آخرکار وہ بڑبڑایا — "ساتھیو، یہ عجیب قسم کی مٹی ہے — میں پہلے بھی اس طرح کی مٹی دیکھ چکا ہوں —"

عالم‌جان نے مٹھی‌بھر مٹی اٹھائی جو بھوری بھوری سی سیاہ تھی اور سمیرنوف کی طرف حیرت سے دیکھا —

"یہ کیسی مٹی ہے، ایوان نکیتچ؟"

"یہ مٹی نہیں ہے — یہ تو پانی میں بھیگا اور سڑا ہوا نمدہ معلوم ہوتا ہے — ایک منٹ رکو —"

اس نے بیک‌بوتھ کو ایک طرف ہٹا دیا اور سبل اٹھا لیا — اس نے اس سل پر کئی ضربیں لگائیں جو راستہ روکے تھی اور پھر سیدھا کھڑا ہوگیا — سبل بیک‌بوتھ کو دے دیا اور وہاں سے ہٹ آیا —

"اب تو یہ بات بالکل صاف ہو گئی — ہم کو بارود استعمال کرنا پڑیگی —"

"کیوں، کیا ہوا؟" عالم‌جان نے پریشان ہوکر پوچھا —

"بالکل سیدھی سی بات ہے..."

سمیرنوف آگ کے قریب ایک بڑے پتھر پر بیٹھہ گیا اور ہر شخص اس کے پاس آگیا —

"دوستو سنو، باسماچیوں اور ان کے مالکوں نے ہماری معیشت کو نقصان پہنچانے کے لئے اپنے امکان بھر سب کچھہ کیا — انہوں نے ہمارے سب سے بڑے پہاڑی سوتوں کو روک دیا — مجھے اپنی رپبلک کے دوسرے پہاڑی علاقوں میں بھی ان کے طریقے دیکھنے کا موقع ملا ہے — میرے خیال میں یہی طریقہ انہوں نے کوک بولاق میں بھی اختیار کیا ہوگا — ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ سخت لکڑی کا ایک کندہ لے کر اس پر بھیگا نمدہ لپیٹتے تھے اور اس کو سوتے کے دھانے میں گھسیڑ دیتے تھے — بقیہ نمدہ وہ اس لکڑی کی ڈاٹ کے بعد ٹھونس دیتے تھے — اس طرح سے دوہری ڈاٹ ہو جاتی تھی — سمجھے نا؟"

"لیکن اب ہم کیا کریں؟" کسی نے پوچھا —

"اس کو اڑا دو — افسوس یہ ہے کہ زمین اڑانے والے لوگ جا چکے ہیں — ہمیں ان کو پھر بلانا پڑیگا — اس طرح تقریباً دس دن اور لگ جائینگے —"

"ممکن ہے بارہ دن لگ جائیں" عالمجان نے کہا —

”ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے — کوک بولاق کا پانی ہماری ٹیم سے پہلے آلتین‌سائی پہنچنا چاہئے —“

وہ اٹھا اور بڑے عزم کے ساتھہ دراڑ کی طرف چلا — اس نے سبل لے کر کام کرنا شروع کر دیا — عالم‌جان، سمیرنوف، بیک‌بوتہ اور سووانقول یہ کمرتوڑ کام باری باری کرنے لگے — بھاری نوکیلا سبل گھنٹوں اس ڈاٹ پر چوٹیں لگاتا رہا جو باسماچیوں نے سوتے کے دھانے میں ٹھونس دی تھی — ان کو یہ کام دوہرے ہو کر کرنا پڑتا تھا — ان کے عضلات ربر کی طرح گھٹ بڑھ رہے تھے — اب انہوں نے سوراخ کو کافی گہرائی تک کھود لیا تھا اور سبل کا آخری سرا پکڑے ہوئے تھے — ان کو سبل اچھی طرح سنبھالنا پڑ رہا تھا جس میں کافی طاقت لگتی تھی اور ضربیں کمزور ہو گئی تھیں —

صبح ہوتے ہوتے تو سمیرنوف بالکل تھک کر چور ہو گیا — اچانک اس کی سمجھہ میں ایک نئی بات آئی —

”ہمارے پاس کتنے لمبے سبل ہیں؟“ اس نے بیک‌بوتہ کو بلا کر پوچھا جو آرام کر رہا تھا —

”تین —“

''بہت اچھا، ان تینوں کو آگ میں رکھه دو اور ان کی نوکیں بالکل لال انگارہ ہو جانے دو—،،

اب کام تیزی سے ہو رہا تھا — جلتے ہوئے سبل یکے بعددیگرے دراڑ کے تاریک پیٹ میں اور گہرے اترتے چلے جا رہے تھے —

جب سورج بلند ہونے لگا تو عالمجان اور سمیرنوف آگ کے پاس ذرا دم لینے اور سگریٹ پینے بیٹھه گئے —

''کام بڑا سست ہے— اگر ہمارے پاس ڈائنامائٹ کی ایک سلاخ ہوتی، بس ایک،، سمیرنوف نے بڑے آرزو بھرے لہجے میں کہا ''بس ایک دھماکا، اور سارا معاملہ ٹھیک ہو جاتا —،،

''اگر میرے پاس ٧٦ ملی میٹر کی ٹینک توڑ توپ ہوتی،، عالمجان نے کہا ''تو میں اس ڈاٹ کو چکناچور کر دیتا—،،

''پھر تو تم سوتے کو مکمل طریقے سے بند کر دیتے — ایک ٹن ڈائنامائٹ بھی اس کو جاری نہ کر سکتی،، سمیرنوف نے درشتی سے کہا — ''نہیں میرے دوست، عالم جان، اس جنگ میں تو ہم کوشش کرکے بلا توپخانے کے کام چلا لینگے —،،

وہ خاموش ہو گئے — سمیرنوف نے اپنے گالوں پر بڑھے ہوئے نوکیلے بالوں کو رگڑا —

''میرے خیال میں ہم نے آدھی ڈاٹ تو ختم کر دی،، وہ زور زور سے بڑبڑا رہا تھا — ''میرے خیال میں انہوں نے کوئی پورا درخت تو سوتے میں ٹھونسا نہ ہوگا — کیا ایسا ممکن ہے؟،،

عالم‌جان نے کوئی جواب نہیں دیا — وہ خواب کی سی حالت میں آئی‌قیز کو ہاتھہ میں ایک کتاب لئے تصور کر رہا تھا — وہ زور زور سے پڑھہ رہی تھی اور اس کے چہرے کے نمایاں خدوخال دیکھہ کر عالم‌جان سوچ رہا تھا کہ اس کی محبوبہ سے زیادہ دنیا میں کوئی اچھی، ذہین اور حسین لڑکی نہیں ہے —

آئی‌قیز نے کتاب رکھہ دی، اس نے بھویں سکیڑیں، اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے —

''عالم‌جان اکہ، تم سن نہیں رہے ہو،، اس نے کہا ''یہ کتاب لاجواب ہے... اس میں لکھا ہے کہ انسان کی زندگی سب سے قیمتی ہے — انسان کو یہ زندگی صرف ایک بار ملتی ہے — اور اس زندگی کو اس طرح گزارنا چاہئے کہ مرتے وقت آدمی یہ کہہ سکے ' میں نے اپنی

تمام زندگی، اپنی تمام طاقت اس جدوجہد میں صرف کردی کہ یہ دنیا انسان کے لئے پرمسرت بن سکے—،،*

سمیرنوف نے اپنے دوست کی طرف دیکھا — عالمجان بےخبر سو رہا تھا — اس کی پیٹھہ پتھر سے ٹکی ہوئی تھی اور سگریٹ گھٹنے پر پڑی جل رہی تھی — اس کا پتلون جلنا شروع ہو گیا تھا اور جلنے کی چراند آرہی تھی — لیکن عالمجان دنیاومافیہا سے بےخبر سو رہا تھا —

سمیرنوف نے جلتی ہوئی سگریٹ اس کے گھٹنے سے جھٹک دی اور خود آرام سے بیٹھہ گیا —

،،بہت تھک گیا ہے،، اس نے سوچا — ،،میں زیادہ عمر کا ہونے کے باوجود اس سے مضبوط ہوں — ذرا یہ سگریٹ ختم کر لوں... ہاں میں کہہ رہا تھا کہ ذرا زیادہ عمر کا ہوں... میں بس اس کو ختم کر لوں...،،

سگریٹ اس کی انگلیوں سے پھسل گئی اور سمیرنوف سو گیا —

---

* نکولائی آستراوسکی کی کتاب ،،دار و رسن کی آزمائش،، سے — (ایڈیٹر —)

وہ کوئی خواب نہیں دیکھ رہا تھا — عالمجان کو خواب میں کتاب کا کنارا آئی‌قیز کے گھٹنے پر نظر آرہا تھا لیکن کوشش کے باوجود اس کا چہرہ نہیں دکھائی دیتا تھا —

اچانک مضبوط ہاتھوں نے عالمجان کے شانے پکڑ کر زور سے ہلائے اور ایک کان پھاڑنے والی آواز سنائی دی "ہم جیت گئے، عالمجان اکہ، ہم جیت گئے!"

عالمجان نے آگے جھک کر اپنی آنکھیں کھول دیں — اس نے دیکھا کہ بیک‌بوتہ پانی میں نہایا ہوا اس کے سامنے ناچ رہا تھا، اپنی کہنیاں اور پیر ادھر ادھر اچھال رہا تھا اور چیخ رہا تھا — وہ اپنا خوشی سے بھرپور دمکتا ہوا چہرہ عالمجان کے چہرے کے قریب لایا — اس کے چہرے پر ایک بڑا سا داغ تھا —

"تمہیں کس نے مارا؟ کب؟" عالمجان نے پوچھا — نیند سے اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی —

"اگر کوئی سوتا تیس سال سے سخت زنجیروں میں بندھا ہو تو ظاہر ہے کہ آزاد ہونے کے بعد وہ اپنے نجات‌دہندہ سے بغل‌گیر ہونا چاہیگا" بیک‌بوتہ نے اپنا ناچ روک کر بڑی سنجیدگی سے کہا — "اور کوک‌بولاق

مجھ سے بغل گیر ہو گیا — وہ تمہارے پیچھے گرج رہا ہے — نجات دہندہ کو ذرا سابقہ کڑے سے پڑا — لیکن ٹھیک ہے — میں تو ایسے دس تھپڑ کھانے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ...''

عالم‌جان نے گھوم کر دیکھا — آزاد کوک‌بولاق کا پانی پتھریلی دیوار سے ایک کمان کی شکل میں نیچے گر رہا تھا — اس کے زبردست دھارے میں کبھی کبھی کوئی سیاہ چیز دکھائی دے جاتی تھی — یہ پتھر یا چکنی مٹی کے ڈھیلے تھے جو پانی میں فوراً غائب ہو جاتے —

''وہ باسماچیوں کی ڈاٹ کا بقیہ حصہ اگل رہا ہے'' سووانقول نے آہستہ سے کہا — وہ اس طرح ٹکٹکی باندھے پانی کے تیز دھارے کو دیکھ رہا ہے جیسے اس پر کسی نے جادو کر دیا ہو —

''خالص پہاڑی چشمے میں تو اس طرح کی گندگی نہ ہونا چاہئے'' بیک‌بوتہ نے کہا — ''وہ ٹھیک ہی کر رہا ہے — اس کو اپنی تمام گندگی نکال پھینکنے دو —''

سمیرنوف نے عالم‌جان کے گلے میں ہاتھ ڈال دئے اور جذبات سے بھری پھنسی آواز میں کہا :

"دوستو، اب تم جلدی سے آلتین‌سائی جاؤ — تم کوک‌بولاق کے پانی کے برابر وہاں نہیں پہنچ سکو گے —"

١٦

آسمان پر کہیں بادل کا نام تک نہ تھا — حور کے درخت بےحس‌وحرکت کھڑے تھے — ان میں سرسراہٹ بھی نہیں ہو رہی تھی — ہوا بالکل ٹھہری ہوئی تھی — بہار کا موسم تھا لیکن گرمی ایسی تھی جیسے گرمی کا موسم ہو —

آلتین‌سائی کے باہر قراغاچ کے ایک سو سال سے زیادہ پرانے درخت کے تنے سے لگی درجن بھر بھیڑیں اور دو گدھے بیٹھے تھے لیکن اس کا سایہ ان کے لئے کافی نہ تھا —

دوپہر کا وقت تھا —

بڑی امس تھی اور فضا ٹڈوں کی چرچراہٹ، جھینگروں کی جھنکار اور ان چکاوک کے گیتوں سے گونج رہی تھی جو کھیتوں پر معلق سے نظر آ رہے تھے — بھنبیریاں پھولوں پر حسین رقص میں مصروف تھیں، ان کے بلوریں پر سونے کی طرح چمک رہے تھے —

اس ترائی کے علاقے میں دس دن اور راتوں سے ٹریکٹر کام کر رہے تھے —

ابتدا میں تو عورتوں، لڑکوں اور لڑکیوں کے سوائے کھیتوں سے جھاڑ جھنکاڑ صاف کرنے والا کوئی نہ تھا — اسی لئے بہت کم کام ہوا — پھر عالم‌جان کا جتھہ کوک‌بولاق کو سر کرکے کالخوز واپس آیا — اس کے بعد کریم کی کمسومول ٹیم واپس ہوئی، جس نے آبپاشی کے لئے نہر مکمل کر لی تھی — آلتین سائی کے تمام لوگ سوائے ان لوگوں کے جو بند کی تعمیر کررہے تھے، بڑے زور شور سے نئی زمینوں پر کپاس کی بوائی کرنے لگے —

آلتین‌سائی کے لوگوں کی وهی حالت تھی جو ایسے آدمی کی هوتی هے جس کا دم پیاس سے نکل رہا هو اور وہ اپنے منه سے چشمے کے ٹھنڈے پانی کی ٹھلیا لگالے—پھر وہ پیتا جاتا هے لیکن طبیعت سیر نہیں هوتی — آلتین‌سائی کے لوگ بھی اسی طرح ان‌تھک کام کر رہے تھے — وہ اس زمین کو زیادہ سے زیادہ سیراب کرنے کے لئے بے‌تاب تھے جس کو انھوں نے قابل کاشت بنایا تھا —

منصوبے کے مطابق کپاس لگانے کی مہم ختم کے قریب تھی — طاقت‌ور ٹریکٹر دن رات گھڑگھڑاتے اور

وسیع قطعات پر رینگتے رہتے — وہ زرخیز اجوتی زمین جوت رہے تھے —

آلتین‌سائی سے پہاڑ تک جانےوالی گرم، خاک‌آلود سڑک سے سیکڑوں پگڈنڈیاں چلی گئی تھیں — وہ ایک دوسرے سے ملتیں، الگ ہوتیں اور کاٹتیں — اس سڑک پر کالخوز کی لاری کے پہیوں کے نشانات مچھلی کی ریڑھ کے کانٹوں کی طرح نظر آتے تھے، گاڑیوں کی لیک دور تک چلی گئی تھی، اونٹوں کے پیروں کے گول گول نشان اور گلاس کے پیندے کی طرح گدھوں کے کھر بھی زمین پر دکھائی دیتے تھے —

یہ نشانات بڑی سڑک سے نئی سڑک پر آجاتے تھے جو کھیتوں سے ہوکر گزری تھی اور اس کالخوز کیمپ تک جاتی تھی جو حال میں بنایا گیا تھا — ابھی سڑک بنے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا مگر اس کے کنارے کنارے پانی کے لئے نالیاں کھود دی گئیں اور حور کے پودے لگا دئیے گئے جن کی نئی نویلی لجائی ہوئی پتیاں ہوا میں ہلکی ہلکی سرسرا رہی تھیں —

عالم‌جان ذرا دیر کے لئے موڑ پر رک گیا — وہ اس حسین منظر میں کھو گیا جو اس کے سامنے تھا — پھر

وہ بڑی بے فکری اور اطمینان سے اسی نئی سڑک پر کیمپ کی طرف چل پڑا — اس دن صبح سویرے ھی وہ ضلع پارٹی کمیٹی گیا تھا — واپس ھوکر اس نے اپنا گھوڑا اصطبل میں چھوڑا اور گھر میں جھانکے بغیر کیمپ کی طرف روانہ ھو گیا —

عالمجان نے سنا کہ کوئی اس کے پیچھے دوڑ رھا ھے — وہ رک گیا اور دیکھا کہ کریم آرھا ھے —

''کریم، سب ٹھیک ٹھاک تو ھے؟'' عالمجان نے کریم کے برابر آجانے پر پوچھا — ''وقت سے کام ھو رھا ھے نا؟''

''میرا یونٹ کل صبح کپاس کی بوائی ختم کردیگا'' کریم نے ھانپتے ھوئے کہا — ''کمسومول کے دوسرے یونٹ بھی زیادہ پیچھے نہیں رھینگے —''

''تم کھیتوں کو کیوں نہیں گئے؟''

''میں لوھارخانے گیا تھا — مشین ٹریکٹر اسٹیشن سے مرمت کرنےوالی موٹر غالباً آج رات کو آئیگی — ھمارے ٹریلر کی زنجیر ذرا کمزور تھی اس لئے میں ایک بڑا پیچ بنوانے لوھارخانے گیا تھا — ارے، میں تو بھول ھی گیا، یہ تمہارا خط ھے — میں اپنے یونٹ کے کام کی رپورٹ

دیکھنے کے لئے ذرا دیہی سوویت گیا تھا — وہاں تمہارا خط تھا — رپورٹ تیار نہ تھی — سکریٹری خود لے کر بعد کو آئیگا —،،

عالمجان نے لفافے کی تحریر دیکھی — خط پیتروف کا تھا — عالمجان کے ضمیر نے ملامت کی — اس نے سوچا ''میں بھی خوب ہوں — اس نے پھر خط لکھا ہے اور میں نے اس کے پہلے خط کا بھی جواب دینے کی پروا نہیں کی — مجھے تو وقت ہی نہیں ملتا — لیکن اس کو مل جاتا ہے حالانکہ وہ میری ہی طرح مصروف ہے —،، اس نے طے کیا کہ ہ کیمپ پہنچ کر خط پڑھیگا —

کالخوز کی یہ چھاؤنی دو ہلکے پھلکے سائبانوں پر مشتمل تھی جو پتلے پتلے بانسوں کے بنے تھے اور ان پر سلیٹ کی چھتیں تھیں — لال کپڑوں پر سفیدی سے نعرے لکھے ہوئے اور یہ کپڑے بانسوں سے بندھے تھے — بانسوں میں جابجا پلائی‌ووڈ کے تختے جڑے تھے جن پر پوسٹر، کالخوز کا دیواری اخبار اور کام کے سوشلسٹ مقابلے کے نتیجے لکھے ہوئے لگے تھے — بیچ میں ایک بڑی میز تھی جس پر لال کپڑا پڑا تھا اور اس کے اوپر تازہ‌ترین

اخبار اور رسالے ڈھیر تھے — اس پڑھنے اور آرام کرنےوالے
حصے کے پیچھے کھانے پینے کے لئے جگہ تھی —
یہ کیمپ ایک پہاڑی پر بنایا گیا تھا تاکہ یہاں
خوب ہوا آ سکے — گرمیوں کا موسم جب شباب پر ہوتا
اور کھیتوں میں جھلس دینےوالی گرمی پڑتی تو کیمپ،
جس کی چھت سلیٹ کی تھی ٹھنڈا رہتا اور تھکےماندے
کسانوں کو دوپہر میں یہاں بڑا آرام اور سکون ملتا —
قریب ہی ایک بڑا تالاب بنادیا گیا تھا جس میں
لکڑی کی ایک نالی کے ذریعے ان سوتوں کا پانی آتا تھا
جو پھر کھود کر نکالے گئے تھے — فاضل پانی تالاب کے
دوسرے کنارے پر ایک نالی میں جا کر گرتا تھا اور اس
باغ کو جاتا تھا جو حال میں لگایا گیا تھا — تالاب کے
چاروں طرف پودے ہرے بھرے تھے — وقت آنے پر یہ
درخت بڑے ہوکر تالاب کے لئے ایک گھنی اور سرسبز
چھتری مہیا کر دینگے اور تالاب کو دھوپ سے بچائینگے —
کریم تیزی سے اس طرف روانہ ہوگیا جہاں اس کا
یونٹ کام کر رہا تھا — عالم‌جان کیمپ میں چلا گیا
اور بیٹھ‌کر لفافہ کھولا — ایک چھوٹا سا فوٹو اس سے
گر پڑا — عالم‌جان نے برادرانہ محبت کے ساتھ اپنے دوست

کا بشاش چہرہ دیکھا — گریگوری یونیفارم میں تھا — اس کے سینے پر تین پٹیاں لگی تھیں — ان کو دیکھ کر عالم‌جان کو اپنا جنگ کا زمانہ یاد آیا — اس نے فوٹو لفافے میں پھر سے رکھ کر خط پڑھنا شروع کیا —

یہ مختصر سا خط تھا، گریگوری کے لکھے ہوئے بڑے بڑے حروف کا ایک صفحہ — بس اس کے دوست نے خط کا جواب نہ دینے پر برا بھلا کہا تھا —

عالم‌جان نے اسی وقت جواب دینے کا فیصلہ کیا — اس نے گریگوری کو اپنے کام اور نجی معاملات کے متعلق بڑی تفصیل سے لکھا، ہر چیز کے متعلق — پانی کے حصول کے لئے جدوجہد، آئی‌تیز کی بےنظیر خوبیاں (کیونکہ وادی کو سیراب کرنے کا خیال اسی نے پیش کیا تھا)، سمیرنوف کے جوہر اور قابلیت اور اس ڈانٹ کے متعلق بھی جو جورہ‌بائف نے اسی دن صبح کو اسے پلائی تھی — اس کی پنسل صفحے کے صفحے سیاہ کرتی چلی جا رہی تھی اور جب رائٹنگ‌پیڈ کا سب کاغذ ختم ہو گیا تب اس نے کہیں جا کر ہاتھ روکا —

”یہ ہوا خط! کم سے کم میں نے اس کو تمام خبریں ایک ساتھ دے دیں،، عالم‌جان نے سوچا —

اس نے سنا کہ کچھہ لوگ کیمپ کی طرف باتیں کرتے ہوئے آ رہے ہیں —

"مجھہ سے زیادہ صبر نہیں ہوا اور سوچا کہ چند منٹ کے لئے یہاں آ کر دیکھہ لوں کہ کیا ہو رہا ہے — مجھے بہت جلدی بند پر پہنچنا ہے —" یہ آئی قیز تھی —

عالمجان جلدی سے اٹھہ کر اپنی محبوبہ کے استقبال کے لئے پہنچا —

"ہیلو، عالمجان اکہ" اس نے اندر آتے ہوئے کہا — "خط کیا ہے پلندہ، کس کو لکھہ ڈالا؟ یہ تو اتنا بھاری ہے کہ ڈاک میں جا بھی نہ سکیگا!"

آئی قیز کے پیچھے ٹریکٹر بریگیڈ کا لیڈر پگودین آیا —

عالمجان نے رائٹنگ پیڈ آئی قیز کی طرف بڑھا دیا —

"پڑھہ لو" اس نے کہا "اور خود بھی کچھہ لکھہ دو — لکھوگی نا؟"

"اچھا، تم نے اپنے روسی دوست کو لکھا ہے! ضرور، بھلا میں ایسے اچھے آدمی کو کیوں نہ لکھونگی —"

آئی قیز نے اپنے بیگ سے ایک فاؤنٹن پن نکالا اور لکھا :

"ڈیر کامریڈ گریگوری ، حالانکہ ہماری ملاقات

کبھی نہیں ہوئی ہے پھر بھی مجھے خوشی ہے کہ
آپ کو اور والیا کو پرخلوص سلام بھیجنے کا موقع
مل رہا ہے— میری طرف سے بچے کو پیار—
آئی‌قیز —،،

آئی‌قیز نے جو کچھ لکھا تھا اس کو پڑھ کر
عالم‌جان خوشی سے سرخ ہوگیا — اس نے خط کو تہہ
کرکے ایک لفافے میں رکھا اور اس پر اپنے دوست کا
پتہ لکھا —

''بند کا کام کیسا چل رہا ہے؟،، اس نے لفافے کے
کنارے پر لب پھیرتے ہوئے پوچھا —

''بن رہا ہے،، آئی‌قیز نے بڑی دلچسپی سے کہا —
''ارے، عالم‌جان اکہ، تم تصور نہیں کر سکتے کہ
کتنے پتھر اس بند میں لگ چکے ہیں!،، وہ اچانک بہت
تیزی سے باتیں کرنے لگی — وہ جوش سے ھانپ رہی
تھی — ''اگر اس طرح کے تین چار بند اور بنا ئے جائیں
تو پہاڑوں کی تمام چٹانیں ختم ہو جائینگی، کوئی پہاڑی
نہ رہ جائیگی — آکر ذرا دیکھو تو — تم اتنے دنوں سے
آئے کیوں نہیں؟،،

''میں آج شام کو ضرور آؤنگا،، عالم‌جان نے کہا —

اس کو وہ ڈانٹ یاد آ گئی جو جورہبائف نے آج صبح اس کو پلائی تھی —

پگودین اندر آیا، چمکدار لیکن ٹوٹے چھجے والی پرانی ٹوپی اتاری اور چہرے پر بہتا ہوا پسینہ رومال سے پونچھا —

''بڑی اسس ہے،، اس نے اپنی بھاری آواز میں کہا جو اس کے بھاری بھرکم جسم کے لئے موزوں بھی تھی — ''بارش ہو گی —،،

''بارش نہیں ہو گی،، عالم‌جان نے کہا — '' ہم فی الحال بارش نہیں چاہتے —،،

''ہم قطعی بارش نہیں چاہتے،، آئی‌قیز نے کہا — ''اس وقت تو بارش ہماری کپاس کے لئے زہر قاتل ہو گی —،،

پگودین نے اچانک اپنا چہرہ پونچھنا بند کر دیا اور اپنے ہاتھ میں رومال لئے کھڑا کچھ سننے لگا — ''ٹریکٹر میں پھر کچھ گڑبڑ ہو گئی،، اس نے گھبرا کر کہا —

عالم‌جان اور آئی‌قیز نے یہ غور نہیں کیا تھا کہ پانچ ٹریکٹروں میں سے ایک ٹریکٹر چلنا بند ہو

گیا ہے لیکن تجربےکار میکانک کے سدھے ہوئے کانوں نے فوراً بتا دیا کہ پانچ ٹریکٹروں میں سے صرف چار چل رہے ہیں —

آئی‌قیز اور عالم‌جان باهر گئے اور انہوں نے ایک نیچے کٹھرے سے جو کیمپ کے چاروں طرف لگا تھا جھک کر دیکھا — ان کے چاروں طرف کھیت پھیلے ہوئے تھے اور خاموش ٹریکٹر بھی کھڑا تھا — ڈرائیور اور اس کا مددگار هل کے چاروں طرف دوڑ رہے تھے اور اپنے هاتھه هلا هلاکر ٹریکٹر کی خرابی کے متعلق باتیں کر رہے تھے —

''کیا گڑبڑ ہو گئی؟،، پگودین نے چیخ کر پوچھا —

ٹریکٹر ڈرائیور گھوما اور چلا کر کچھه جواب دیا —

''میں جا کر دیکھتا ہوں،، پگودین نے ذرا گھبرا کر کہا —

''رکو، هم بھی تمہارے ساتھه چلینگے،، آئی‌قیز نے کہا — ''عالم‌جان اکه، آؤ چلیں — ،،

تینوں سیدھے کھیت پر پہنچے جس کو جوت کر سراون چلا دی گئی تھی — ان کے پیر پولی مٹی میں گھٹنوں تک دھنس رہے تھے —

"پتہ نہیں کیا گڑبڑ ہو گئی؟ تمہارے خیال میں اسے ٹھیک کرنے میں دیر لگیگی؟"، آئی‌قیز نے پوچھا — وہ پگودین کے ساتھہ چلنے کی کوشش کر رہی تھی جو لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا جا رہا تھا — پگودین نے جواب میں صرف اپنے شانے جھٹکے —

"چلو کام کرو"، وہ گھبراہٹ میں ڈرائیور پر برس پڑا اور اپنی گھڑی دیکھہ کر کہنے لگا "تم پندرہ منٹ سے بیکار کھڑے ہو —"

ڈرائیور نے منہ پھلا کر تمرسک کی جڑ کی طرف اشارہ کیا جو زمین اور ہل کے ٹیڑھے پھل کے درمیان پھنسی ہوئی اوپر نکلی تھی —

"تو کیا ہوا؟"، پگودین نے چلا کر کہا "تم نے پھل بدل کیوں نہیں دیا؟ بس کھڑے منہ تکتے رہے؟ کام جاننے والا آدمی تو پندرہ منٹ میں دو پھل بدل سکتا ہے!"

ڈرائیور نادم ہوکر مسکرایا اور پھل ٹھیک کرنے لگا — پگودین کھڑا لعنت ملامت کر رہا تھا اور ایسے الفاظ استعمال کر رہا تھا جو ڈرائیور کے دل میں چبھیں — جب وہ اپنی بھڑاس نکال چکا تو آستینیں چڑھا کر خود بھی ڈرائیور کی مدد کرنے لگا —

کھیت کے دوسرے سرے سے سووانقول جلدی جلدی ان کی طرف آرہا تھا — اس کا بھرا بھرا خوشگوار چہرہ پسینے سے تر تھا — اس نے تمرسک کی جڑ دیکھی اور اپنا پھاؤڑا گھما کر اس پر دے مارا — چند ضربوں میں درخت کی لمبی جڑ اس کے قدموں پر پڑی تھی —

اس نے پسینے سے شرابور چہرہ آستین سے پونچھا، لات مار کر جڑ الگ ہٹا دی اور زور زور سے ہانپتے ہوئے عالمجان سے کہا :

''دیکھو، بات یہ ہے کہ اگر ٹھنٹھہ نہ ہوتے تو ہم نے کل رات ہی کو جوتائی ختم کر دی ہوتی — تمرسک کی جڑیں کھیت کے دوسری طرف بھی پریشان کر رہی ہیں — ان کو ہاتھوں سے کھینچنا پڑ رہا ہے — لیکن کوئی پروا نہیں — ہم وعدہ کرتے ہیں کہ کام وقت سے ختم ہو جائیگا —''

''اور کیا بیکبوتہ کو بھی بہت سے ٹھنٹھہ مل رہے ہیں؟'' آئیقیز نے اس قطعے پر سرسری نگاہ دوڑاتے ہوئے پوچھا جہاں وہ اپنے جتھے کے ساتھہ کام کر رہا تھا —

''بیکبوتہ تو کام کے مقابلے میں ضرور جیتیگا،'' عالمجان نے بڑے یقین سے کہا — ''وہ تو ہراول دستے

کا آدمی ہے، اگلی صف میں لڑنے والا — وہ جو کام بھی کرتا ہے اس میں آگے رہتا ہے—،،

''خیالی پلاؤ نہ پکاؤ،، سووانقول نے بڑے اطمینان سے جواب دیا — لیکن بیک‌بوتہ کے کھیت کی طرف جن نظروں سے اس نے دیکھا، ان میں پریشانی تھی — بیک‌بوتہ اس کا بہترین دوست اور مدمقابل تھا — ''بیک‌بوتہ کے پاس تین ٹریکٹر اور میرے پاس دو کیوں ہیں؟،، وہ ایکدم پگودین کی طرف پھرا اور ناراض ہوکر بولا — ''آخر یہ امتیاز کیوں؟ مقابلے میں تو ہم کو برابر کا موقع ملنا چاہئے —،،

''تم بھی عجیب آدمی ہو — اتنی سی بات نہیں سمجھہ سکتے،، پگودین نے اس کے پاس آکر کہا — اب اس نے ہل میں دوسرا پھل لگا دیا تھا اور ہل ٹھیک ہو گیا تھا — ''تمہارے کالخوز کو ابھی دو اور ٹریکٹر ملے ہیں — اتنی ساری ٹیمیں ہیں بھلا ان میں ٹریکٹر برابر برابر کیسے تقسیم کئے جا سکتے ہیں؟ میں کیا کروں، ٹریکٹروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں؟ جب بیک‌بوتہ کا کام ختم ہو جائیگا تو ہم دو فاضل ٹریکٹر تم کو فوراً دینگے —،،

''دیکھینگے کہ کون پہلے ختم کرتا ہے...''
سوانقول بڑبڑایا —

اسی وقت ٹریکٹر گرج کر آگے بڑھا اور سووانقول جو کچھ کہنے والا تھا اس کو ادھورا چھوڑ کر ٹریکٹر کے پیچھے چل پڑا —

''ہر شخص کام میں جٹا ہوا ہے'' پگودین نے کہا — ''کل رات کو تو سووانقول سونے کے لئے گھر بھی نہیں گیا — اس کو ڈر تھا کہ کہیں ٹریکٹر ڈرائیور کھیت کے کچھ ٹکڑے بےجوتے نہ چھوڑ دیں جنانچہ وہ رات بھر کھیت میں ادھر سے ادھر دوڑتا رہا —''

اس پر آئی‌قیز ہنس پڑی —

''وہ ہمیشہ سے ٹھس اور سست تھا'' آئی‌قیز نے کہا — ''لیکن اب تو بالکل بدل گیا ہے —''

''اس کی وجہ یہ ہے کہ اب اس کو اپنے من کا کام ملا ہے'' عالم‌جان نے کہا — ''مشکل صرف یہ ہے کہ ہمارے پاس کام کرنے والے کم ہیں — جلدی سے بند کا کام ختم کرکے لوگوں کو یہاں بھیجو —''

وہ سب بیک‌بوتہ کے کھیت کی طرف چل پڑے —

کپاس کی بوائی کے آخری دنوں میں کام بہت مشکل تھا — جہاں زمین زیادہ سخت تھی وہاں پگودین خود ٹریکٹر چلاتا تھا — آج بھی وہ کئی گھنٹے سے ٹریکٹر چلا رہا تھا —

آخرکار ایک فتح مندانہ گرج کے ساتھ ٹریکٹر تخم ریزی کرنے والی مشین کو جتی ہوئی زمین سے کھینچ کر سرسبز اور لہکتی ہوئی گھاس پر لایا اور رک گیا — پگودین تیل کی چکنائی سے لت پت اور تھکا ہوا تھا — وہ ٹریکٹر سے کودا اور اتنی زور کی انگڑائی لی کہ اس کا جوڑ جوڑ چٹخا —

''ہم نے آخر سب کام فتح کر لیا،، اس نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا — ''اور وقت سے ایک دن پہلے —،،

وہ دھوپ سے نہائے ہوئے کھیتوں اور شفاف نیلے آسمان کے پس منظر میں برف پوش پہاڑوں کے حسن میں محو ہو گیا — پھر وہ اپنے ٹریکٹر کے پاس گیا اور اچھی طرح اس کا جائزہ لیا، اس کو خوب ٹھونک بجا کر دیکھا اس طرح جیسے کوئی فوجی ڈاکٹر کسی ایسے سپاہی

کا معائنہ کرتا ہے، جو مقررہ مدت سے زیادہ فوج میں رہنا چاہتا ہو—

ٹریکٹر ڈرائیور پگودین کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا—وہ بالکل نوجوان تھا—اسے صرف ایک سال کا تجربہ تھا—وہ پگودین کی ہر حرکت ناپسندیدگی سے دیکھ رہا تھا—کافی دیر تک یہی ہوتا رہا—آخرکار ڈرائیور اکتا گیا—

''ایوان اکہ، آخر اتنی دیکھ بھال کیوں؟،، اس نے اس طرح پوچھا جیسے اس کو کوئی فکر نہیں ہے—''میرا ٹریکٹر تو بالکل ٹھیک ہے—جو کام بتاؤ میں کرنے کو تیار ہوں—تم تو اس کو پہلے بھی چلتے دیکھ چکے ہو؟ فرسٹ کلاس مشین ہے—،،

''اور ڈرائیور کیسا ہے؟،، پگودین نے بناوٹی خفگی سے پوچھا—''وہ بھی فرسٹ کلاس ہے یا بس رینگتا رہتا ہے؟،،

نوجوان کا چہرہ بالکل سرخ ہو گیا اور وہ پگودین کی طرف سے منہ موڑ کر ریڈی‌ایٹر پر جمی ہوئی مٹی ناخن سے کھرچنے لگا—

''یہ تو تم ہی بہتر سمجھ سکتے ہو،، اس نے

اپنی کھسیاہٹ چھپانے کے لئے آخرکار جواب دیا —
''مجھے پتہ نہیں —،،

پگودین نے لڑکے کی طرف رخ کیا اور اس کے شانوں پر ہاتھہ رکھہ کر پدرانہ شفقت سے کہنے لگا :

''پیارے بچے، ناراض نہ ہو — میں تم کو ڈانٹنا نہیں چاہتا تھا — ٹریکٹر بھی گھوڑے کی طرح ہوتا ہے — وہ بھی چاہتا ہے کہ اس کو صاف ستھرا رکھا جائے، وقت سے دانہ پانی دیا جائے — اگر تم ٹریکٹر کی دیکھہ بھال اچھی طرح کروگے تو اس کا کام بھی اچھا ہوگا، وہ ہر کام کریگا — تم نے کہا کہ تمہارا ٹریکٹر فرسٹ کلاس ہے — لیکن ڈرائیور کے بغیر تو یہ بے جان چیز ہے — کیا ہے یہ؟ بے جان دھات کا ٹکڑا — لیکن اس پر آدمی کے بیٹھتے ہی اس میں جان آ جاتی ہے — اس کا یہی ڈھنگ ہے — میرے دوست، فرسٹ کلاس آدمی ہی تو مشین کو بھی فرسٹ کلاس بناتا ہے —،،

لڑکا اپنے بزرگ کی تعریف سے پھولا نہیں سما رہا تھا —

''شکریہ، ایوان اکہ،، وہ بڑبڑایا '' تم نے بڑے مزے میں بات سمجھائی —،،

''اچھا، اب ٹریکٹر آلتین‌سائی لے جاؤ — ہم اس کو ٹھیک ٹھاک کرینگے — اس کی صفائی وغیرہ کی ضرورت ہے —،،

پگودین نے اپنی جیکٹ اور فوجی تھیلا ڈرائیور کی سیٹ سے اٹھا لیا اور اس چشمے کی طرف آہستہ آہستہ چل پڑا جو قول‌تپہ کے دامن میں تھا —

اس کی چمڑے کی جیکٹ کندھے پر پڑی تھی اور فوجی تھیلا ہاتھ میں لٹک رہا تھا — پگودین ایک سبزہ زار سے گزرا جہاں رنگ برنگے پھول لہلہا رہے تھے — بہار اپنے شباب پر تھی —

لمبی لمبی گھاس میں جھینگر جھنکار رہے تھے — بھنبیریاں اڑ اڑ کر ایک پھول سے دوسرے پھول پر جا رہی تھیں — ان کے شیشے جیسے پر چمک رہے تھے — موٹے، بھدے بھونرے ادھر ادھر بھن‌بھنا رہے تھے — دھوپ اور بہار سے مست ہوکر چکاوک آسمان کی بلندیوں پر چہک رہے تھے —

پگودین برف اور جنگلی پھولوں کی مہک سے بسی ہوئی لطیف پہاڑی ہوا سے لطف‌اندوز ہو رہا تھا — دو ہفتے پہلے اس نے پارٹی کے ایک جلسے میں یہ عہد

کیا تھا کہ وہ نئے کپاس بونےوالے کالخوز کا کام مقررہ تاریخ تک بڑی شان سے ختم کر دیگا — اس نے یہ کام پورا کر لیا تھا — اب وہ آرام کر سکتا تھا اور اس رنگین سبزہ زار سے خنک چشمے تک ٹہل سکتا تھا — اس نے کمیونسٹ کی حیثیت سے اپنا عہد پورا کر لیا تھا —

ابھی اور کام بھی پڑا تھا — کپاس کی بوائی تو محض ابتدا تھی — بوائی کے بعد گوڑائی، پودوں پر مٹی چڑھانے اور دوائیں چھڑکنے کا نمبر تھا — تب کہیں فصل کاٹنے کا وقت آئیگا —

روئی چننے والی مشینیں اس سال آنےوالی تھیں — اس کے لئے آدمیوں کو ٹریننگ دینی تھی، یہ فیصلہ کرنا تھا کہ یہ کام کس کے سپرد کیا جائے — پگودین اپنے خیالات میں اتنا محو تھا کہ اس کو پتہ بھی نہیں لگا کہ قول تپہ کا راستہ اس نے کب طے کر لیا —

آئیقیز نے تین مہینے ہوئے جس سوتے کا پتہ لگایا تھا، وہ پانی کے ایک بہت بڑے اور لبریز پیالے کی طرح دھوپ میں جھلملا رہا تھا — کمسومول کی ٹولی نے جو یہاں کام کر رہی تھی، چنار کے ٹھنٹھہ کھود کر پھینک دئے تھے اور پہاڑی کا وہ حصہ کاٹ دیا تھا جہاں

سے سوتا ابلتا تھا — صرف ایک بڑا بھورا پتھر تالاب سے نکلا ہوا چھوڑ دیا تھا جس کے نیچے سے سوتے کا پانی نکلتا تھا —

پگودین نے اپنے قدم تیز کر دئیے اور بلاتوقف اپنی جیکٹ اور فوجی تھیلا پرے پھینک کر اپنی قمیص کا گلا کھولا، آستینیں چڑھائیں تاکہ اپنا جلتا ہوا چہرہ، گردن اور ہاتھ برف جیسے پانی سے دھو سکے —

''پہلے میں منہ ہاتھ دھوؤنگا اور پھر گھاس پر لیٹ کر ایک جھپکی لونگا بس چند منٹ کے لئے...''

وہ پانی پر کافی جھکا اور حیرت سے مڑ کر دیکھنے لگا — ایک لڑکی کا ہنستا ہوا چہرہ شفاف تالاب کے آئینے میں نظر آ رہا تھا —

''لالہ'' پگودین نے ہکلاتے ہوئے کہا اور اس منظر کو نگاہوں سے دور کرنے کے لئے آنکھیں بند کر لیں کیوں کہ اس کو بالکل یقین تھا کہ اس کا بےخواب اور تھکا ہوا ذہن اس کو دھوکے دے رہا ہے —

اس نے باربار آنکھیں کھولیں موندیں لیکن لڑکی کا چہرہ غائب نہیں ہوا — پگودین نے سیدھے ہو کر چاروں طرف دیکھا — ابھرے ہوئے پتھر پر جیتی جاگتی لالہ کھڑی تھی —

پگودین نے عالم‌جان کی بہن کو پہلے بھی اکثر دیکھا تھا اور دل ہی دل میں یہ بھی جانتا تھا کہ لالہ جیسی اچھی لڑکی نہ ملیگی — پھر بھی اس نے لڑکی کو کبھی قریب سے نہیں دیکھا تھا — اس وقت تو اس کا حسن خیرہ کن تھا —

آنکھیں ملتے ہی دونوں گھبرا گئے — لالہ نے مشتاق نگاہوں سے پگودین کی طرف دیکھا لیکن کہا کچھہ نہیں —

''ہیلو، لالہ،، آخر پگودین نے خاموشی توڑی —

''ہیلو، ایوان بوریسووچ،، لالہ نے جواب دیا — ''کیا بوائی ختم کر دی؟،،

''ہاں — ابھی ابھی — بڑی گرمی اور خاک دھول تھی — اسی لئے میں یہاں آیا ہوں کہ ذرا منہ ہاتھہ دھوکر تازہ دم ہو جاؤں —،،

''اور میں نے تم کو ڈرا دیا —،،

''ارے نہیں، بالکل نہیں — میں ذرا گھبرا ضرور گیا، یہ سچ ہے کیونکہ تمہارے یہاں ہونے کی توقع نہ تھی —،،

''اچھا، جاکر منہ ہاتھہ دھوؤ —،،

لاله نے اس کی طرف سے پیٹھ موڑی — پگودین نے پانی لینے کے لئے چلو بڑھایا لیکن اس کے ہاتھ ہوا میں معلق رہ گئے — اس کو ایسا محسوس ہوا کہ اس پانی کو ہلا کر وہ کوئی بڑا پاپ کریگا جس میں پل بھر پہلے لاله کا عکس دکھائی دے رہا تھا —

وہ دوسری طرف چلا گیا — لاله اب بھی پتھر پر بے حس و حرکت بیٹھی تھی —

''میں یہاں ادھر ادھر گھوم رہا ہوں، اس دوران میں تم چلی تو نہ جاؤگی؟،، اس نے پر تکلف لہجے میں پوچھا —

''نہیں، میں جاؤنگی نہیں —،،

پگودین نے چکنائی اور تیل سے سیاہ ہاتھ خوب رگڑ رگڑ کر دھوئے اور دل ہی دل میں اپنے کو برا بھلا کہتا رہا کہ وہ صابن کیوں نہ لایا کیونکہ وہ بری طرح رگڑ رہا تھا اور چکنائی چھٹتی ہی نہ تھی — پریشان ہوکر اس نے تالاب کی تہہ سے کچھ سفید بالو نکالی اور اس سے اپنے ہاتھ ملنے لگا — بالو کارگر ثابت ہوئی — اس نے اپنا چہرہ بھی بالو سے اچھی طرح ملا، پھر اسے رومال سے پونچھ کر بالوں میں کنگھی

کی اور ٹھکانے سے قمیص پہن کر لالہ کی طرف چلا — اس کا چہرہ ذرا کھرچ گیا تھا اور درد کر رہا تھا لیکن اس کے پورے جسم میں ایک نئی امنگ پیدا ہو گئی تھی —

”اچھا، اب اپنا حال بتاؤ — حلیم بابا کے باغ کا کیا حال ہے؟“ اس نے پوچھا —

”آج ہم نے پودے لگا کر چھٹی پائی ہے — حلیم بابا آرام کر رہے ہیں اور سب لوگ کھانا کھانے چلے گئے ہیں — میں بھی گھر جا رہی تھی لیکن چشمے پر ٹھہر گئی اور پھر اچانک تم کو دیکھا —“

”یہ تمہارے ہاتھ میں لالہ کا پھول ہے نا؟“

”ہاں، جنگلی لالہ — میں تو بہت سے توڑنے والی تھی — بہت سے پھولوں سے کمرہ حسین ہو جاتا ہے —“

”پھر انتظار کس بات کا ہے؟ لالہ، میں تمہاری مدد کرونگا — دیکھو، کتنے پھول ہیں —“

لالہ چٹان سے اتر کر خاموشی کے ساتھ آگے آگے چلنے لگی — پگودین پھول توڑتا جاتا تھا اور یہ سوچ سوچ کر کڑھ رہا تھا کہ آخر اس کی زبان کیوں گنگ ہو گئی ہے — لالہ تو اس سے اکتا گئی ہو گی — لیکن

جتنا وہ کوئی دلچسپ بات کہنے کی کوشش کرتا اتنا ہی ذہن اس کا ساتھہ نہ دیتا — بہر حال وہ لالہ سے ٹریکٹروں کی صفائی یا سیسے کی کمی کے متعلق تو باتیں کر نہیں سکتا تھا جس کی کمی کی 'مشین ٹریکٹر اسٹیشن' والوں کو ذرا بھی فکر نہ تھی —

وہ بے تکی خاموشی سے پھول چنتے رہے لیکن جب ان کی گودیں پھولوں سے بھر گئیں اور وہ ڈھال پر بیٹھہ کر گلدستے بنانے لگے تو بلا کسی کوشش کے آپس میں بات چیت شروع ہو گئی —

انہوں نے یہ یاد کرنا شروع کیا کہ پہلے پہل وہ ایک دوسرے سے کہاں ملے تھے لیکن ان کی یادوں میں فرق تھا — پگودین کا یہ اصرار تھا کہ اس نے پہلے پہل لالہ کو پچھلی خزاں میں مقامی کنسرٹ میں دیکھا تھا اور لالہ یہ کہتی تھی کہ نہیں، وہ پہلی مرتبہ دیہی سوویت میں آئی قیز کے دفتر میں ملے تھے اور اس وقت جاڑے کا موسم تھا — بہر حال انہوں نے یہ بحث چھوڑ کر دوسری باتیں شروع کر دیں —

''ایوان بوریسووچ، کیا تمہارا ارادہ اپنی پڑھائی جاری رکھنے کا ہے؟'' لالہ نے پوچھا —

پگودین کے لئے یہ سوال غیرمتوقع تھا —

"پتہ نہیں، غالباً پڑھائی جاری رہے"، پگودین نے غیریقینی انداز میں کہا —

"تم تو لڑائی میں ٹینک چلاتے تھے، ہے نا؟ کیا تم ہوائی‌جہاز بھی چلا سکتے ہو؟"

وہ جواب میں ہاں کہنا چاہتا تھا کیونکہ جو آدمی ہوائی‌جہاز چلا سکتا ہو وہ یقیناً اس لڑکی کے لئے دلچسپی کا باعث ہوتا — لیکن برا ہو سچ کا، اس کا خیال تو معمولی معمولی باتوں میں بھی رکھنا پڑتا ہے —

"نہیں، میں ہوائی جہاز نہیں چلا سکتا"، اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا — "میں ٹینک چلاتا تھا اور لوگ کہتے تھے کہ اچھا خاصا چلاتا ہوں لیکن ہوائی جہاز نہیں... اور تمہارا کیا ارادہ ہے، اپنی پڑھائی جاری رکھنے کے متعلق؟"

"پڑھائی جاری رکھنے کا قطعی ارادہ ہے، ایوان بوریسووچ"، اس کے لہجے میں عزم تھا —

"کب شروع کرو گی؟"

"اس خزاں میں —"

"کس شعبے میں خیال ہے؟"

''باغبانی میں، میں میچورین کی شاگرد بننا چاہتی ہوں،، یہ کہہ کر لالہ چند منٹ خاموش رہی پھر بولی ''اور باقی دوسری چیزوں میں آئی قیز کی پیروی کرنا چاہتی ہوں — اسی طرح بہادر، مضبوط، پرعزم اور حسین بننا —،،

''آلتین سائی میں آئی قیز سے زیادہ حسین لڑکیاں بھی ہیں،، پگودین نے ٹکڑا لگایا —

''نہیں، اب اس بات پر بحث نہ کرو — میں آئی قیز کو بچپن سے جانتی ہوں —،،

پگودین اس سے بحث کرنا نہیں چاہتا تھا — لیکن ان کی خوشگوار گفتگو اتفاقی طور پر اس حد تک پہنچ گئی تھی —

''اور عالمجان؟،، پگودین نے اچانک پوچھا —

''عالمجان کیا؟ تم تو عجیب طرح کے سوال کر رہے ہو — میرے خیال میں وہ آلتین سائی کا سب سے سمجھدار اور دلکش جوان ہے —،، پھر اس نے اپنے اکھڑپن کو نرم بنانے کے لئے کہا ''میں نے اس کو سب سے دلکش جوان، کیوں کہا؟ میرا مطلب یہ ہے کہ آئی قیز اور اس کا جوڑ بہت موزوں ہے — وہ سمجھدار

اور روشن خیال ہے اور... سب باتیں اس میں ہیں...''
اس کو احساس ہوا کہ اس کی بات بے تکی ہو چکی ہے —
پگودین نے اس کی بات نباہنے کی کوشش کی اور جلدی سے کہا:

''ضرور، آئی‌قیز اور عالم جان ایک دوسرے کے لئے بہت موزوں ہیں — عالم‌جان تو اس نئے اور مضبوط شاہ بلوط کی طرح ہے جس کو کوئی طوفان نہیں جھکا سکتا اور آئی‌قیز... بہرحال کسی لڑکی کی مثال درخت سے دینا ٹھیک نہیں ہے — لڑکی کی مثال تارے سے دینا چاہئے —''

لیکن اس کو یہ موقع نہیں ملا کہ وہ لالہ کی مثال تارے سے دے کیونکہ لالہ کو یہ ڈر پیدا ہو گیا کہ پگودین کہیں ایسا کر نہ بیٹھے اور وہ اچک کر کھڑی ہو گئی — اس نے کہا کہ مجھے جلدی گھر پہنچنا ہے —

۱۸

تمام رات پہاڑوں پر آندھی چلتی رہی — سیاہ، خوفناک بادل اڈتے ہوئے پہاڑ پر آئے اور وہاں سے وادیوں میں اتر گئے — پہاڑوں کے دامن میں پہنچ کر زمین کے

وپر خوب جھک گئے اور آہستہ آہستہ ادھر ادھر تیرنے
لگے — ہوا کے تیز جھونکوں نے حور کے درختوں کے
سفید سفید تنے توڑ پھوڑ دئے اور چنار کے درختوں کو
دہرا کر دیا لیکن یہ غضب ناک ہوا بھی بادلوں کو
نہ بھگا سکی —

آندھی گرجتی اور چیختی رہی — پہاڑوں پر بجلی
چمک رہی تھی اور گونج گرج گھاٹیوں اور کھوھوں
تک پہنچ رہی تھی — لیکن وادی میں بارش کا ایک
قطرہ بھی نہیں گرا — سورج گھنے بادلوں کو نہیں چیر
سکا، صرف پورب کی طرف افق پر بادلوں کے دامن سے
سورج کی ہلکی ہلکی کرنیں دکھائی دے رہی تھیں —

عالم جان سو کر اٹھا تو اس کا سر بھاری تھا — وہ
پلنگ سے اتر کر کھڑکی کی طرف دوڑا — دوسرے مکانوں
کی کھڑکیاں اور گھاس بالکل اداس اور بھوری تھیں —
سڑک پر ریت کے بگولے اڑ رہے تھے — عالم جان موسم
دیکھ کر گھبرا گیا — شام کو وہ اور قادروف کھیتوں کا
معائنہ کرنے گئے تھے، کپاس کی نئی نئی کونپلیں پھوٹ
رہی تھیں — اس وقت موسم بہت اچھا تھا — غروب
آفتاب کا منظر بھی بڑا دلکش تھا، سرخ اور سنہرا —

پچھلی رات کو اس نے اور قادروف نے سوچا تھا کہ اب کپاس کے پودوں کو چھانٹ کر کم کرنے کا وقت آ گیا ھے لیکن آندھی نے ان کے تمام منصوبوں کو اتھل پتھل کر دیا —

لالہ ابھی سو رھی تھی — عالم جان نے ناشتہ مشکل سے کیا — کھانا تو اس کے حلق میں پھنس رھا تھا — اس نے اپنے اخبار سنبھالے اور ٹوپی سر پر رکھی —

اب کہاں جائے؟ آئی‌قیز کے پاس جانے کے لئے بہانہ ڈھونڈا اور اس کو دو بہانے مل گئے —

ایک تو یہ تھا کہ کل کے اخبار میں آلتین سائی کے کالخوزوں کے بارے میں ایک مضمون شائع ھوا تھا — بڑا مضمون تھا، بہت اچھا لکھا گیا تھا — اس میں بیان کیا گیا تھا کہ کس طرح استالن کالخوز کے کمیونسٹوں نے پانی حاصل کرنے کی جدوجہد میں عوام کی رھنمائی کی اور پڑوس کے کالخوزوں نے مل کر کیسے کوششیں کیں، انہوں نے محنت کرکے کس طرح فتح حاصل کی، کس طرح اچوتی زمینیں قابل کاشت بنائی گئیں اور کس طرح یہی لوگ بند بنا رھے ھیں — عالم‌جان کو پڑھنے کا بہت شوق تھا کیونکہ پڑھنے سے اس کے اندر ولولہ

اور جوش پیدا ہوتا تھا — خصوصاً اس مضمون سے تو اسے بڑی دلچسپی تھی کیونکہ اس میں نوجوان کمیونسٹ، آلتین سائی کی دیہی سوویت کی صدر، پانی کے سوتوں کو بحال کرنے کے لئے عوامی کوششوں کو منظم کرنے والی اور اس پروجکٹ کے سب سے اہم شعبے یعنی بند کی تعمیر کی بڑی نگراں آئی قیز عمرزاقووا کا بہت ذکر تھا —

ظاہر ہے کہ کالخوز کا ڈاکیہ یہ اخبار عمرزاق آتا کے گھر بھی لے گیا ہوگا — لیکن عمرزاق آتا اچھی طرح پڑھ نہیں سکتا تھا اور اتنا لمبا مضمون پڑھنا تو اس کے لئے بہت ہی مشکل تھا — آئی قیز ایسی لڑکی تھی نہیں کہ یہ مضمون اپنے باپ کو پڑھ کر سناتی جس میں اس کی اتنی تعریف تھی — اس لئے کالخوز کی پارٹی بیورو کے سکریٹری کی حیثیت سے عالم جان کا یہ فرض تھا کہ یہ تعریفوں بھرا مضمون جس کا تعلق پورے کالخوز سے تھا، جا کر عمرزاق آتا کو سنائے —

دوسرا بہانہ یہ تھا کہ آئی قیز کئی دن سے کالخوز نہیں آئی تھی — عالم جان تین مرتبہ بند تک جا چکا تھا لیکن آئی قیز نہیں ملی تھی — بند کے علاوہ آئی قیز

کو دیہی سوویت کی بھی نگرانی کرنی تھی کیونکہ وادی میں کالخوز کے وہ کھیت بھی تھے جہاں پہلے پہل کپاس کی کاشت ہوئی تھی — اس سے عالم‌جان کی ملاقات اس دن سے نہیں ہوئی جس دن وہ پگودین کے ساتھہ کیمپ آئی تھی — اس دن ان کی ملاقات ذرا عجیب طریقے سے ختم ہوئی تھی — عالم‌جان نے اس سے رخصت ہوتے وقت کہا تھا ''کوک بولاق کا پانی آلتین سائی پہنچے دس دن ہو چکے ھیں اور تم نے مجھہ سے کہا تھا کہ تمہارا جواب دو ھفتے میں مل جائیگا — اس لئے اگر تمہاری اجازت ہو تو میں تین دن کے اندر عمرزاق آتا سے بات کر لوں—'' جواب دینے کے بجائے اس نے آھستہ سے سر ھلایا تھا اور زرد پڑ گئی تھی — آخر آئی‌قیز اس کو اتنا کیوں ستا رھی تھی؟ کیا اب وہ اس سے محبت نہیں کرتی؟ لیکن عالم‌جان کو اس کا یقین نہیں آیا — وہ خلوص بھرا دل رکھتی تھی — عالم‌جان کو اپنے اوپر غصہ آتا تھا کہ وہ آئی‌قیز کے بارے میں اس قدر شرمیلا اور بے‌زبان کیوں ھے — اس کو اب اپنی زندگی میں ایک نئے باب کا اضافہ کرنا چاھئے تھا —

ابھی اس نے پھاٹک بند ہی کیا تھا کہ برفانی ہوا نے تھپیڑا مارا — نیچے جھک کر وہ جلدی جلدی سڑک پر چل پڑا —

اس نے دیکھا کہ تقریباً ہر دروازے پر لوگ کھڑے ہیں اور تیز رفتار گھنے بادلوں کو خوف کی نظر سے دیکھ رہے ہیں —

عالم‌جان جانے پہچانے گھر کی طرف گھبرایا سا بڑھ رہا تھا — وہ یہاں بارہا آئی‌قیز کو دیکھنے کے اشتیاق میں آچکا تھا — یہاں کی ہر چیز اس کے لئے اہمیت رکھتی تھی — اس صحن کے ہر پتھر نے آئی‌قیز کے نازک قدموں کا بوسہ لیا تھا — اس کے سبک ہاتھوں نے یہ پھاٹک، برساتی کی باڑ، پانی کی نالی کا کنارا اور مکان کے داخلے کا دروازہ چھوا تھا —

عالم‌جان نے پھاٹک کھولا —

آئی‌قیز صحن ہی میں تھی — پھاؤڑا ہاتھ میں لئے نالی کا پانی پھولوں کی کیاریوں میں لئے جا رہی تھی —

"ہیلو، آئی‌قیز"، اس نے آہستہ سے کہا —

آئی‌قیز ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھی —

عالم‌جان نے اس کے ہاتھ سے پھاؤڑا لے لیا اور

اس کا کام کرنے لگا — وہ خاموشی سے چبوترے پر بیٹھہ گئی اور عالم‌جان کو پانی کا راستہ صاف کرتے دیکھنے لگی — وہ پانی کے راستے سے مٹی کے سوکھے ڈھیلے اور چھوٹے چھوٹے پتھر ہٹا رہا تھا —

آئی‌قیز سوچنے لگی ''میں تو ناامید ہو چلی تھی لیکن اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا — نہ تو مجھہ کو ملامت کی اور نہ ہمت بندھائی — کیوں؟ کیا اس نے میری باتیں نظر انداز کر دیں؟ مجھہ پر ترس کھایا؟ عالم‌جان بدلا تو بالکل نہیں لیکن آخر اس کے دل کی گہرائیوں میں کیا ہے؟ کیا یہ سب کچھہ جانتا ہے؟ کیا یہ جانتا ہے کہ سمیرنوف نے مجھہ کو کس طرح ڈانٹا تھا؟ کیا یہ جانتا ہے کہ اس وقت سب لوگ میرے خلاف ہو گئے تھے؟''

وہ اس کی سیدھی اور جھکتی ہوئی پیٹھہ دیکھہ رہی تھی — اس کا پھاوڑا مٹی کے بھیگے ڈھیلے اکھاڑ کر پھینک رہا تھا —

''بھلا اس کو معلوم کیسے ہوا ہوگا'' اس نے اپنے آپ سے پوچھا — ''یہ ہر بات جانتا ہے — اس نے کمزور سمجھہ کر مجھہ پر ترس کھایا — لیکن میں

کسی کے رحم و کرم کی محتاج بننا نہیں چاہتی — عالم‌جان کے رحم و کرم کی بھی نہیں — میں کمزور نہیں ہوں — کیا یہ مجھ سے محبت کرتا ہے؟ ہاں، محبت تو کرتا ہے لیکن مجھ پر بھروسہ بھی کرتا ہے یا نہیں؟''

آئی‌قیز کے ہاتھ اس کی گود میں ڈھیلے پڑے تھے — اس کو رونا آ رہا تھا —

''آئی‌قیز، کیا بات ہے؟'' عالم‌جان نے کام روکے یا مڑے بغیر کہا — ''تم تو ہم لوگوں کو بالکل بھول ہی گئیں، بہت دنوں سے تمہارا دیدار ہی نہیں ہوا —''

''کیا کسی کو میری کمی محسوس ہوئی؟'' اس نے پوچھا — اس کی آواز کانپ رہی تھی —

''ضرور آئی‌قیز!''

''یہ دن تو بس ہوا کی طرح گزر گئے —''

''آئی‌قیز، یہ بہت بری بات ہے —''

''کیا بری بات ہے؟''

''ہم کو بھلا دینا —''

''کیا اسی وجہ سے تم آئے ہو؟''

''کس وجہ سے؟''

''یہ معلوم کرنے کہ میں اس زمانے میں کالخوز کیوں نہیں آئی؟''
''نہیں، صرف اس لئے نہیں لیکن اس لئے بھی —''
''عالم‌جان اکہ، میں اس طرف بہت مصروف رہی — بند چند دن میں ختم ہو جائیگا — کام خوب زوروں پر ہو رہا ہے — بعض کالخوزوں کا کام اچھا نہیں ہے اس لئے مجھے اپنا وقت وہاں صرف کرنا چاہئے نہ کہ اس جگہ جہاں سب ٹھیک ٹھاک ہے —''
عالم‌جان نے اس کو گھورکر دیکھا — نہیں، اس کا بناوٹی سکون اس کو دھوکا نہ دے سکا — کوئی بات آئی قیز اس سے چھپا رہی تھی — وہ پھر گھبرا گیا — عالم‌جان کو ایسا لگا جیسے آئی‌قیز کے لفظ لفظ میں ایسے راز اور معنی چھپے ہوئے ہیں جن کی توقع نہیں ہو سکتی — اس سے عالم‌جان سہم گیا — وہ کھل کر کہنے سے جھجھک رہا تھا اور صفائی سے ٹالنے کی کوشش کرنے لگا —
''ہمارے کپاس کے کھیت اچھے جا رہے ہیں'' اس نے کہا — ''میں چاہتا ہوں کہ تم ان کو آ کر دیکھو ورنہ لوگ خیال کرنے لگینگے کہ تم دوسرے کالخوزوں سے زیادہ دلچسپی رکھتی ہو — سچ مچ، کپاس

غیر معمولی طور پر اچھی اگ رہی ہے — تم کو ہمارے کالخوز پر فخر ہوگا، واقعی —،،

''مجھے توقع بھی یہی ہے کیونکہ یہ وہی کالخوز ہے جس نے پانی حاصل کرنے کی جدوجہد میں پیش قدمی کی تھی!،،

''ہم کپاس کی بوائی میں اول تھے اور کٹائی میں بھی اول رہینگے، ذرا آکر دیکھو تو، آؤگی نا؟،،

آئی‌قیز نے کچھہ جواب نہ دیا —

''سووانقول کا کیا حال ہے؟،، اس نے کافی دلچسپی سے پوچھا — ''تمہیں اس کے کھیت میں تمرسک کی جڑیں یاد ہیں نا؟ واقعی پگودین کو سخت محنت کرنی پڑی —،،

''بھلا وہ جڑیں بھلائے سے بھول سکتی ہیں — بڑی خراب جگہ تھی — لیکن وہاں کپاس اچھی ہے — آئی قیز، میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں — بھلا کل کا اخبار تم نے پڑھا؟،،

آئی‌قیز کے چہرے پر رنگ آ گیا اور اس نے اپنے دھکتے ہوئے گال ہاتھوں میں دبا لئے —

''ہاں میں نے پڑھا — مجھے مضمون بالکل پسند

نہیں آیا — خواہ مخواہ رنگ آمیزی کی گئی ہے — اس مضمون کے مطابق تو ہم میں سے ہر ایک ہیرو ہے، بہت سمجھدار اور قابل، اور کالخوز بھی غیرمعمولی قسم کا ہے — لیکن تم تو جانتے ہو کہ یہ بات قطعی سچ نہیں ہے — ہم لوگ معمولی سوویت عوام ہیں اور ہم میں ہر قسم کے لوگ ہیں— ایسے بھی ہیں جو ترقی کرتے ہیں اور ایسے بھی جو پھسڈی رہ جاتے ہیں — ہم میں کاہل بھی ہیں اور بہت سے منتظم بھی بے عیب نہیں ہیں — کیا تم یہاں میرا مذاق اڑانے آئے ہو؟،،

دھوپ سے سنولائی ہوئی انگلیوں کے درمیان اس کا زرد چہرہ جھانک رہا تھا — اس کی سرد اور ذرا ناراض آنکھیں عالمجان کو گھور رہی تھیں —

عالمجان کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کہے — خوش قسمتی سے اسی وقت عمرزاق آتا گھاس پر ٹہلتا ہوا ان کے پاس آ گیا —

''میں یہ نہیں جانتا کہ اخبار میں ہمارے کالخوز کے متعلق کیا لکھا ہے لیکن میری رائے میں ہمارے یہاں کے لوگ قابل تعریف ضرور ہیں — ہمت افزائی سے آدمی میں نئی طاقت پیدا ہوتی ہے — تم چاہے جو کہو،

هم نے دوسرے کالخوزوں کے مقابلے میں سوتے صاف کرنے کے لئے زیادہ کام کیا، پھر ہمارے کھیتوں میں ٹھنٹھوں کی صفائی کی بھی زیادہ ضرورت تھی — کم سے کم آدھے رقبے میں تو تمرسک، ببول اور ساق ساؤل کی جڑیں بھری پڑی تھیں اور ہل میں اٹکتی تھیں — پگودین اور اس کے ٹریکٹروں سے بڑی مدد ملی — ہم ان کے شکرگزار ہیں — ہمارے پڑوسیوں کا کام آسان تھا — ان کو مشکل ہی سے کوئی ٹھنٹھ نکالنا پڑا ہوگا — اس لئے ہم ایمانداری سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے کالخوز کا کام بہت اچھا رہا — مضمون لکھنے والوں نے ہماری تعریف کی ہے، وہ سب باتوں سے اچھی طرح واقف معلوم ہوتے ہیں —،،

''حالانکہ ہمیں ایک بات یاد رکھنا چاہئے کہ ابھی ہمارے پاس ایسی زمین کثرت سے ہے جہاں جھاڑ جھنکاڑ ہیں،، عالمجان نے کہا —

''ہمیں اسے اپنے ہاتھوں سے تو صاف کرنا ہے نہیں،، آئی‌قیز نے روکھے پن سے کہا — ''تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہماری حکومت نے آلتین سائی کی زمینیں قابل کاشت بنانے اور ہم کو مزید مشینیں دینے کے لئے

ایک قرارداد منظور کی ھے — خزاں تک ھم آلتین‌سائی کے دائیں کنارے کی تمام زمینیں جوت ڈالینگے اور ان کو کپاس کے کھیتوں اور باغوں میں تقسیم کر دینگے —،،

عالم‌جان نے پھولوں کو سینچ کر پانی کی نالی بند کر دی — اس نے اپنا پھاؤڑا رکھه دیا اور عمرزاق‌آتا کے پاس چلا گیا —

''اچھا بیٹے، جو مضمون ھمارے متعلق نکلا ھے پڑھه کر سناؤ،، بڈھے نے کہا —

''ابا، بڑی خوشی سے — اس میں تو آپ کی صاحبزادی کا بھی ذکر ھے...،، بات منه سے نکل جانے کے بعد عالم‌جان کو اپنی غلطی کا احساس ھوا —

آئی‌قیز غصے میں اچھل کر کھڑی ھو گئی —

''ابا، میں بعد کو پڑھه کر خود سنا دونگی —آپ مہمان کو اندر لے چلئے — چائے بڑی دیر سے ٹھنڈی ھو رھی ھے،، زور سے یه کہه کر وہ گھر کے اندر بھاگ گئی —

آندھی کی گرج چاروں طرف سے گھرے ھوئے صحن میں بہت کم آ رھی تھی لیکن ابھی ھوا کا زور ختم نہیں ھوا تھا — باغ کی دیوار اور چھت کے اوپر سے

گرد و غبار کے بادل اور درختوں کی ٹہنیاں اب بھی اُڑتی ہوئی نظر آ رہی تھیں — گرجتے ہوئے خوفناک بادلوں نے دن کو روشنی سے محروم کر دیا تھا اور بہت نیچے اڑ رہے تھے —

عمرزاق آتا نے پریشانی سے خوفناک آسمان کو دیکھا اور منہ ہی منہ میں برا بھلا کہتا عالمجان کے آگے آگے گھر کے اندر داخل ہوا —

پرانے زمانے کے بڑے ترکمانی قالین پر ایک صاف ستھرا دسترخوان بچھا تھا — اس کے برابر سماور سے بھاپ نکل رہی تھی — ایک بڑی پلیٹ میں خوب پکی ہوئی روٹیاں تھیں اور مٹی کے پیالوں میں شوربہ تھا — یہ سب عالمجان کی مرغوب چیزیں تھیں —

وہ بیٹھ گئے — ابھی عمرزاق آتا نے شوربے کا پیالہ اٹھایا ہی تھا کہ ہوا کے ایک تیز جھونکے نے جھناکے کی زور دار آواز کے ساتھ کھڑکی کھول دی — شیشے کی جھنکار میں فریاد تھی — عمرزاق آتا نے اٹھ کر کھڑکی کے باہر سر نکالا — ایک بہت بڑا سرمئی بادل پہاڑ سے گاؤں کی طرف آ رہا تھا — اس نے کھڑکی بند کی اور آہستہ سے قالین پر بیٹھ گیا —

کمرے میں اندھیرا ہو گیا —

"بچو، مصیبت ہے، مصیبت —"

بادل اتنے زوروں میں گرجا اور بجلی کڑک کر گری کہ دیواریں ہل گئیں — سماور کی چمنی پر ابلتی ہوئی کیتلی اچھل گئی —

آئی‌قیز زرد پڑ گئی — اس نے اپنا دل تھام لیا —

"کیسی زور کی کڑک تھی — میرے تو دل کی دھڑکن رک گئی!" وہ اٹھہ کھڑی ہوئی اور گھبرا کر کہنے لگی — "کام کا وقت شروع ہو گیا... ہمارے آدمی بند پر پہنچ گئے ہونگے — مجھے ان کے پاس پہنچنا چاہئے —"

"یہ کڑک پہاڑوں میں نہیں ہوئی ہے بلکہ کہیں قریب ہی ہوئی ہے" عالم‌جان نے اپنا چمچہ رکھتے ہوئے کہا — "میں ذرا جا کر دیکھتا ہوں — میرا خیال ہے کہ پڑوس ہی میں کہیں بجلی گری ہے —"

"کوئی فائدہ نہیں، بیٹے — مت جاؤ" عمرزاق آتا نے اداس لہجے میں کہا — "ممکن ہے کہ سائنس طاقت ور ہو لیکن ہم اب بھی قدرت کے سامنے لاچار ہیں — بھلا آدمی بجلی کو کیسے روک سکتا ہے؟

س کے خلاف تم کون سا ھتھیار استعمال کر سکتے ھو؟،،

’’بجلی کی حاجز سلاخیں ھمیں بچائینگی — ھمیں اپنے ساتھیوں کی مصیبت میں مدد کرنا چاھئے —،،

عالم‌جان نے کھڑکی کھول دی —

سڑک گہری بھوری دھند میں چھپ گئی تھی — گرجتے ھوئے بادل آلتین سائی گاؤں پر چھائے ھوئے تھے اور بہت نیچے آ گئے تھے — آندھی کا زور کم ھو گیا تھا — حور کے درختوں کی بچی کھچی پتیوں میں ھلکی ھلکی سی ھوا سرسرا رھی تھی —

یہ خاموشی صرف چند سکنڈ رھی — پھر گرج ھوئی — اس مرتبہ اتنی زوردار نہیں لیکن اس کے ساتھ بارش کی بڑی بڑی بوندیں گرنے لگیں —

عمرزاق آتا اور آئی‌قیز بھی کھڑکی کے پاس آکر عالم‌جان کے قریب کھڑے ھو گئے —

گرم ملکوں کی طرح موسلا دھار بارش ھونے لگی — فولاد کی سلاخوں کی مانند لچک‌دار پانی کی لہراتی ھوئی لمبی لمبی دھاریں ھوا کے تھپیڑوں کو روکتی ھوئی زمین، چھت اور درختوں پر زوروں سے گر رھی تھیں —

"ب، اتنی بارش!"، عمرزاق آتا نے کہا — "خدا چاہیگا تو جلد ہی رک جائیگی، زیادہ نقصان نہ ہونے پائیگا —"

کوئی چیز کھڑکی کے شیشے پر ٹکراکر بجی اور یہ خفیف سی امید چکنا چور ہو گئی — ایک چھوٹا سا سفید اولہ کھڑکی کے چھجے سے ٹکرایا اور اچک کر بھیگی زمین پر لڑھکنے لگا — اس کے بعد فوراً ہی ہزاروں چھوٹے چھوٹے سفید اولے سڑک پر اچھلنے، کھڑکی کے شیشوں سے ٹکرانے اور حور کی پتیوں کو چیرنے لگے —

عمرزاق آتا نے دونوں کو کھڑکی سے ہٹا دیا اور خود اپنے ہاتھوں کا چلو بنا کر کھڑکی کے باہر نکال دیا —

"اولے!"، اس نے یاس انگیز لہجے میں برف کی نیلی نیلی گولیاں ہاتھہ میں لے کر کہا — "اولے!"، آئی‌قیز کی طرف دیکھتے ہوئے دہرایا "مصیبت، میرے بچو، بڑی مصیبت —"

اس نے زور سے چیخ کر اولے فرش پر ڈال دئے، اپنے ہاتھہ گھمائے اور جھم سے کھڑکی کے باہر کود گیا — وہ زمین پر چاروں ہاتھوں پیروں کے بل گرا،

سیدھا ھوا اور ننگے پیر سڑک پر کپاس کے کھیتوں کی طرف بھاگا —

یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ھوا کہ نہ تو آئی‌قیز اور نہ عالم‌جان اس کو روک سکے —

عمرزاق آتا جوانوں کی طرح سبک رفتاری سے بھاگ رھا تھا — گاؤں کے کنارے قراغاچ کا ایک پرانا درخت بجلی کا شکار ھوا تھا — وہ گرا پڑا تھا اور اس میں سے دھواں نکل رھا تھا لیکن عمرزاق آتا نے اس کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھا بلکہ بھاگتا رھا — ھوا اور اولے اس کے ننگے سر اور چہرے پر تھپڑ مار رھے تھے — اس نے اپنی آنکھیں ھاتھوں سے بچا رکھی تھیں — اس کا گریبان کمر تک کھلا ھوا تھا اور قمیص پانی سے شرابور تھی —

اولہ باری زور پکڑتی جا رھی تھی — اب چھوٹے اولوں کا قد بڑھ کر اچھے بڑے بڑے کپاس کے بیجوں کے برابر ھو گیا تھا —

عمرزاق آتا سڑک سے اتر کر اس پگڈنڈی پر ھو لیا جو کھیتوں میں چلی گئی تھی — وہ ٹھوکر کھا کر گرا جس سے اس کا سینہ چھل گیا — وہ بڑی دیر تک

پڑا کراھتا رھا — اس کا چہرہ، لمبی داڑھی اور قمیص سب کیچڑ میں لت پت تھے — جب ذرا اس کی سانس بندھی تو اٹھہ کر پھر دوڑنے لگا —

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ کیوں دوڑ رھا ھے اور وہ کیا کر سکتا ھے — اس کا ایسا کمزور آدمی کپاس کے اس بڑے کھیت کو تو نہیں بچا سکتا تھا جو اس کے جتھے نے بڑی امیدوں سے بویا تھا اور احتیاط سے اس کی چھنٹائی کرنے کے بعد پودوں پر مٹی چڑھائی تھی —

"مصیبت، بڑی مصیبت، میرے بچو"، وہ دوڑتا اور چلاتا جا رھا تھا —

دو تین کسان جو سویرے سے ھی کام شروع کرنا چاھتے تھے کیمپ میں جمع تھے — انہوں نے عمرزاق آتا کو دیکھہ کر پکارا کہ ان کے پاس آکر پناہ لے لیکن اس نے کچھہ نہیں سنا اور بھاگتا ھوا گزر گیا — اس کے ننگے پیروں کے نیچے اولے چرمرا رھے تھے جو زمین پر بچھے ھوئے تھے —

عمرزاق آتا اپنے پلاٹ کے قریب پہنچ کر ٹھہر گیا — پورا کھیت اولوں کی موٹی تہہ سے ڈھکا ھوا تھا —

اس کے سینے سے آہ نکلی اور اس نے ناامید ہوکر اپنا سر پکڑ لیا، گھٹنے کانپے اور وہ زمین پر گر گیا —

آخرکار عالم جان اس کے پاس پہنچ گیا — اس کو بڈھے کے جوتے اور کپڑے لینے میں ذرا دیر لگی تھی — عالم‌جان ہانپتا ہوا عمرزاق آتا پر جھکا — بڈھا عالم‌جان سے لپٹ گیا اور ناامیدی کے عالم میں پھوٹ کر رونے لگا — سسکیوں سے اس کے شانے ہل رہے تھے —

"ہماری کپاس تباہ ہو گئی" اس نے کراہتے ہوئے کہا — "ہم کیا کرینگے؟ ہم کیا کرینگے؟"

"ابا، ہمت نہ ہارو" عالم‌جان نے کہا اور عمرزاق‌آتا کو جو پریشانی سے کافی نڈھال ہو چکا تھا کپڑے پہننے میں مدد دی — "بہرحال یہ تو قدرت کے کھیل ہیں — ہم اس میں کچھ نہیں کر سکتے — یہ مصیبت تو ہر جگہ نازل ہو سکتی ہے —"

اولہ‌باری کم ہو رہی تھی — اس کی ہلکی سی دھند میں عالم‌جان نے کسی سوار کو اپنی طرف آتے دیکھا — یہ آئی‌قیز تھی —

اس نے بائی‌چبار کو روکا اور گھوڑے سے کود کر اپنے باپ کی طرف دوڑی —

''ابا، سنو تو اولہ باری ختم ہو گئی —''

''بیٹی، بہت دیر میں ختم ہوئی — لعنت ہو اس اولہ باری پر! دیکھو اس نے کیا تباہی پھیلائی ہے'' اس نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے نیم حلقہ بنایا —

آئی‌قیز نے باپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کوک‌تاغ کی طرف اس کا رخ پھیر کر کہا:

''ابا، دیکھو بادل ہٹ رہے ہیں — جلد ہی سورج نکل آئیگا اور اولوں کو پگھلا دیگا — میں نے جورہ‌بائف کو ٹیلی‌فون کر دیا ہے — بس وہ آتے ہی ہونگے —''

واقعی ہوا نے بادلوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردئے تھے اور وہ تیزی سے پچھم کی طرف جا رہے تھے — اب ان کا زور بھی گھٹ گیا تھا — پہاڑوں کی چوٹیاں تو ابھی سے سورج میں چمکنے لگی تھیں —

''بیٹی، بہت دیر ہو گئی، بہت دیر'' عمرزاق آتا نا‌امیدی کی حالت میں بڑبڑا رہا تھا —

اب ہر طرف سے لوگ جلدی جلدی آرہے تھے — جب وہ اپنے حصے کے کھیتوں میں پہنچتے، تو چونک کر رک جاتے، ان کے شانے جھول جاتے اور سر جھک جاتے —

با، سنو،، آئی‌قیز نے جان بوجھ کر زور سے کہا —
بھے بند اور پھر دوسرے فارموں پر جانا ہے — یہ تباھی
ف ھمارے یہاں نہیں آئی ہے — دوسرے کالخوزوں پر
بھی اولہ‌باری ھوئی ہے — ابا، ھمت نہ ھارو —،،
ئی‌قیز اچک کر گھوڑے پر بیٹھی اور سرپٹ روانہ
ھو گئی —

''ایسی تباھی تو ھم پر پہلے کبھی نہیں آئی تھی،،
عالم‌جان نے کہا — ''اور لوگ کہتے ھیں کہ نشیبی
علاقوں میں تو سال میں دو تین مرتبہ اولہ‌باری ھوتی
ہے — وھاں کپاس کے تجربےکار کسانوں نے نقصان سے
بچنے کا طریقہ معلوم کر لیا ہے اور اولہ‌باری سے پودوں
کو نقصان ھونے کے باوجود ان کی فصل اچھی ھوتی
ہے — ھمیں ان سے سیکھنا چاھئے —،،

اب ایک موٹرکار آن پہنچی جس میں جورہ‌بائف اور
ضلع کا ماھرزراعت تھا — جورہ‌بائف سیدھا عمرزاق آتا
کے پاس گیا اور اس سے بغل گیر ھوکر کہنے لگا:

''بابا، پریشان نہ ھو — اس مصیبت سے لڑنے کے لئے
بھی ایک قطعی طریقہ ہے،، اس نے کافی زور سے کہا تاکہ
سب لوگ سن سکیں —

لوگ جورہبائف کے قریب آگئے
غمگین آنکھوں میں بھی امید کی ایک
"بیٹے، پھر کہو، کیا تم نے یہ کہا ہے
مردہ کھیت میں پھر جان ڈال سکتے ھیں؟ کیا تم نے
کہا کہ ھماری فصل بچ سکتی ھے اور ھم اچھی فصل
حاصل کر سکتے ھیں؟"

"ھمیں یہ کرنا پڑیگا لیکن اس کے لئے سخت محنت
کی ضرورت ھے — اگر ھم نے کمزوری نہ دکھائی تو ھم
کپاس کو بچا لینگے —"

"بیٹے، ھم سخت کام سے نہیں گھبراتے — ھمیں
بتاؤ تو کرنا کیا ھے؟"

"ذرا بھی وقت ضائع کئے بغیر کھیتوں میں کھاد
بہم پہنچاؤ اور پودوں کو پانی دے کر ان کے چاروں
طرف مٹی چڑھا دو — جڑیں صحیح سلامت ھیں — ان سے
نئی کونپلیں پھوٹینگی — جہاں ایسا نہ ھوگا پھر سے پودے
لگانا پڑینگے — پڑوس کے کالخوز بھی آ کر مدد کرینگے —
یہ تو سب کا کام ھے — ھمارے ضلع کے ماھرزراعت تم کو
تمام ھدایتیں دینگے — بابا دیکھو، ابھی سے ھمت نہ ھارنا
چاھئے —"

کسانوں کے مجمع میں جورہ بائف کھیتوں کی طرف
رہا — افق پر اداس بھورے بادلوں کے پس منظر میں اولوں
فرش بہت سفید اور چمکیلا معلوم ہو رہا تھا — پہاڑوں
ے پیچھے سے سورج کی ترچھی کرنیں آ رہی تھیں اور
ولوں کو چنگاریوں کی طرح چمکا رہی تھیں جن سے ہلکی
ی بھاپ نکل رہی تھی جیسے صبح سویرے اوس سے
کلتی ہے — اولے جابجا پگھل رہے تھے اور بھیگی ہوئی
الی زمین کے ٹکڑے دکھائی دینے لگے تھے —
کھیتوں کا چکر لگانے کے بعد جورہ بائف اپنی موٹر
کے پاس واپس آیا — اس کے پیچھے اب بھی کسانوں کا
جمع تھا — عمرزاق آتا اتنا نڈھال ہو چکا تھا کہ اس
کے لئے کھڑا ہونا بھی مشکل تھا —
"بابا، میری بات سنو،" جورہ بائف نے بڑے اطمینان
سے کہا — "اب میں تم کو اپنی موٹر میں گھر تک پہنچا
دونگا — تین چار گھنٹے سے پہلے کام نہیں شروع ہو
سکتا — اس لئے گھر چل کر دوپہر تک آرام کرو — عزیز
عمرزاق آتا، تم کو اپنا بھی خیال کرنا چاہئے —"
بڈھا چپکے سے موٹر میں بیٹھ لیا — جورہ بائف ڈرائیور
کی جگہ پر تھا — موٹر چلنے والی تھی کہ عمرزاق آتا نے
کچھ اجنبیوں کو اپنا پلاٹ فیتے سے ناپتے دیکھا —

"یہ کون لوگ ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟"
وہ چلایا اور موٹر سے اتنی ہی تیزی کے ساتھ اتر پڑا جیسے پہلے کھڑکی سے کود کر بھاگا تھا —

"ارے، یہ ہمارے ہی آدمی ہیں— سرکاری بیمے والے،" جورہ بائف نے ہنس کر کہا —

لیکن عمرزاق آتا نے اس کی بات ان سنی کر دی۔ وہ تیزی سے بڑھتا گیا اور اس کی ٹیم کے لوگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے —

"تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟" عمرزاق آتا نے اجنبیوں سے بھاری آواز میں پوچھا —

ایک دبلے پتلے آدمی نے جو بغل میں کینوس کا تھیلا دبائے اپنی نوٹ بک میں کچھ حساب لکھ رہا تھا بڈھے کو دیکھا، تیوریاں چڑھائیں اور اطمینان سے جواب دیا:

"میں سرکاری بیمے کے دفتر میں کام کرتا ہوں اور یہ کاسریڈ" اس نے دوسرے آدمی کی طرف سر سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "مشین ٹریکٹر اسٹیشن کے کارکن ہیں —ہم یہاں نقصان کا اندازہ لگانے اور رپورٹ تیار کرنے آئے ہیں—"

"کیوں، اب تو جو کچھہ ہونا تھا ہو چکا،"
عمرزاق آتا نے اپنا دل ہاتھوں میں دباتے ہوئے کہا — "اولوں نے ہماری کپاس کو نقصان پہنچا دیا — لیکن اب اس کے تخمینے کی کیا ضرورت ہے؟ کیوں بے کار محنت کرتے ہو؟ بچو، یہ مت کرو — ہم کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور اپنا وقت ضائع نہ کرو —"

"میں سمجھا نہیں — تمہاری کپاس کا بیمہ ہے — رپورٹ کے مطابق تمہارے کالخوز کو نقصان کا معاوضہ ملیگا — حکومت کالخوز کو پورا معاوضہ دیگی —"

"تم نے کیا کہا؟ حکومت نقصان کا معاوضہ دیگی؟ ارے! خدا ہم سے ناراض تھا اس لئے اولوں نے ہماری کپاس تباہ کر دی، اور تم ہم کو حکومت کے بیمے سے معاوضہ دینا چاہتے ہو؟ ارے نہیں، بیٹے — ہمیں ابھی یقین نہیں ہے کہ ہماری فصل بالکل تباہ ہو گئی ہے —"

عمرزاق آتا کی ٹیم کے لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے —

"تم جانتے ہو، بیٹے؟" عمرزاق آتا نے اجنبی کی آستین ہلاتے ہوئے کہا "میں بڈھا جاہل ہوں لیکن

اس طرح سوچتا هوں کہ قانون کے مطابق هم کو اپنی
حکومت کا ایک ایک پیسہ بچانا چاهئے — میری عمر
اسی سال کی هے لیکن میں نے بهی اپنے ملک کی خدمت
کے لئے پهاؤڑا سنبهالا — کیا میرا ضمیر اس بات کی
اجازت دیگا کہ میں اولہ‌باری کی تباہ کی هوئی فصل کا
معاوضہ لے لوں حالانکہ ابهی تک میں نے ملک کو
روئی نہیں دی هے، هے نا؟ انقلاب سے پہلے میں بالکل
محتاج تها لیکن کسی نے مجهے ایک ٹکڑا بهی نہیں دیا —
میں جاڑے سے ٹهٹهرتا تها لیکن کسی نے میرا تن نہ
ڈهکا — سوویت حکومت نے مجهے غلامی، غریبی اور ذلت
کے بندهنوں سے آزاد کرکے میری عزت مجهے واپس دی —
اب تم چاهتے هو کہ هم اس سے رقم کا مطالبہ کریں
اور وہ بهی اس چیز کے لئے جو هم نے ابهی اگائی تک
نہیں هے؟ شائد تم سوچتے هو کہ میری روح سیاہ هو
چکی هے اور میرا دل پتهر کا هے؟ نہیں، میں نے اپنے
دونوں لڑکے ملک کی حفاظت کے لئے بهیج دئے اور انہوں
نے اپنے بڈهے باپ کو ذلیل نہیں کیا — وہ شیروں کی
طرح لڑکر سورماؤں کی موت مرے — انہوں نے اپنی جوانی

ن لئے قربان کردی کہ ملک پھلے پھولے اور پروان
ڑھے — پھر میں ایسی کپاس کے لئے رقم کیسے
بول کرونگا جس کی فصل بھی شائد میں نہ کاٹ
کوں؟،،
''بابا...،، اجنبی نے کچھہ کہنے کی کوشش کی —
''نہیں، بیٹے نہیں،، عمرزاق آتا کہے گیا ''حکومت
بس طرح ہماری خیر خبر رکھتی ہے ہم اس سے بہت
نوش ہیں اور تمہارے بھی شکرگذار ہیں بیٹے — لیکن
اد رکھو مجھے پیسے کی ضرورت نہیں — میں اپنی آخری
انس تک کام کرونگا — اور میں ہی اکیلا نہیں، اچھا
معقول سے پوچھہ کر دیکھو — ان کا بیٹا ماسکو کی
فاظت کرتے ہوئے کام آیا — وہ بھی میرے ہم خیال
یں — منصور آتا سے پوچھو — ان کے دو بیٹے افسر ہیں —
وچھو، بھلا یہ سرکار سے رقم لینگے؟،،
آوازوں کی ہلکی سی بھن بھناہٹ ہوئی — سترسالہ
نصور آتا جس کے بال زردی مائل تھے آگے آ گیا اور
سب کی طرف سے کہنے لگا:
''عمرزاق آتا ٹھیک کہتے ہیں — جو کچھہ انہوں
ے کہا ہم دل سے ان کے ساتھہ ہیں —،،

بیمے کے کارکن نے ان کو دوبارہ سمجھانے ک
کوشش کی:

''لیکن تمہاری سمجھہ میں نہیں آیا — اولہ باری
ہوئی ہے اور یہ میرا فرض ہے کہ میں نقصان کی رپورٹ
پیش کروں —،،

''کیوں کرو؟ کامریڈ جورہ بائف نے ہم سے کہہ
ہے کہ اگر ہم نے محنت کی تو ہماری کپاس میں پھ
سے جان پڑ جائیگی — ہم کام سے نہیں ڈرتے — کوشش
کر کے اپنی کپاس کو پھر سے بحال کرینگے — ہمارے
کالخوز نے بیس سینٹنر فی ہیکٹر کی پیداوار کا منصوبہ بنای
ہے اور کم سے کم اتنی روئی تو ہم پیدا ہی کر لینگے —
اس لئے خزاں میں آ کر پھر دیکھنا — بچے، اس وقت میں
تم سے بڑے ادب کے ساتھہ التجا کرتا ہوں کہ اس کا
تخمینہ نہ لگاؤ —،،

عمرزاق آتا آہستہ سے واپس ہوا — جورہ بائف نے
ہاتھہ کا سہارا دے کر اس کو موٹر میں بٹھا لیا — وہ
روانہ ہو گئے — پگھلے ہوئے اولوں کا پانی سڑک کے
گڑھوں میں بھرا تھا اور چمک رہا تھا — ان میں اتھاہ
آسمان کا عکس نظر آ رہا تھا —

۱۹

"کامریڈ قادروف، تم نہیں سمجھتے ہو،" جورہ بائف نے کہا — اس کی جھنجھلاہٹ بڑھ رہی تھی — اس نے اپنے سگریٹ کیس سے سگریٹ نکالی اور انگلیوں کے درمیان اسے مسلنے لگا —

جب اس کا سامنا جہالت، فرسودہ خیالات اور لاپروائی سے ہوتا تو اس کو غصہ آنے لگتا اور وہ سگریٹ لے کر انگلیوں سے مسلنے لگتا' تمباکو راکھہ دان میں جھڑتی رہتی — تین سگریٹ مسلنے کے بعد وہ کہیں اپنے غصے پر قابو حاصل کر پاتا تھا اور چوتھی جلا کر اطمینان سے گفتگو کرتا تھا —

جورہ بائف نے پورے چار گھنٹے ان کھیتوں کے معائنے میں صرف کئے تھے جن میں نقصان ہوا تھا — سہ پہر کو وہ آلتین سائی واپس آیا — کالخوز کے بورڈ کے تمام ممبر قادروف کے دفتر میں جمع تھے —

"ساتھیو، امید ہے کہ ہمیں بجلی کے ٹریکٹر مل جائینگے — کامریڈ قادروف، اگر تمہیں کل بجلی کا ایک ٹریکٹر مل جائے تو کیسا رہے؟" جورہ بائف نے پوچھا —

"ہم اس سے کام لینے لگینگے"، قادروف نے بے سوچے سمجھے جواب دیا —

جورہبائف نے سگریٹ نکالا لیکن اس کو مسلا نہیں — قادروف خاموش ہو گیا کیونکہ اس نے بھانپ لیا کہ جورہبائف ناراض ہو گیا لیکن اس کی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آئی —

"اور کیا تم اس کی ضمانت کر سکتے ہو کہ اس کو کام میں لانے کے لئے بجلی مہیا ہو سکیگی؟"

"کیوں نہیں، ہمارا بجلی گھر خوب کام کر رہا ہے اور بند مکمل ہوتے ہی ہمارے یہاں بجلی کی طاقت کی افراط ہو جائیگی — واقعی یہ وعدہ کرنا مشکل ہے کہ یہ بجلی کی طاقت فوراً ہی کھیتوں تک آ سکیگی لیکن ہم اس کے متعلق سوچینگے —"

"ہم ایک دو سال تک اس کے متعلق سوچینگے اور پھر کسی دوسری چیز کے متعلق سوچنے لگینگے"، بیکبوتہ سے ضبط نہ ہو سکا اور اس نے طنزیہ کہا —

قادروف نے اس کی طرف گھور کر دیکھا —

"میری رائے میں کامریڈ قادروف ٹھیک نہیں کہہ رہے ہیں"، عالمجان نے کہا —

یہ جلسہ نہیں تھا بلکہ آپس میں بات چیت ہو رہی تھی لیکن عالم‌جان عادت کے مطابق بولنے کے لئے کھڑا ہو گیا —

"قادروف چھوٹی چھوٹی باتوں کے عادی ہو چکے ہیں — وہ آج کے سوا کل کی بات نہیں سوچ سکتے — وہ بلندیوں تک نہیں جا سکتے کیونکہ ڈرتے ہیں کہ کہیں سر نہ چکرا جائے لیکن اس سے کام نہیں چلیگا — قادروف سمجھتے ہیں کہ ہمارے گھروں اور سڑکوں پر بجلی کی روشنی ہونے سے کالخوز میں بھی بجلی پہنچ جائیگی — یہ سوچنے کا نرالا طریقہ ہے — ہمارے یہاں اب بھی بجلی کی روشنی ہے لیکن ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ کالخوز میں مکمل طور سے بجلی بندی ہو گئی ہے — ہم چارا کاٹنے کی مشین ہاتھہ سے چلاتے ہیں — جوتائی اور منڈائی معمولی ٹریکٹر کے ذریعے کرتے ہیں اور ابھی تک پن‌چکی استعمال کر رہے ہیں — کیا یہی بجلی‌بندی ہے ؟ ہمارا بجلی گھر اس وقت پچیس کلوواٹ بجلی دیتا ہے اور ہم کو اپنی تمام زرعی مشینیں چلانے کے لئے دو سو کلوواٹ بجلی چاہئے — اس لئے میرے خیال میں ہمیں پن بجلی گھر کی تعمیر شروع کر دینی چاہئے —

یہ ہماری حال و مستقبل دونوں کی ضرورتوں کو پورا کریگا۔ میں یہ امید کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ہمارے کھیتوں میں صرف ایک بجلی کا ٹریکٹر نہیں کام کریگا۔"

"اچھا، تو ایک تمہارے کالخوز کے لئے کافی نہیں ہوگا؟ تمہیں کئی ٹریکٹروں کی ضرورت ہوگی، ہے نا؟" جورہبائف نے ذرا بشاش ہوکر کہا۔

"فی الحال تو ہمارے استعمال کے لئے ایک بھی زیادہ ہے کیونکہ اس کے لئے بجلی کی کافی طاقت نہیں ہے۔ لیکن کامریڈ جورہبائف، ہماری زمین پر بند بنا ہے اور صرف اسی جگہ ہم پن بجلی گھر بنا سکتے ہیں۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ہمارے دیہی سوویت کے تمام کالخوز ہم سے بجلی مانگینگے اور ان کا مطالبہ ٹھیک بھی ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں اپنے پڑوسیوں کی ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے پن بجلی گھر بنانا چاہئے۔ ایک نئے اور طاقتور بجلی گھر کی تعمیر کے لئے تمام کالخوزوں کو متحد ہو جانا چاہئے۔"

جورہبائف اپنی کرسی سے اٹھا اور اپنا جوش ٹھنڈا کرنے کے لئے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ وہ کھڑکی کی طرف پیٹھ کرکے رک گیا۔

"اچھا، اب ہم کو اس مسئلے پر اچھی طرح غور کرنا چاہئے"، اس نے آہستہ آہستہ اپنے الفاظ کو تولتے ہوئے کہا — "کامریڈ عالم‌جان نے کہا کہ ہم کو یا پن‌بجلی گھر بنانے میں آئندہ کی ضرورتوں کا بھی خیال رکھنا چاہئے — میں اس میں اتنا اضافہ اور کرنا چاہتا ہوں کہ کامریڈ سمیرنوف اس کا منصوبہ تیار کر چکے ہیں اور اب اس کی تفصیلات پر ماہرین غور کر رہے ہیں — باقی کام آپ لوگوں کا ہے — اگر ہمارے کالخوزوں کے ممبر سمیرنوف کے منصوبے کی تائید کریں تو ہم تعمیر شروع کر دینگے — یہ معاملہ چند ہی دنوں میں زیربحث آئیگا —"

ایک مرتبہ جورہ‌بائف پھر اپنی موٹرکار لےکر خراب حال کپاس کے کھیتوں، طوفان کے تہس نہس کئے ہوئے باغوں اور جلے ہوئے قراغاچ کے درخت کے قریب سے گزرا — کپاس کے کھیتوں میں زورشور سے کام ہو رہا تھا — تمام گاؤں والے بڈھے اور نوجوان اپنی پوری طاقت سے فصل بچانے آ گئے تھے — ٹریکٹر گوڑائی کرنے والی مشینوں کو گھسیٹ رہے تھے — آدمی کھیتوں کو سینچ رہے تھے اور پودوں کی قطاروں کے درمیان کام کر رہے

تھے — وہ اولہ باری سے مجروح ایک ایک پتی کو برا
کرتے جاتے تھے —

آلتین سائی کی سرحد پر جورہ‌بائف کو کئی لاریا
ملیں جو کھاد سے لدی ہوئی تھیں —

۲۰

عالم‌جان ضلع پارٹی کمیٹی کے دفتر بہت سویرے
ہی پہنچ گیا کیونکہ وہ دس گیارہ بجے تک آلتین سائی
واپس پہنچنا چاہتا تھا — لیکن اسے معلوم ہوا کہ کاسری
جورہ‌بائف باہر گئے ہوئے ہیں اور دوپہر سے پہلے واپس
نہیں آئینگے —

عالم‌جان کو بہت سی دوسری جگہوں کو بھی جا
اور کئی مسئلے طے کرنا تھے — اس لئے وہ سہ پہر کو
دو بجے گھوڑے پر ضلع پارٹی کمیٹی کے دفتر آیا او
مایہ‌دار صحن میں گھوڑے سے اترکر دریافت کیا

”واپس آ گئے؟“ عالم‌جان نے جورہ‌بائف کے دروازے
کی طرف سر سے اشارہ کیا —

”ہاں —“

”کیا میں اندر جا سکتا ہوں؟“

''جاؤ، وہ تو تمہارے متعلق پوچھ رہے تھے —''
عالمجان اندر گیا اور اس نے دیکھا کہ سمیرنوف اپنے نقشے لپیٹ کر جانے ہی والا تھا —
''تم نے ذرا دیر کر دی لیکن ہم سب ٹھیک کر لینگے'' سمیرنوف کے جانے کے بعد جورہبائف نے عالمجان سے کہا — ''کامریڈ سمیرنوف سے بعد کو جاکر مل لینا — وہ تم کو پن بجلی گھر کے پروجکٹ کا منصوبہ دکھا دینگے — ظاہر ہے کہ یہ منصوبہ ابھی عارضی ہے لیکن اس کے باوجود بہت دلچسپ اور معقول ہے — اچھا اس کو فی‌الحال چھوڑو — بیٹھو اور یہ بتاؤ کہ کالخوز کا کیا حال ہے؟ کپاس کیسی ہے؟ کیا اولہ باری کے بعد اس کی حالت کچھہ بہتر ہوئی؟''
''بہتر ہوئی ہے — کپاس خراب نہیں ہے — کھاد سے بڑی مدد ملی — کچھہ پودے پھر سے ضرور لگانا پڑے —''
''جانتا ہوں، تم لوگوں کو بڑی محنت کرنی پڑی ہے لیکن اس کے صلے میں تمہاری فصل بھی اچھی ہوگی —''
عالمجان مسکرایا —

"اس میں مذاق کی کیا بات ہے؟"
"مذاق کی بات نہیں، کامریڈ جورہ‌بائف — میرے سامنے کھیتوں کی تصویر آ گئی — آج وہ اتنے ہرے بھرے ہیں کہ ان کو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے — اب تو ہم نے بند بھی تقریباً پورا کر لیا ہے — تین چار دن میں ہمارے یہاں افتتاحی جشن ہوگا — میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی آ کر دیکھیں — آپ ہماری طرف اولہ باڑی کے بعد آئے ہی نہیں —"
"بس، تم میری تفریح کے لئے یہی سامان مہیا کر سکتے ہو؟ صرف کپاس اور بند ہی مجھے دکھا سکتے ہو؟" جورہ‌بائف نے ذرا چالاکی سے مسکراتے ہوئے کہا —
"لیکن کپاس اور بند کے سوا میں آپ کو اور کیا دکھا سکتا ہوں؟" عالم‌جان نے ذرا گھبرا کر کہا —
"میرا مطلب صرف دکھانے سے نہیں ہے... میرا مطلب ہے کہ سوا اس کے تم مجھے اور کسی چیز کے لئے مدعو نہیں کر سکتے؟"
"ارے آپ کا جس وقت جی چاہے آئیے — دن رات کسی وقت بھی —"

''سنو عالم‌جان، تمہاری عمر کیا ہو گی؟'' جورہ‌بائف نے اچانک پوچھا —

''میری عمر چھبیس سال ہے'' عالم جان نے رک رک کر کہا — اس نے سوچا ''شائد یہ مجھ کو کہیں بھیجنا چاہتا ہے — شائد پارٹی کے کارکن کی حیثیت سے پڑھنے کے لئے؟ لیکن یہ تو گرمیوں کا موسم ہے جس میں بڑی مصروفیت ہوتی ہے...'' عالم جان قیاس آرائیوں میں کھو گیا —

''چھبیس سال اور ابھی تک تم اکیلے ہو'' جورہ‌بائف نے کہا —

عالم‌جان کا چہرہ سرخ ہو گیا — اگر اس کو آئی‌قیز سے محبت نہ ہوتی تو وہ بات کو ہنس کر ٹال دیتا — لیکن اس کو آئی‌قیز سے محبت تھی اور وہ اس محبت کا مذاق نہیں اڑا سکتا تھا — اس کے خیالات گڈمڈ سے ہو گئے — اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس ہمدردی کا برا مانے یا نہیں —

اس نے ذرا گھبرا کر جواب دیا ''کامریڈ جورہ‌بائف، مجھے کبھی اتنا وقت ہی نہیں ملا — میں پڑھائی اور

کام میں اتنا مصروف رہا کہ واقعی مجھے یہ بات سوچنے کا موقع ہی نہ ملا —،،

جورہ‌بائف کی پیشانی پر بل پڑ گئے اور خاموش ہو گیا — اس خاموشی نے عالم‌جان کو اتنا وقت دے دیا کہ وہ اپنے حواس بجا کر سکے — وہ جورہ‌بائف کو ہر بات میں اپنا رازدار بناتا تھا — اب وہ اس کے نجی معاملے میں بھی مدد کریگا، کوئی راہ نکالیگا — اس نے بلا پس و پیش آئی قیز سے اپنی محبت کا سارا حال بیان کر دیا —

جورہ‌بائف اس کی باتیں خاموشی سے سنتا رہا — دوسرے کمرے میں ایک ٹائپ‌رائٹر کھٹ کھٹ کرنے لگا — جورہ‌بائف کی تیوریاں ذرا دیر کے لئے چڑھیں اور پھر برابر ہو گئیں — عالم‌جان نے اس کو بتایا کہ وہ کس طرح اس دن صبح کو اخبار کا مضمون لے کر آئی‌قیز سے ملنے گیا تھا اور اچانک محسوس کیا تھا کہ وہ ناراض ہے —

"بھلا تم نے کچھ سوچا ہے کہ آئی‌قیز اتنے دن سے بات کیوں ٹال رہی ہے؟،، جورہ‌بائف نے آخرکار پوچھا —

''ہاں، میں نے اس کے متعلق سوچا ہے —''
''اور کس نتیجے پر پہنچے ہو؟''
''سچی بات تو یہ ہے کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا، کامریڈ جورہ بائف —''
''تم نے اس سے پوچھا نہیں؟''
''نہیں — مجھے ڈر لگا کہ کہیں ناراض نہ ہو جائے —''
''یا شائد ڈرے کہ کہیں انکار نہ کر دے؟''
''ممکن ہے کہ یہی بات ہو —''
''تمہیں شرم نہیں آتی؟'' جورہ بائف نے شفقت سے ملامت کرتے ہوئے کہا — ''عالم جان کا ایسا بہادر آدمی، بالکل شیر بچہ — جنگ میں اس نے دشمن کی کبھی پروا نہیں کی، اس کی قیادت میں دھاوے کئے گئے، اس نے کوک بولاق پر حملہ کیا اور جب اس لڑکی سے سامنا ہوا جو اس کی محبوبہ ہے تو اس نے دم دبا لی، ہار مان لی — دیکھو محبت بھی آدمی کی کیا گت بنا دیتی ہے —''
عالم جان چپکا بیٹھا رہا —
''دیکھو، ہم یہ کرینگے'' جورہ بائف نے اٹھتے ہوئے کہا ''میں کل آلتین سائی آؤنگا اور آئی قیز سے بات چیت

کرونگا — عمرزاق آتا سے بھی گفتگو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے — وہ آئی‌قیز سے بےپناہ محبت کرتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ تم کو بھی چاہتا ہے — مجھے امید ہے کہ سب معاملہ ٹھیک ہو جائیگا — پروا نہ کرو — روسی میں بڑی اچھی کہاوت ہے 'صبح رات سے بہتر مشیر ہوتی ہے' — ''

۲۱

آئی‌قیز جب کبھی کپاس کے کھیتوں کا معائنہ کرتی ہمیشہ بائی‌چبار کو کیمپ کے پاس کھمبے میں باندھ دیتی اور کھیتوں میں پیدل چل کر وہ تمام باتیں لکھ لیتی جن کی ضرورت ہوتی — اس کے بعد وہ جتھے کے لیڈر کو ڈھونڈ کر اس کو ہدایتیں کرتی مثلاً کہیں کھاد زیادہ دینی ہوتی یا پودوں کی سنچائی ٹھیک ٹھاک کرنی ہوتی —

آج صبح کو آئی‌قیز گھوڑے پر سوار ہوکر پہلے استالن کالخوز گئی اور بیک‌بوتہ کے قطعے میں پہنچ کر گھوڑے سے اتر پڑی — بیک‌بوتہ نے دور سے اسے دیکھا اور اس سے ملنے کے لئے جلدی جلدی ادھر چلا — اس

ے بائی چیار کی لگام پکڑ کر ایک کھمبے میں باندھ دیا
بہاں تپتیا گھاس کا چھوٹا سا ڈھیر تھا —
"ہم پہلے کدھر جائینگے؟ تم کون سا قطعہ دیکھنا
چاہتی ہو؟" اس نے پوچھا —
"میں تمام قطعوں اور کھیتوں کو دیکھونگی"
آئی‌قیز نے کہا — "میں خود چلی جاؤنگی... تم تکلیف
نہ کرو — میں جانتی ہوں کہ تم اپنی ٹیم کے لیڈر ہو
اور بہت مصروف ہو —"
بیک‌بوتہ کافی ناامید ہوا اور لڑکی کو ہرے بھرے
کھیت میں جاتے ہوئے دیکھتا رہا —
آدھا دن گزرے کافی دیر ہو چکی تھی جب آئی‌قیز نے
کھیتوں کا دورہ ختم کیا — حالانکہ وہ چیزوں کو سختی سے
جانچتی تھی لیکن اپنے صاف ستھرے معائنے سے خوش تھی —
کھیتوں کی دیکھ بھال میں اس نے کوئی نقص نہیں پایا تھا —
جب وہ کیمپ واپس ہوئی تو اس نے کیمپ کے
سامنے ایک گردآلود موٹرکار کھڑی دیکھی —
"ضلع پارٹی کمیٹی کی موٹر" اس نے حیرت سے سوچا —
"جورہ‌بائف آئے ہونگے لیکن مجھے کیوں نہیں نظر
پڑے؟"

وہ رہے — وہ کیمپ کی مخالف سمت سے آ رہے ہیں —

"آداب عرض، کامریڈ جورہ‌بائف" اس کے قریب آنے پر آئی‌قیز نے کہا —

"ہیلو، آئی‌قیز —"

"کیا آپ یہاں دیر سے آئے ہوئے ہیں؟"

"ہاں — کافی دیر سے، کوئی چار گھنٹے ہوئے —"

"لیکن میں نے آپ کو نہیں دیکھا اور کسی نے مجھے بتایا بھی نہیں —"

"میں نے منع کر دیا تھا" جورہ‌بائف نے ہنستے ہوئے کہا — "میں چاہتا تھا کہ صدر کی غیر موجودگی میں کھیتوں کا معائنہ کروں اور تمہاری غلطیوں کو ذاتی طور پر پکڑوں —"

"کیا آپ نے ہماری بہت سی غلطیاں پکڑیں؟" آئی‌قیز نے گھبرائے ہوئے پوچھا — "میں نے بھی تمام کھیت دیکھے — میرے خیال میں تو سب اچھے ہیں —"

"بالکل ٹھیک ہے — کھیت اچھے ہیں اور لوگ بھی محنت سے کام کر رہے ہیں — یہاں وہاں کچھ اور کھاد کی البتہ ضرورت ہے" جورہ‌بائف نے کہا —

''اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اعتراض نہ ہو تو میں بھی ساتھ چلوں —''

''فی الحال تو میں کہیں نہیں جا رہا ہوں'' جورہ‌بائف نے کہا — ''اس وقت میرا ارادہ ہے کہ میں ایک کمیونسٹ سے، جس کا نام آئی‌قیز ہے، بڑی سنجیدگی سے بات چیت کروں — آئی‌قیز، آؤ کیمپ میں چلیں — وہاں کوئی نہیں ہے —''

آئی‌قیز اس کے پیچھے ہو لی اور اندر جا کر اس کے پاس بنچ پر بیٹھ گئی —

''آج ہماری گفتگو ذرا غیر معمولی ہو گی'' جورہ‌بائف نے بات شروع کی — ''بتاؤ، کیا تم عالم‌جان کو کافی زمانے سے جانتی ہو؟''

''عالم‌جان؟ ارے، ہم بچپن سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں'' آئی‌قیز نے ذرا حیران ہو کر کہا —

''تمہاری رائے میں وہ کیسا آدمی ہے؟''

''کیا اس کو کوئی حادثہ پیش آ گیا؟'' آئی‌قیز کی آواز ڈوب گئی —

ایک لمحہ خاموشی رہی —

''وہ اچھا آدمی ہے اور سچا کمیونسٹ'' اب آئی‌قیز

جوش کے ساتھہ بول رہی تھی — ''آپ خود جانتے ھیں
کہ کوک بولاق پر اس نے کس ایثار سے کام کیا —
ھمارے کالخوز میں اس کا جتھہ بہترین ھے — جب سے
عالم‌جان سکریٹری مقرر ھوا ھے پارٹی کی ھماری شاخ
میں ایک نئی جان آ گئی — وہ باعزت آدمی ھے —''

''دوسرے الفاظ میں تم عالم‌جان کو بہت معتبر
سمجھتی ھو — کیا اس پر تم کو قطعی اعتبار ھے؟''

''ضرور، میں اس کو بہت اچھا اور ایماندار آدمی
سمجھتی ھوں —'' اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے —
''کامریڈ جورہ‌بائف، کیا آپ کو اس کی ایمانداری پر شک
ھے؟ ایسا تو نہیں ھے؟''

''نہیں، مجھے تو شک نہیں ھے — لیکن تم کو
کیوں شک ھے، آئی‌قیز؟ تم نے ابھی صاف صاف کہا
ھے کہ عالم‌جان صاف گو اور باعزت آدمی، سچا کمیونسٹ
اور پارٹی کا پر خلوص ممبر ھے جس نے جنگ کے میدان
اور کھیتوں میں جوھر دکھائے ھیں — وہ مزید تعلیم
حاصل کرنے اور اپنا مستقبل بنانے کے ارادے رکھتا
ھے — عالم‌جان جیسا آدمی ھم کو دھوکا نہیں دے
سکتا اور آئی‌قیز، وہ تم سے بھی بہت محبت کرتا ھے —''

آئی‌قیز نے سر ہلایا اور اپنی آنسو بھری آنکھوں سے جورہ‌بائف کی طرف دیکھا —

"آئی‌قیز، کیا واقعی اس سے تم کو سچی محبت ہے؟"

"ہاں —"

"ممکن ہے کہ عمرزاق آتا اس کے خلاف ہوں؟"

"میں نے ان سے کبھی اس کے متعلق نہیں کہا" آئی‌قیز نے آہستہ سے جواب دیا —

"لیکن آخر مجھے ابھی تک تمہاری شادی کا دعوت نامہ کیوں نہیں ملا؟" اس نے پرمسرت لہجے میں زور سے کہا —

ان کی آوازیں مدھم پڑ گئیں — وہ پرانے دوستوں کی طرح بےتکلفی سے باتیں کرنے لگے —

"کامریڈ جورہ‌بائف، میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ ہم ایک دوسرے سے بہت دنوں سے محبت کرتے ہیں، جنگ کے زمانے سے — عالم‌جان مجھے محاذ جنگ سے خط لکھا کرتا تھا اور میں جواب دیتی تھی — جنگ کے بعد اس نے مجھ سے شادی کے لئے کہا اور ابا بھی تیار ہو جاتے لیکن میں ہچکچائی — عالم‌جان نے دنیا دیکھی ہے اور بہت گرم سرد جھیلے ہیں — مجھے یقین

تھا کہ وہ یہاں زیادہ دن نہیں ٹھیریگا اور شہر چلا جائیگا — میں اپنے کالخوز سے جدا نہیں ہو سکتی — اس کے علاوہ میں نے سوچا کہ میرا اس کا جوڑ نہیں ہے — میں اس کے مقابلے میں جاھل ھوں — اسی لئے میں ھچکچائی لیکن بہت دنوں تک نہیں — میں چاھتی تھی کہ ذرا ہم دونوں پکے ہو جائیں — ''

''اس میں تم کو پورا سال لگ گیا، ہے نا؟''

''کیا یہ بڑی مدت ہوئی؟ جب ہم سوتے صاف کر رہے تھے تو میں نے بالکل فیصلہ کر لیا تھا... میں نے اس سے کہہ دیا تھا... اور پھر مجھہ سے وہ غلطی ہو گئی — آپ تو اس کے متعلق سب کچھہ جانتے ھیں، کامریڈ جوروبائف، آپ کے پاس تو تفصیلی رپورٹ گئی تھی — میں نے سیکڑوں آدمیوں کا کام ملیامیٹ کر دیا ہوتا، اپنے آدمیوں کا کام...''

''کیا عالمجان...''

''ارے نہیں، نہیں، اس نے ایک لفظ بھی مجھہ سے نہیں کہا — نہ تو لعنت ملامت کی اور نہ برا بھلا کہا — لیکن یہی تو بات ہے، کامریڈ جوروبائف — پہلے تو مجھے خیال ہوا کہ وہ مجھہ سے زیادہ محبت نہیں کرتا کیونکہ

خاموشی کے معنی ہیں بےتوجہی — پھر مجھے خیال آیا کہ وہ میرے اوپر رحم کھاتا ہے، اس کی محبت میں رحم ہے لیکن عزت نہیں — وہ میرے اوپر اب بالکل اعتبار نہیں کرتا — مجھے یہ واہمہ پیدا ہوا کہ وہ محض بناوٹی طور پر یہ دکھا رہا ہے کہ ہم لوگوں کے درمیان کوئی گڑبڑ نہیں ہے — میں اس کو برداشت نہیں کر سکتی — اگر اس کو میرے اوپر اب اعتماد نہیں ہے تو میں اس کی بیوی نہیں بن سکتی —"

"تم نے عالم‌جان کے متعلق غلط اندازہ لگایا، آئی‌قیز —"

آئی‌قیز نے کچھ نہیں کہا — اس نے اپنی مٹھیاں اتنے زور میں کسیں کہ انگلیاں سفید ہو گئیں —

"تم نے اس کو کم‌تر سمجھا" جورہ‌بائف نے بات جاری رکھی — "وہ اس سے کہیں اونچا ہے جتنا تم نے اس کو سمجھا — اس معاملے میں... یا میں اس طرح کہوں کہ اس غلطفہمی میں... وہ تم سے برتر ثابت ہوا — تم پر بےجا وقار حاوی ہو گیا اور عالم‌جان کے یہاں کوئی نامناسب جذبہ نہیں ہے —"

دونوں خاموش ہو گئے —

"آج کیا تاریخ ہے؟" جورہبائف نے کاروباری لہجے میں پوچھا —

آئی‌قیز نے اس کو تاریخ بتائی لیکن اس کے سوال سے چونک پڑی —

"تم جانتی ہو کہ کوک بولاق کا پانی آلتین سائی پہنچے کتنے دن بیت گئے ہیں؟"

"کیا اس نے آپ کو یہ بھی بتا دیا؟" آئی‌قیز نے دھیمے سے پوچھا —

"بھلا عالم‌جان ایسا آدمی ہے کہ وہ ایسی راز کی باتیں بتا دے؟ نہیں، اس نے مجھ سے نہیں کہا — کل میں نے اس کو گھیرا اور سب اگلوا لیا — لیکن یہ سوال نہیں ہے — آئی‌قیز، تمہیں وعدہ پورا کرنا چاہئے کیونکہ ایسا نہ کرنے کا کوئی معقول سبب نہیں ہے — جو تاریخ تم نے مقرر کی تھی اس کو گزرے کافی دن ہو چکے — وعدہ ضرور پورا کرنا چاہئے، یہ تو تم جانتی ہی ہو —"

"میں اپنا وعدہ پورا کرونگی" آئی‌قیز نے مسکراتے ہوئے کہا —

جورہبائف اچھل کر کھڑا ہو گیا اور بھاری بناوٹی
واز میں کہنے لگا:

"میں سوچتا ہوں کہ آج شام کو آلتین سائی آؤنگا —
میں پہلے بند دیکھونگا — پھر تم سے ملنے آؤنگا — اگر
ضلع پارٹی کمیٹی کا سکریٹری اپنے پرانے دوست عمرزاق آتا
سے ملنے آئے تو میرے خیال میں کسی کو تعجب
نہیں ہوگا — اور مجھے امید ہے کہ تم اس وقت تک
عالمجان کو اپنے فیصلے سے آگاہ کر دوگی — میں نے
ابھی تک بچوانی کا کام نہیں کیا تھا لیکن آئیقیز، اب
کر رہا ہوں —"

وہ ایک دوسرے سے رخصت ہوئے — آئیقیز نے کار
کو جاتے ہوئے دیکھ کر سوچا:

"وہ مجھ سے کیسی اچھی طرح پیش آیا، کتنے
دوستانہ انداز میں —"

۲۲

تعمیری کام کے ہیڈکوارٹر میں ایک خیمے کے پاس
سے دھوئیں کی پتلی ہلکی سی لکیر بل کھاتی ہوئی
پہاڑی کے اوپر جا رہی تھی — ایک بھدا سا چولہا

گھاس‌دار مٹی کے چند چپوں سے خیمے کے پیچھے بنا لیا گیا تھا — آگ کے اوپر ایک پتیلے میں تیل ابل اور سنسنا رہا تھا —

بیک‌بوتہ نے اپنی قبا اتار دی تھی اور بادامی قمیص رنگ اڑی ہوئی برجس کے اندر کر لی تھی — وہ اس تقریب کا پادری تھا — کبھی وہ لمبی پتلی ڈنڈی والے ڈوئے سے تیل چلاتا اور کبھی چولہے میں لکڑی لگاتا —

سووانقول گھاس پر بیٹھا ایک چھوٹے سے تیز چاقو سے گاجریں کتر رہا تھا —

کھانا پکانے کے مشرقی فن کے مطابق پلاؤ کے لئے گاجر کترنے میں بڑی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے — اس کی طرف خاص توجہ کرنا چاہئے — اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ سووانقول گاجریں کترنے میں اتنا مصروف تھا کہ اس نے بیک‌بوتہ کی بکواس کی کوئی پرواہ نہیں کی —

جب ساری گاجریں کتر گئیں اور سووانقول نے ان کو ایک بڑے سے مٹی کے رنگین کونڈے میں رکھه دیا تو وہ پیاز کے ہرے ساگے کی طرف متوجہ ہوا — اس نے ساگے کے گچھے کھر کھر کاٹنا شروع کئے — وہ.

کبھی کبھی اس خیال سے بیک‌بوته کی طرف بھی دیکھه لیتا که وه اس کی تعریف کریگا اور کچھه پوچھیگا —
لیکن بیک‌بوته نے اس پر کوئی اظہارخیال نہیں کیا — وه اس حیرت‌انگیز بات سے بالکل بےنیاز رہا که سووانقول نے پچھلے سال کی پیاز کی بڑی بڑی آنڈیوں کے بجائے کھیت سے پیاز کا تازه تازه ساگا مہیا کر دیا تھا — سووانقول نے بیک‌بوته کی طرف ذرا ناراض هو کر دیکھا اور یه طے کر لیا که اس کی طرف بالکل متوجه نہیں هوگا —
نیچے وادی سے لوگوں کی آوازیں، گاڑی کے پہیوں کی کھڑکھڑاهٹ، گھوڑوں کی هنهناهٹ، اونٹوں کی بلبلاهٹ اور گدھوں کی ڈھیچوں ڈھیچوں سنائی دے رهی تھی — بند بن کر تیار هو گیا تھا — وادی کے تمام کالخوزوں سے هزاروں آدمی افتتاحی تقریب میں شرکت کرنے اور آلتین سائی کا پانی اس نہر میں داخل هوتے دیکھنے کے لئے آئے جو کمسومول کی ٹیم کی محنت کا نتیجه تھی —
یه دو محنتی باورچی اس تمام شورغل سے بےنیاز تھے — مشرق میں پلاؤ پکانا مرد کا کام ہے اور اس کو بڑی ذمےداری کا کام سمجھا جاتا ہے —

آخرکار بیک‌بوته نے طویل خاموشی توڑی —

"اتنے چپ کیوں ہو؟" اس نے پوچھا — "گھنٹہ بھر میں ایک بول بھی نہیں پھوٹا — کہیں گاجروں کے ساتھہ اپنی زبان بھی تو نہیں کاٹ لی؟ یا میں نے تمہارا تمام مسخراپن آگ میں جھونک دیا؟ اسی وجہ سے آگ عجیب انداز میں جل رہی تھی! اب میں سمجھا، میں نے سووانقول کے خشک مذاق اس میں جھونک دئے — شعلوں کو تو دیکھو — دیکھو پلاؤ کس طرح پھدک رہا ہے —"

سووانقول نے اپنے کام سے نظر تک نہیں ہٹائی لیکن بڑی سنجیدگی سے کہا "میرے خیال میں میرے نہیں بلکہ تمہارے مذاق آگ میں جل رہے تھے — خیر اچھا ہی کیا تم نے — تمہاری زبان بھی بہت تیز چلتی ہے — تم تو یہ بھی نہیں سوچتے کہ جس کا مذاق اڑا رہے ہو وہ لونڈا ہے یا کوئی سنجیدہ بڈھا — کہنا پڑتا ہے کہ تمہارے مذاق کبھی کبھی بہت بےموقع ہوتے ہیں اور بہتر یہی تھا کہ تم ان کو آگ کی نذر کر دو —"

"واہ دوست، خوب" بیک‌بوته بات کو لے اڑا — "تم تو اونٹ ہو، کوئی کل سیدھی نہیں، البتہ کبھی کبھی کوئی تیز چبھتا ہوا فقرہ تم کو چونکا دیتا

ہے — تم بالکل اونٹوں کے قافلے کی طرح سست رفتار ہو —"

"اگر میں اونٹوں کے قافلے کی طرح ہوں تو واقعی بری بات ہے لیکن تم کوے کی طرح کائیں کائیں کرکے کان کھا جاتے ہو — یہ اس سے بھی زیادہ بری بات ہے —"

بیک‌بوتہ بلا ناراض ہوئے ٹھٹھا مارکر ہنسا اور تھوڑی دیر کے لئے پھر خاموشی چھا گئی —

"مجھہ سے ناراض نہ ہو" بیک‌بوتہ پھر بولا — "میرے یار، میں تمہارے لئے ایک تحفہ لایا ہوں اور تم میرے ہی اوپر غرا رہے ہو — اب تمہیں مجھہ کو منانے کی کوشش کرنی پڑیگی تب میں تم کو یہ تحفہ دکھاؤنگا —"

"میں تم کو بالکل نہیں مناؤنگا — میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم ساری بات خود اگل دوگے — تمہارے پیٹ میں کوئی بات ہضم ہی نہیں ہو سکتی —"

پیاز کترنے کے بعد سوانقول بڑی بےنیازی سے اپنے دوست کے پاس گیا اور بیک‌بوتہ کے شانے چھوکر کہنے لگا:

"اچھا، دکھاؤ تو اپنا تحفہ —"

بیک‌بوتہ مسکرایا — وہ پراسرار انداز میں سنجیدہ ہو گیا اور خاموشی سے اپنی قبا کی طرف چلا جو چولہے سے ذرا دور پر پڑی تھی — سووانقول اس کے پیچھے پیچھے چلا —

بیک‌بوتہ نے بڑے اطمینان سے اپنی لپٹی ہوئی قبا کھولی اور ایک بنڈل نکال کر کھولنے لگا —

''تم بڑے سست ہو،، سووانقول کے صبر کا پیمانہ چھلک اٹھا —

''ارے یار، رکو تو — فوج میں یہ کہاوت ہے کہ صرف پسو پکڑنے میں عجلت کی ضرورت ہوتی ہے —،،

آخرکار گرھیں کھل گئیں اور بنڈل میں جو کچھ تھا وہ سامنے آگیا — سووانقول پانچ خوش رنگ ٹماٹروں اور بہت سے کھیروں کو دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑا —

''اور تم مجھ پر پیاز کے ساگے کا رعب جمانا چاہتے تھے — مور کی طرح اترا رہے تھے،، بیک‌بوتہ نے سووانقول کو چھیڑا — ''بھلا فصل سے اتنے پہلے ذرا ٹماٹر اور کھیرے لاکر دکھاؤ، تو میں مان لونگا تم کو بڑا 'رسد کا فوجی داروغہ' —،،

''میں فوج میں کبھی نہ رہا اس لئے میں 'فوجی داروغہ' ہو ہی نہیں سکتا — تمہاری بات دوسری ہے —

معلوم ہوتا ہے لڑائی بھر تم نے یہی کام کیا،، سووانقول نے بڑی معصومیت سے فقرہ چست کیا —

بیک‌بوتہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا —

''میں نہیں سمجھتا تھا، میرے یار کہ تم بالکل کاٹھہ کے الو ہو— اچھا اب یاد رکھنا کہ اول تو خاص میدان جنگ میں رسد کا شعبہ نہیں ہوتا— دوسرے میں لڑائی بھر مشین گن چلانے والا سپاہی تھا اور کبھی رسد کا داروغہ نہیں رہا— سمجھہ میں آ گیا نہ؟ لیکن میرے یار تمہارے ایسے آدمی کو یہ سب بتانا بیکار ہے — تم نے کبھی لڑائی کا میدان ہی نہیں دیکھا بس نرے شہری رہے —،،

''نہیں، یہ بات نہیں ہے، میں تمہاری بات اچھی طرح سمجھہ گیا،، سووانقول نے اس بات سے خوش ہوکر کہا کہ اس نے بیک بوتہ کو اس حد تک اکسا دیا ہے کہ وہ پاگلوں کی طرح بکنے لگا ہے —

''اگر یہ بات ہے، تو میاں سمجھدار، مہربانی کرکے اپنی جگہ پر تشریف لے جائیے اور ان حیرت انگیز چیزوں کو کترئیے جو قدرت اور کسی معزز کسان نے تخلیق کی ہیں— پلاؤ کے ساتھہ ٹماٹر اور کھیرے بس لطف

آ جائیگا — ذرا جلدی کرو، پلاؤ تیار ہے اور مہمانوں کے آنے میں بھی اب دیر نہیں ہے — دیکھو، بس آ پہنچے وہ لوگ! جلدی جلدی کتر ڈالو—،،

آئی‌قیز اور عالم‌جان پہاڑی کے اوپر آ رہے تھے — بیک بوتہ پتیلے کی طرف گھوم کر گانے لگا:

بھرا ہے دیس میرا ایسی نازنینوں سے
ستارے آنکھ چراتے ھیں جن حسینوں سے
نگہ جو مل گئی ان سے تو فق ہے چاند کا رنگ
وہ دیکھ آئی کہ جس کا نہیں کوئی ہاسنگ
دوپٹہ ریشمی نیلا بہار دیتا ہے
ھر ایک شے میں سلیقہ، ھر ایک کام کا ڈھنگ
جو پھول میرے چمن میں ملیں، کہیں نہ ملیں
چراغ لے کے بھی ڈھونڈھو تو یہ حسیں نہ ملیں

’’السلام علیکم!،، آئی‌قیز نے دونوں کی طرف مخاطب ھو کر کہا — بیک بوتہ کے گیت سے وہ ذرا جھینپ سی گئی تھی —

وہ خیمے میں چلی گئی اور تھکے ھوئے انداز میں اس قالین پر بیٹھ گئی جو میزبانوں نے بڑے اہتمام سے

بچھایا تھا — اس کے پاس بنفشے کے پھولوں کا جو گلدستہ تھا اس کو گود میں رکھ کر اس نے جلتا ہوا چہرہ رومال سے پونچھا —

''عالم‌جان اکہ، آؤ یہاں بیٹھو،، اس نے پکار کر کہا —

عالم جان نے اس کے برابر بیٹھ کر اپنی گھڑی دیکھی —

''جورہ بائف اور سلطانوف ایک گھنٹے میں آجائینگے —،،

''بہت اچھا ہوگا — سب لوگ تو گھنٹوں سے جمع ہیں — انہوں نے پانچ ٹن والی لاری پر ایک پلیٹ فارم تیار کیا ہے اور اس کو خوب سجایا ہے —،،

بیک‌بوتہ بڑی سنجیدگی اور شان سے ایک پلیٹ میں ٹماٹر، کھیرے اور پیاز اپنے مہمانوں کے سامنے لایا جو بڑی نفاست سے کترے ہوئے تھے اور ان پر لال مرچ چھڑکی ہوئی تھی —

''ارے بیک بوتہ! یہ سب کہاں سے آیا!،، آئی‌قیز نے حیرت سے کہا —

''یہ ہمارے کالخوز کی پیداوار ہیں،، بیک بوتہ نے فخر سے جواب دیا — ''کھاؤ، میں ابھی پلاؤ بھی لایا —،،

"لیکن آخر یہ ٹماٹر اور کھیرے کہاں سے آئے؟"
آئی‌قیز نے دوبارہ پوچھا — "ان کی تو فصل بھی نہیں
ہے —"

"ہمارے کسانوں کے ہاتھہ سونے کے ہیں — انہوں
نے ان کو دو مہینے قبل ہی پکا دیا" بیک‌بوتہ نے کہا —
سووانقول مرجھا سا گیا — اس کی ہری پیاز پر تو
ٹماٹر اور کھیرے بالکل چھا گئے —

"میں جانتا ہوں — یہ حلیم بابا کے گرم خانے سے
آئے ہیں" عالم‌جان نے کہا —

"ہاں سچ ہے، تم سمجھہ گئے" بیک بوتہ نے کہا —
"آج صبح یہاں آتے وقت میں بڑے میاں سے ملنے پہنچ
گیا — ان کے گرم خانے میں تو عجیب عجیب چیزیں
اگی ہیں — ظاہر ہے، میں نے ان کو بتایا کہ آج بند
مکمل ہو جائیگا — وہ بےحد خوش ہوئے اور انہوں نے
کہا کہ 'آخرکار مجھے اتنا پانی ملنے لگیگا کہ میں
اپنے گرم خانے کو بڑھا سکوں' — اور جب میں نے ان
سے کہا کہ ہم لوگ پلاؤ پکائینگے تو انہوں نے مجھے
یہ ٹماٹر اور کھیرے دئے — اور بعد کو انہوں نے سووانقول
کے ذریعے کچھہ ہری پیاز بھیجی — ہاں میں یہ تو

ل ھی گیا کہ جب میں وھاں سے آ رھا تھا تو
بابا نے تمھاری شکایت کی اور کہا کہ آئی‌قیز اور
م‌جان اپنے معاملات میں اس قدر کھو گئے ھیں کہ
جھہ کو بالکل بھول گئے — تم کو بلایا ھے کہ آ کر
مل جاؤ — انہوں نے اپنی پہلی فصل کاٹی ھے اور کہتے
تھے کہ تمھاری زوردار خاطر تواضع ھوگی — ،،

''بڑے میاں ارادے کے بڑے پکے ھیں، آخر انہوں
نے اپنا گرم خانہ تیار کرکے ھی دم لیا،، آئی‌قیز نے کہا —

''اب مصیبت آ گئی،، عالم‌جان نے ھنستے ھوئے کہا —
''حلیم بابا کالخوز کے لئے بڑا سا باغ لگانے کے منصوبے
ھمیشہ سے بناتے آتے ھیں — اب تو پانی آ گیا ھے —
وہ قادروف کا پنڈ نہ چھوڑینگے — اور آئی‌قیز
دیکھنا کہ تم کو اس باغ کے لئے راضی کرکے
رھینگے — ،،

''مجھے کوئی اعتراض نہیں — ھمارا باغ ھونا چاھئے
اور چالیس ھیکٹر سے کم نہیں — حلیم بابا نے مجھے
اپنا خواب بہت پہلے ھی بتا دیا تھا — وہ ترشائے کا باغ
لگانا چاھتے ھیں —،،

اس پر بیک بوتہ ھنسنے لگا —

''وہ ریزامت موسی محمدوف سے جلتے ۔
وجہ ہے کیونکہ محمدوف ایک مرتبہ میچورین سے
بات چیت کر چکے ہیں ــ''

''بیک‌بوتہ، اگر پلاؤ زیادہ گل گیا تو کیا تمہار
چرب زبانی سے مہمانوں کا پیٹ بھر جائیگا؟''، سووانقول
نے جو ابھی تک خاموش تھا بڑی نرمی سے کہا ــ
''تمہارا کیا خیال ہے، مہمان تمہاری گھٹیا تقریر کو
پلاؤ سے زیادہ پسند کرینگے؟''

بیک بوتہ پتیلے کی طرف دوڑا اور آئی‌قیز قہقہہ مار کر
ہنس پڑی ــ

''میری جان، جب میں تم کو ہنستے ہوئے دیکھتا
ہوں...''، عالم جان نے چپکے سے اس کے کان میں
کہا ــ

''چپ رہو پیارے، کوئی سن لیگا ــ''، آئی‌قیز نے
بھی چپکے سے کہا ــ اس نے دیکھا کہ بیک بوتہ اور
سووانقول پتیلے کے ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں اور عالم‌جان
کے شانے میں اپنا رخسار رگڑ دیا ــ

''پلاؤ واقعی بہت اچھا ہے''، بیک بوتہ نے دیگچی
کا ڈھکن اٹھاتے ہوئے کہا ــ ''یارو، یہ خاص الخاص

لاؤ ہے — یہ اس دھان کا چاول ہے جس کے پودے اس
ہانے میں لگائے گئے تھے جب جیدہ کے پھول کھل رہے
ھے — ایک ایک چاول کپاس کے بنولے کے برابر ہے —
یں ابھی سے بتائے دیتا ہوں کہ بس زبان چاٹ کر
ہ جاؤ گے — ،،

مہمانوں کے سامنے بھاپ نکلتے ہوئے پلاؤ کی ایک
ڑی پلیٹ رکھہ دی گئی — کھانے کے لئے ان سے
صرار کرنے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ وہ بہت بھوکے
تھے اور پلاؤ بھی خوب مزے دار تھا —

جب وہ پلاؤ صاف کر چکے تو سووانقول ان کے لئے
پیالوں میں مہکتی ہوئی سبز چائے لایا — لیکن قبل اس
کے کہ وہ اس کو ہونٹوں سے لگا سکیں نیچے سے موٹروں
کے ہارن بجنے کی آوازیں آنے لگیں —

،،کیا ہمیں یہاں آئے ایک گھنٹہ ہو گیا؟ اب
جانے کا وقت آ گیا؟،، آئی‌قیز نے عالم جان کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا —

عادت کے مطابق عالم جان نے اپنی وردی ٹھیک
کی، کالر کے بٹن لگائے اور قالین سے اٹھہ کھڑا ہوا —
،،آؤ ساتھیو، چلیں — ،،

بند آلتین سائی کی گھاٹی کے آرپار بندھا ہوا تھ
اور پانی کو روکے تھا — تنگ گھاٹی میں پانی چمکتے
ہوئے فیتے کی طرح چلا گیا تھا — اور رفتہ رفتہ اس کی سطح
اوپر اٹھتی گئی تھی جس کی وجہ سے وہ چٹانیں چھپ
گئی تھیں جو کنارے پر تھیں —

اگر کوئی بند پر کھڑا ہوکر گھاٹی کو دیکھتا
تو پانی کی بہتات سے متاثر نہ ہوتا کیونکہ وہ صرف
دو تین میٹر اونچا معلوم ہوتا تھا لیکن اگر دوسری طرف
نشیبی حصے میں، گھاٹی کی خشک اور پراسرار گہرائیوں
میں جھانکتا تو اس طاقت اور زور سے حیرت زدہ رہ جاتا
جس سے پانی بند کے پتھریلے پشتے کو تھپیڑے دے
رہا تھا —

نہر بھوری کنکریٹ کے پھاٹکوں سے شروع ہوکر
پہاڑ کے دامن میں دوڑتی چلی گئی تھی — ابھی اس میں
پانی نہیں تھا — نہر کے پھاٹک پر ایک چوڑا سرخ فیتہ
بڑی سی کمان کی شکل میں لگا تھا اور پھولوں سے خوب
سجا تھا —

بند کے قریب چراگاہ کے میدان میں ایک لاری کے پلیٹ فارم پر جورہ بائف، سلطانوف، سمیرنوف، آئی‌قیز اور عالم‌جان کھڑے تھے — لاری سرخ کپڑے کے جھنڈوں، بنفشے اور گل لالہ کے گلدستوں اور چنار اور قراغاچ کی شاخوں سے سجی ہوئی تھی —

میدان میں لوگوں کا مجمع تھا —— دھوپ سے سنولائے ہوئے اور دمکتے چہرے، شوخ رنگین کپڑے، روپہلی اور سیاہ ٹوپیاں اور رنگ برنگے رومال ہر طرف نظر آ رہے تھے — مجمع کسی ہلکورے لیتے ہوئے سمندر یا اسٹیپی میدان کی ہوا میں جھومتی ہوئی لمبی لمبی گھاس کی طرح معلوم ہوتا تھا —

ذرائع آبپاشی کی تکمیل اور کپاس بونے کا افتتاحیہ جشن منانے کے لئے آلتین سائی کی دیہی سوویت کے تمام کالخوزوں سے مرد و عورت سبھی آئے تھے —

نقارے بج رہے تھے، نفیریاں گونج رہی تھیں، نوجوانوں نے ناچنا شروع کر دیا — لڑکیاں نزاکت و نفاست سے ناچ رہی تھیں اور مردوں کے ناچ تیز اور جوشیلے تھے —

جورہ بائف نے اپنا ہاتھ اٹھایا — شور غل کم ہونے

لگا اور جلد ھی پورے میدان پر مکمل خاموشی چھا گئی — نقارے اور نفیریاں چپ ھو گئیں اور ناچنے والے جن کے چہرے سرخ ھو رھے تھے، رک گئے —

جورہ بائف کی تقریر سننے کے لئے ھر شخص لاری کے قریب آ گیا —

''ساتھیو، میں ضلع پارٹی کمیٹی، ضلع انتظامیہ کمیٹی اور اپنے پورے ضلع کی طرف سے آپ کو مبارکباد دینا چاھتا ھوں کہ آپ نے اتنی بڑی ذمے داری کا کام انتہائی جرأت سے شروع کیا اور بڑی شان سے پورا کر دکھایا — آپ کی پیش قدمی اور جرأت نے ھمارے وادی کے دوسرے کالخوزوں کو یہ دکھا دیا کہ مسرت اور خوش حالی کے حصول کا صرف یہی ایک راستہ ھے یعنی پانی کے لئے جد و جہد — دوسرے کالخوز آپ کی مثال کی پیروی کرینگے اور وہ کسان جو اپنی زندگی پہاڑوں کے اوپر خشک علاقوں میں گزار رھے ھیں، نیچے آ کر سیراب کھیتوں کے پاس آباد ھونگے — خشک سالی اور بادسموم کا، جو ھر سال ھماری فصلوں کو تباہ کرتی رھتی ھے، یہی ایک علاج ھے کہ ایسے کھیت بنائے جائیں جن کی آبپاشی ھو سکے — پہاڑوں پر ان تمام رھنے والوں کے دل

سے آپ کے لئے دعائیں نکلتی ہیں جو اب وادی میں آ کر بس رہے ہیں — ہمیں ان کو 'خوش آمدید' کہنا چاہئے —
"ساتھیو، میں ضلع پارٹی کمیٹی اور حاضرین جلسہ کی طرف سے اس زبردست منصوبے کو پیش کرنے والی آئی‌قیز عمرزاقووا اور پروجکٹ کے ڈائریکٹر کامریڈ سمیرنوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں —"
جورہ بائف نے ایک قدم ہٹ کر پہلے آئی‌قیز سے اور پھر سمیرنوف سے ہاتھ ملایا —
ہوا میں ٹوپیاں اس طرح اڑنے لگیں جیسے روپہلی چڑیوں کا کوئی جھنڈ اڑ رہا ہو اور چاروں طرف سے غل ہوا:
"آئی‌قیز تقریر کریں!"
"ایوان نکیتچ بولیں!"
"ہم آئی‌قیز اور سمیرنوف کی تقریریں سننا چاہتے ہیں —"
"ساتھیو، اس میں تکلف کی کوئی بات نہیں، تم کو بولنا پڑیگا — لوگ تمہاری تقریر سننا چاہتے ہیں —"
جورہ بائف نے آئی‌قیز کا شانہ پکڑ کر اس کو سامنے ڈھکیل دیا اور کہا "آؤ آئی‌قیز، شروع کر دو —"

"آئی‌قیز، بولو، بولو"، مجمع نے غل مچایا —
آئی‌قیز نے نیچے چہروں کا ایک پورا سمندر لہراتا ہوا دیکھا لیکن وہ گھبرائی نہیں — اس کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی پہاڑی سڑک سے بڑی طویل اور مشکل منزل طے کرکے آئی ہے، راستے میں اس نے نہ کہیں آرام کیا ہے اور نہ سوئی ہے، بس منزل تک پہنچنے کی دھن میں رہی ہے — اور اس انجام کے متعلق کبھی سوچا بھی نہیں ہے جو منزل پر اس کا منتظر تھا — اب منزل پر پہنچ گئی ہے — اور یہ رہا اس کا انجام —— اس کی طرف آنکھیں لگائے ہوئے پر مسرت چہرے اور بڑھتے ہوئے دوستانہ ھاتھ — کیا وہ اس کی مستحق تھی؟ کیا وہ واقعی اس لائق تھی؟

اس نے تقریر شروع کی — اس کی آواز جذبات سے بھر پور تھی :

"میرے دوستو! آپ نے جو کام شروع کیا تھا اس پر آپ کو اتنا پکا بھروسہ تھا کہ اس کا نتیجہ زبردست کامیابی کے سوا کچھ اور ہو ھی نہیں سکتا تھا — تاریخ میں پہلی مرتبہ ھمارے کالخوزوں کے کھیت سینچے جائینگے — اب ہم سہم سہم کر آسمان کی طرف نہیں

دیکھینگے کہ بارش ہوگی یا نہیں — بادسموم کا اب ہمیں کوئی دھڑکا نہیں رہا — دوستو، ہماری محبوب پارٹی نے ہمیں جو راستہ دکھایا ہے اس پر آگے بڑھتے رہو! اپنے عظیم روسی بھائیوں کی مدد سے آگے بڑھتے رہو! ہم قدرت کی اندھا دھند طاقتوں کو شکست دے کر اپنا تابع بنائینگے اور ان سے کام لینگے —،،

اس کی تقریر کا آخری حصہ تالیوں اور نعرہ ہائے تحسین میں ڈوب گیا —

اب سمیرنوف آگے بڑھا — اس نے اپنی عینک اتاری، ایک گہری سانس لینے کے لئے اپنا منہ کھولا اور اس کی ٹھڈی کا مسا اچھل پڑا — اپنی عادت کے مطابق وہ اس طرح بولنے لگا جیسے کوئی بحث کر رہا ہو:

''عزیز دوستو، جو کارنامہ ہم نے کر دکھایا ہے بس اسی پر قناعت کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے — یہ سچ ہے کہ ہم نے سب سے مشکل کام ختم کر لیا ہے، وہ کام جس میں بڑی بڑی دشواریاں تھیں — ممکن تھا کہ ہم نے غلط اندازہ لگایا ہوتا اور سوتوں میں اتنا پانی نہ نکلتا جتنا ہمارا خیال تھا لیکن آپ کی کوششوں نے توقع سے کہیں زیادہ کارنامے کر دکھائے — اس بند

کے ساتھہ زندگی کی ایک نئی منزل شروع ہوتی ہے — اس کے علاوہ اب ہم پن بجلی گھر بنا کر اپنی تمام زرعی مشینوں کو بجلی کے ذریعے چلا سکینگے — اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کمیونزم کی منزل کی طرف ایک اور زبردست قدم اٹھائینگے — ہم پن بجلی گھر بنائینگے، ہم اس کا عہد کرینگے اور سچے کمیونسٹوں کی طرح کام کرکے اس کو پورا کر دکھائینگے — مثال کے طور پر عالم‌جان اور اس کی ٹیم کے جوان مردوں کو لے لیجئے — انہوں نے کوک بولاق کو دریافت کیا جس کو باسماچیوں نے چالیس سال پہلے بند کر دیا تھا — انہوں نے پتھریلی چٹانوں کی دیوار توڑ کر اس کو پھر سے حاصل کیا — عالم‌جان، آئی‌قیز، بیک‌بوته، سووانقول اور ہم میں کا ایک ایک آدمی ابھی اور مہمیں سر کرنے کے لئے کافی مضبوط ہے! ہماری مستقبل کی فتوحات زندہ باد! ہماری عظیم‌الشان کمیونسٹ پارٹی زندہ باد!،،

سیکڑوں مضبوط ہاتھہ گھومے اور چمکتے ہوئے فولاد کے سیکڑوں پھاوڑے سروں کے اوپر چمکے — لوگوں نے اپنے پر امن ہتھیاروں سے سلامی دی، کمیونزم سے خلوص اور وفاداری کا اظہار کیا —

اب جورہ بائف اور دوسرے لوگ نہر کے پھاٹک کی طرف چلے —

حالانکہ کئی ہزار آدمیوں کا مجمع تھا لیکن اتنی زبردست خاموشی تھی کہ دور آلتین‌سائی کی سڑک پر کسی کار کے انجن کی آواز بھی سنائی دیتی تھی —

جورہ‌بائف پھاٹک تک گیا — آئی‌قیز نے اس کو ایک قینچی دی — اس نے فیتہ کاٹا اور پہیئے کو چند بار گھمایا —

رفتہ رفتہ پھاٹک کھلا اور پانی غراتا اور سراٹے بھرتا نئی نہر میں داخل ہوا —

بہتے ہوئے پانی نے ساری خاموشی ختم کر دی — مجمع سے تالیوں اور نعروں کی گونج ہوئی — نقارے بجنے لگے، نفیریاں گونجنے لگیں اور ٹوپیاں ہوا میں اونچی اڑنے لگیں —

آلتین سائی کے کھیت سیراب ہو گئے —

۲۴

جون کے آخر میں بڑی گرمی ہوئی — بس ہر چیز تپ اور جھلس رہی تھی — بڈھے بھی اس گرمی سے پریشان ہو گئے — ان کا کہنا تھا کہ

انہوں نے ایسی گرمیاں اپنی زندگی میں نہیں دیکھیں —

وادی میں صبح کی خنکی عموماً سورج نکلنے کے دو تین گھنٹے بعد تک رہتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ دن کی گرمی میں غائب ہو جاتی ہے لیکن یہ معمولی گرمیوں کی بات ہے —

اس سال تو سورج نکلتے ہی گرمی شروع ہو جاتی — پوپھٹتے ہی قزل قوم کی جلتی ہوئی ریت اپنی تپتی ہوئی سانسوں سے فضا کو گرم کر دیتی، روشنی میں آنکھ نہ کھلتی — بادسموم کی شعلہ خو زبان نے ہر درخت کے تنے اور گھاس کی ایک ایک کونپل کو جھلسا دیا تھا — آلتین سائی کے سرسبز باغ بھی اس جلتی ہوئی گرمی میں جھلس گئے تھے —

معمولی گرمیوں میں بادسموم ایک دو دن تک چلتی اور پھر ذرا مدھم پڑ جاتی تاکہ تھکی ہوئی زمین کو کچھ دم لینے کا موقع مل جائے — لیکن اس سال تو اس کا سلسلہ ٹوٹ ہی نہیں رہا تھا اور اس کی شعلہ خوئی میں ذرا بھی کمی نہیں ہو رہی تھی —

پرانے زمانے میں تو ایسی حالت آلتین سائی کے کسانوں کی تباہی کا باعث ہوتی لیکن اب بادسموم کا

زور نہیں چلتا تھا کیونکہ انسان نے کالخوز کے کھیتوں تک پانی پہنچا دیا تھا —

باد سموم کے جھلسا دینے والے جھونکوں نے کپاس کی پتیوں کو ضرور مرجھا دیا لیکن ان کے مضبوط تنوں کو نہ سکھا سکی — جڑوں کو زمین سے حیات بخش پانی ملتا رہا، مضبوط پودے تنے اور پتیوں کو پانی پہنچاتے رہے، ان کو تازگی بخشتے اور مضبوط بناتے رہے تاکہ وہ صحرائی ہوا کا مقابلہ کر سکیں —

حالانکہ اب آلتین سائی میں پانی کی افراط تھی لیکن بڈھا حلیم بابا اپنے باغ کے لئے پریشان تھا کیونکہ بادسموم دو ہفتے سے برابر چل رہی تھی —

جب پانی کی کمی تھی اس وقت حلیم بابا ایک ہیکٹر باغ کو زیادہ وسیع کرکے اپنے جوہر نہیں دکھا سکتا تھا — لیکن اس وقت اس کو پھلوں کے درختوں کے لئے پریشانی نہیں تھی کیونکہ وہ ان لمبے حور اور چھتنارے قراغاچ کے درختوں کی دیوار سے محفوظ تھے جو اس کے چھوٹے سے باغ کے چاروں طرف کئی گھنی قطاروں میں لگے تھے —

لیکن اس سال میچورین کے اس پیرو نے باغ کو نہر

کے کنارے دور تک پھیلا دیا تھا — اب حور اور قراغاچ
کے جھنڈوں کے بعد باد سموم سے کوئی بچاؤ نہ تھا —
وہ آسانی سے ان چھوٹے چھوٹے نازک پودوں کو جھلسا
سکتی تھی جو ابھی لگائے گئے تھے —

جب سے حلیم بابا نے بادسموم کی آمد فضا
میں محسوس کی تھی اس دن سے اس کی نیند حرام ہو
گئی تھی — پوپھٹتے ہی بڈھا اپنے سخت بستر سے اٹھ
بیٹھتا جو باغ ہی میں تھا اور آسمان کو گھورنے لگتا
کہ شائد گرم ہوا کم ہونے کے کوئی آثار ہوں لیکن
موسم بدلنے کے کوئی آثار نظر نہ آتے — کپڑے پہنتے
ہوئے وہ ناراض ہو کر بڑبڑاتا "اللہ میاں تو یہ ہوا
روکنا بالکل بھول ہی گئے —"

اس کے بعد حلیم بابا جاکر پودوں کو دیکھتا —
ستر سال کا بڈھا ہونے کے باوجود حلیم بابا کافی چاق چوبند
تھا — وہ ایک ایک پودے کو دیکھتا کہ اس میں
کتنی جان ہے —

پوری گرمیوں بھر حلیم بابا دن رات باغ ہی میں
رہا — اس نے گرمیوں کے لئے اپنا کوارٹر آبپاشی کی
جھلملاتی اور گنگناتی ہوئی نالی کے قریب بنا لیا —

یہاں باغ ختم ہو جاتا تھا اور کپاس کے کھیت شروع ہو جاتے تھے —

کالخوز کے بہترین بڑھئی ترسون قول نے اس کے سونے کے لئے ایک بڑا لکڑی کا تخت بنا دیا تھا — اس کو مشکل سے بستر کہا جا سکتا تھا کیونکہ اس کی لمبائی چوڑائی برابر تھی اور اس کے پائے بہت نازک اور حسین نقش و نگار کئے ہوئے قراغاچ کی لکڑی کے تھے — ایک اونی قالین جو پرانی دستکاری کا نمونہ تھا۔ اور اس کے اصلی رنگوں کی چمک دمک ابھی تک برقرار تھی، اس کے بستر پر پڑا تھا جو انگور کی بیلوں کی چھاؤوں میں بچھا ہوا تھا — انگور کی بیلوں کی چھت ایسی گھنی تھی کہ دوپہر کو بھی سورج کی کرنیں وہاں تک نہیں پہنچ پاتی تھیں — حلیم بابا دن کی گرمی سے بچنے کے لئے اپنے ٹھنڈے آرام خانے میں چلا جاتا اور یہیں آنے جانے والے دوستوں سے ملتا —

باغ کے تین طرف کپاس کے کھیت تھے — اپنے بستر پر بیٹھ کر حلیم بابا اس سر سبز قطعے سے لطف لیتا جو اس کے پرانے دوست عمرزاق آتا اور اس کے جتھے کی محنت کا نتیجہ تھا — گہری سبز پتیوں والی گھنی

جھاڑیاں اب لمبے سے لمبے آدمی کی کمر تک پہنچ سکتی تھیں —

حلیم بابا کو قریب کے کپاس کے کھیت میں ٹہلنے میں بڑا لطف آتا تھا اور جب بھی وہ گھوم کر لوٹتا بہت خوش اور مطمئن ہوتا — حالانکہ وہ جانچ پڑتال کے معاملے میں بہت سخت تھا لیکن وہ دیکھتا تھا کہ پودوں کی دیکھ بھال انتہائی ترقی یافتہ طریقوں سے اچھی طرح ہو رہی ہے —

آج شام کو حلیم بابا خاص طور سے بے انتہا خوش تھا کیونکہ عمرزاق آتا بڑی خوش خبری لایا تھا —

عمرزاق آتا حلیم بابا سے ملنے آیا — دن ختم ہو رہا تھا اور تھکا ہارا سورج خالص تانبے کے سرخ پیالے کی طرح فضا میں معلق معلوم ہوتا تھا جیسے بخارا کے کسی مشاق کاریگر نے اسے بنایا ہو —

عمرزاق آتا ریشم کی نئی قبا پہنے تھا جو عالمجان نے ایک مہینہ گزرے اس کو اپنی شادی کے موقع پر تحفے میں دی تھی — آج کل عمرزاق آتا پہلے سے کم عمر اور خوش نظر آتا تھا —

چند دن گزرے وہ نئے جوڑے کے ساتھہ شہر گیا
تھا — وہ دونوں میاں بیوی تو ایک ڈپارٹمنٹ اسٹور میں
گھر کی ضرورتوں کا سامان خریدنے چلے گئے اور عمرزاق
آتا کھلونے دیکھنے لگا — کھلونے بیچنے والے کو گمان
بھی نہیں تھا کہ بڈھا اتنی لعنت ملامت کرے گا —
اس نے کھلونوں کے اسٹال کی ہر چیز پر اعتراض کیا —
''ارے جوان، تمہیں ایسے بھونڈے کھلونے بیچتے
شرم نہیں آتی؟'' اس نے گرج کر کہا — ''بھلا اسی
کو گھوڑا کہتے ہیں؟'' عمرزاق آتا نے ایک بڑا بھدا
سا کھلونا اٹھاتے ہوئے کہا — ''بھلا یہ انہیں صبارفتار
گھوڑوں کی طرح معلوم ہوتا ہے جن پر بیٹھہ کر ہم
باسماچیوں کا پیچھا کرتے تھے؟ کیا یہ اسی قسم کا
گھوڑا ہے جیسے آج کل ہمارے کالخوزوں میں ہیں؟
ہمارے ملک میں تو ایسے مریل ٹٹو کبھی بھی نہیں
تھے — ہمارے گھوڑے تو حسین اور صبارفتار ہوتے
ہیں — تم ہمارے بچوں کو گھوڑا تھوڑے ہی دیتے
ہو — یہ تو ملا جلا گدھا اور اونٹ معلوم ہوتا ہے —
اور تمہارے پاس بچوں کی تین پہیوں والی سائیکلیں بھی
تو نہیں ہیں؟ آخر تمہارے یہاں ان خوبصورت لکڑی

کے ٹکڑوں کے بکس کیوں نہیں ھیں جن سے بچے کریملن مینار، پل یا کوئی اور اچھی چیز بنا سکیں؟،،

بیچارہ دوکاندار گھبرا گیا اور ناراض بڈھے کو رام کرنے کے لئے بہتیری کوشش کی — اس کو سمجھایا کہ سامان کی نئی لاٹ جلد ھی آنےوالی ھے اور معزز خریدار سے درخواست کی کہ اگر اسے زحمت نہ ھو تو دو ایک دن میں آئے اور پھر اس کو سب کچھہ مل جائیگا —

اتنے میں آئیقیز اور عالمجان آ گئے اور انہوں نے غریب دوکاندار کی جان مزید لعنت ملامت سے بچائی — وہ لوگ عمرزاق آتا کو ساتھہ لے گئے — آئیقیز تو پریشان ھوکر تقریباً رونے لگی لیکن عالمجان ھنستا اور اپنے سسر کی طرف داری کرتا رھا جو راستے بھر دوکاندار کے خلاف بڑبڑاتا رھا —

جب عمرزاق آتا اور حلیمبابا پرانے آداب کے مطابق صاحب سلامت ختم کر چکے تو دونوں حلیم بابا کے بستر پر بیٹھہ کر باتیں کرنے لگے —

''گاؤں میں کوئی نئی بات؟،، حلیم بابا نے پوچھا —

''بہت سی خبریں ھیں،، عمرزاق آتا نے اطمینان سے جواب دیا — ''کامریڈ جورہبائف اور سمیرنوف آج سہ پہر

کو یہاں آئے ہیں — انہوں نے وہ جگہ دیکھی جہاں
پن بجلی گھر بننے والا ہے — وہ لوگ اس وقت کالخوز
کے دفتر میں ہیں — کامریڈ جورہ‌بائف نے مجھ سے کہا
تھا کہ تم کو اطلاع دے دوں کہ وہ آج شام کو
تم سے ملنے ضرور یہاں آئینگے...››

دونوں تجربے کار اور عقل مند بڈھے مزے لے لے کر
باتیں کرتے رہے — دونوں کی زندگی جاگیرداری کے
تاریک دور میں شروع ہوئی تھی جس کے متعلق جوانوں
نے صرف سنا تھا — اب زندگی کے آخری دنوں میں وہ
کمیونزم کی منزل کی طرف جا رہے تھے —

سورج کافی نیچا ہو چلا تھا کہ دو موٹریں باغ
تک آئیں — ان سے جورہ‌بائف، سمیرنوف، آئی‌قیز، عالم‌جان
اور قادروف اترے —

حلیم بابا اس عزت افزائی پر بہت خوش ہوا — اس
نے اپنے مہمانوں کو پورا باغ دکھایا — ان لوگوں نے
نیا نیا انگوروں کا باغ اور انجیر، چیری، سیب اور انار
کے درختوں کی قطاریں دیکھیں جو ابھی مشکل سے کندھوں
تک اونچی ہوئی تھیں — لیکن پہاڑی چشمے کا پانی
اور سورج کی گرمی جلد ہی ان کو بلند وبالا اور مضبوط

بنا دیگی، دور دور تک باغ پھیل جائینگے اور پرانے بنجر سیدان کا نام و نشان بھی نہ رهیگا— ایک سال گزرنے کے بعد انگور اور چیری کے درخت بارآور هونگے اور کھیتوں سے لےکر پہاڑوں تک هزاروں نئے پودے لگ جائینگے— پانچ چھه سال میں تو سیکڑوں ٹن پھل یہاں سے سلک کے گوشے گوشے میں پہنچنے لگینگے اور لوگوں کو صحت و طاقت بخشینگے، بیماروں کی مسیحائی کرینگے اور تھکے هاروں کو آرام پہنچائینگے—

ملاقاتیوں نے نئے پودے دیکھے، باغ کے پورے علاقے کا چکر لگایا اور اس کے مغربی سرے پر آ کر رک گئے—

سورج کی گرمی ختم هو چکی تھی— خنک رات آرهی تھی لیکن پچھم سے قزل قوم ریگستان کی گرم هوائیں نهیں رکی تھیں—

''وهاں هماری سرحد هے،، حلیم بابا نے نئے پودوں کی ایک پٹی کی طرف اشارہ کرتے هوئے کہا جو باد سموم سے حفاظت کے لئے لگائی گئی تھی— ''هم نے شاہبلوط، حور اور قراغاچ کے درختوں کی کئی هیکٹر کی پٹی لگائی هے— یه پٹی همارے کالخوز کی زمین کے ارد گرد پھیلی

ہوئی ہے — دو تین سال میں یہ گرم ہواؤں کے خلاف بہت اچھی آڑ بن جائیگی — قزل قوم وہ رہا،، اس نے اشارہ کیا اور خاموش ہو گیا —

قادروف بولا :

''مجھہ سے امید کی جاتی ہے کہ میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کروں لیکن مجھہ پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں میں ان سب کا مجرم نہیں ہوں — یہ ضرور ہے کہ میں نے غلطیاں کی ہیں، لیکن کون غلطیاں نہیں کرتا؟ ہم سب کبھی کبھی غلطیاں کرتے ہیں — پھر بھی میں اس خاص معاملے میں اپنے جرم کا اقرار کرتا ہوں — اس مرتبہ بہار میں شاہبلوط اور چنار کے پودے فراہم کرنا ذرا دشوار تھا — میں مصروف بھی تھا، میرے پاس ضرورت سے زیادہ کام تھا — اس لئے میں نے حلیم بابا کو مشورہ دیا کہ وہ یا تو پودوں کی شاخیں کاٹ کر لگائیں یا یہ خیال ہی ترک کر دیں — لیکن انہوں نے مجھہ سے کہا کہ ان کو پودے فراہم کرنے کی خود اجازت دے دی جائے — میں نے اجازت دے دی اور، کامریڈ جورہبائف، انہوں نے آپ کے ذریعے یہ پودے مہیا کر لئے —،،

"جب آدمی کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو اس کا اعتراف بہتر ہوتا ہے"، عمرزاق آتا نے سوچتے ہوئے کہا — "پر خلوص اعتراف اچھی بات ہے لیکن بات کو طول دینے سے معاملہ گڑبڑ ہو جاتا ہے — عزیز کامریڈ قادروف، تم اپنی وہی غلطیاں مانتے ہو جن کے پول زندگی خود کھول دیتی ہے — آدمی کو دور اندیشی سے کام لینا چاہئے اور اپنی غلطیاں پہلے ہی دیکھ لینا چاہئے — اس کے متعلق ایک کہاوت ہے: "جب اونٹ پر بیٹھو تو آگے دیکھو"، اور تم، میرے عزیز دوست، اونٹ کی دم کی طرف دیکھتے ہو — اب ہمارے عوام نچلے بیٹھنے والے نہیں ہیں — تمہارے لئے یہی بہتر ہوگا کہ کوشش کرکے ان کے برابر پہنچو —"

قادروف نے کچھ جواب نہیں دیا —

کافی اندھیرا ہو چکا تھا اور پوری پارٹی حلیم بابا کے رمنے میں واپس آئی — دھکتی ہوئی آگ کے اوپر پتیلے میں گرم گرم پلاؤ ان کا منتظر تھا — حلیم بابا سے انکار کی گنجائش ہی نہ تھی — اس نے اصرار کیا کہ مہمان رات کا کھانا اسی کے ساتھ کھائیں —

''بوڑھے کو رنج نہ پہنچاؤ''، اس نے جورہبائف اور سمیرنوف سے کہا — ''تم لوگ میرے یہاں کبھی مہمان نہیں ہوئے — میں بڈھا ہو چکا اب تو میرے لئے خوشی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے — مہربانی کرکے رات کے کھانے کے لئے ٹھہر جاؤ — پلاؤ تو ایسی چیز ہے کہ اس سے فرشتے بھی انکار نہ کریں اور پھر کھلی ہوئی جگہ اور باغ میں!''

انہوں نے حلیم بابا کو ناراض کرنا نہیں چاہا اور ٹھہر گئے —

ان لوگوں نے اپنے جوتے جھاڑے، ہاتھ منہ دھوئے اور قمیصوں کے کالر کھول کر اونی قالین پر بیٹھ گئے —

آئی‌قیز نے کھانا لگانے میں حلیم بابا کی مدد کی — پیرافین کی روشنی بہت دھیمی تھی اور جلد ہی اس پر کوک تاغ کے پیچھے سے نکلتے ہوئے چاند کی نیلگوں کرنیں حاوی ہو گئیں —

پلاؤ کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے ان لوگوں نے بننے والے پن بجلی گھر کے متعلق گفتگو چھیڑ دی جو آج کل سب کے دماغوں میں رسا بسا تھا — سمیرنوف تاشقند

سے ایک دن پہلے ہی آیا تھا — حکومت نے آلتین سائی میں پن بجلی گھر کی تعمیر منظور کر لی تھی —

”حکومت اس کو بہت اہم کام سمجھتی ہے،، جورہ بائف نے بتایا — ”ہمیں جلد ہی بہت سی ایکسکیویٹر، کرین اور دوسری مشینیں مل جائینگی —،،

”بیٹے، تم ہم لوگوں کے لئے بہت بڑا کام کر رہے ہو،، عمرزاق آتا نے سمیرنوف کی طرف مخاطب ہو کر کہا — ”ہمارے بچے اور پوتے اس روسی انجنیر کا نام بڑی محبت سے لینگے جس نے پہلے ہمارے خشک کھیتوں کو سیراب کیا اور اب یہ مفید کام کر رہا ہے — ذرا سوچو تو، وہ چاہتا ہے کہ کسان کے جان لیوا کام کا بوجھہ مشینیں سنبھالیں — میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا، کامریڈ جورہ بائف؟،،

”ٹھیک کہتے ہو، عمرزاق آتا — ہمارے بڑے بھائی یعنی روسی لوگ جو مدد ہمیں دے رہے ہیں، اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا — ہم بڑی بڑی تبدیلیوں اور کارناموں تک پہنچ گئے ہیں — چند سال میں ہمارے سیراب کھیت قزل قوم کے قریب پہنچ جائینگے — بڑے عزم و استقلال کے ساتھہ وہ رفتہ رفتہ ریگستان پر قبضہ

جماتے جائینگے — ریگستان مردہ باد! یہ ویران جلتی
ہوئی ریت غائب ہو جائیگی جو زمین کو بنجر کر
دیتی ہے — صحرا گلزار بن جائیگا — یہ جہنم اور آگ
برسانے والی باد سموم بالکل ختم کر دی جائیگی، دنیا
سے نیست نابود ہو جائیگی — واقعی یہ زمانہ انقلابات
سے بھر پور ہے — ہم نے نہر بنا لی — ہم نے بند بنا کر
آلتین سائی کے پانی کو زنجیریں پہنا دیں اور اب قدم
اور بھی آگے بڑھ رہا ہے — ہمارے سب کالخوز سوویت
سائنس کی مدد سے، جو آج دنیا میں اپنی مثال نہیں
رکھتی، تمہاری پیروی کرینگے — ہم ریگستان پر دھاوا
بولینگے اور ریگستان کو پیچھے ہٹنا پڑیگا — ہم ریگستان
پر فتح حاصل کرینگے — قدرت کے خلاف جنگ میں
ہماری پارٹی رہنمائی کریگی اور ہمارے قابل فخر بڑے
بھائی یعنی عظیم روسی عوام ہماری مدد کرینگے — ہماری
جیت ہوگی — آلتین سائی کے علاقوں کی آبپاشی ریگستان
پر دھاوے کا پہلا قدم ہے —،،

مہمان چلے گئے — کافی دیر ہو گئی تھی لیکن
آئی‌قیز اور عالم جان نے موٹر پر جانے سے انکار کر دیا
اور گھر تک پیدل جانے کو ترجیح دی —

صاف شفاف چاند بڑی شان و شوکت سے چمک رہ
تھا — اس کی پرسکون روشنی نے دور پہاڑ کی چوٹیود
کو روپہلا بنا دیا تھا — صرف تازہ ہوا چل رہی تھی —
کہیں آواز یا سرسراہٹ تک نہیں سنائی دیتی تھی —
جھینگر تک خاموش تھے — کبھی کبھی کوئی ٹڈا چڑچڑ
اٹھتا یا میدانوں کے کسی باسی کی ننھی منی آواز سنائی
پڑ جاتی اور پھر خاموشی چھا جاتی —

صرف سدا بیدار رهنے والے چشموں کی جھنکار رات کہ
خاموشی کو توڑ رهی تھی — وہ اپنا پانی کھیتوں تک
پہنچا رہے تھے، ان پر مسرت و خوش حالی کی بارش
کر رہے تھے —

آئی‌قیز اور عالم‌جان هاتھه میں هاتھه ڈالے چلے ج
رہے تھے —

وہ سڑک پر آ گئے اور گاؤں کی طرف مڑے — بجلی
کی روشنی کے سیلاب میں ڈوبا ہوا آلتین سائی ان کے
سامنے تھا — چاند کی کرنیں بھی اس کے سامنے ماند پڑ
رهی تھیں — روشنی کے سیدھے نازک خطوط گاؤں کے
مرکز کی طرف جاتے تھے اور پھر آپس میں گھل مل
جاتے تھے —

''ذرا یہ روشنیاں تو دیکھو،، آئی‌قیز نے کہا —
''کیسی چمک رہی ہیں! یہ کمیونزم کے مستقبل کی
جوت ہے جو ہمارے اوپر پڑ رہی ہے — ارے
عالم‌جان اکہ، ہم کتنے خوش نصیب ہیں!،،

۵۳ — ۱۹۴۹ء

تاشقند

پڑھنے والوں سے

بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر آپ کا بہت احسان مند ہوگا اگر آپ ہمیں اپنی رائے لکھہ کر بھیجیں کہ اس کتاب کا نفس مضمون اور ترجمہ کیسا ہے، اس کی شکل صورت اور طباعت کیسی ہے اور آپ اور کیا چاہتے ہیں —۔

ہمارا پتہ : زوبوفسکی بلوار — نمبر ۲۱
ماسکو
سوویت یونین